سانس کی بیماریاں
اور
علاجِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم
ڈاکٹر خالد غزنوی

سانس کی بیماریاں

اور

علاجِ نبوی ﷺ

ڈاکٹر خالد غزنوی

615.321 Khalid Ghaznavi, Dr.
Saans ki Bimarian aur Elaj-e-Nabvi/
Dr. Khalid Ghaznavi.- Lahore: Al-Faisal
Nashran, 2012.
382p.

1. Elaj-e-Nabvi I. Title Card.

ISBN 969-503-010-6

پہلا ایڈیشن...... ....اکتوبر 1995ء

گیارھواں ایڈیشن..... ......مارچ 2012ء

محمد فیصل نے

آر۔آر پرنٹرز سے چھپوا کر شائع کی۔

قیمت:-/300روپے۔

AL-FAISAL NASHRAN
Ghazni Street, Urdu Bazar, Lahore, Pakistan
Phone: 042-7230777 & 042-7231387
http: www.alfaisalpublishers.com
e.mail: alfaisalpublisher@yahoo.com

باعث تحریر

قرآن مجید رشد و ہدایت اور بیماریوں سے شفاء کا سرچشمہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قد جاءتکم موعظۃ من ربکم و شفاء لما فی الصدور (یونس)

(تمہارے پاس رب کی طرف سے نصیحت کا ایک خزانہ آیا ہے۔ جس میں سینے میں پائی جانے والی تمام بیماریوں سے شفاء ہے)

اس آیت کریمہ کی رو سے قرآن مجید کو سینے کے تمام امراض (خواہ وہ عضوی ہوں یا نفسیاتی) کے لئے شفاء کا مظہر قرار دیا ہے۔ لہٰذا کوشش کی گئی ہے کہ کتاب اس آیہ مبارکہ کی طبی تفسیر کی عملی شکل اختیار کر لے۔

ابتدائیہ

ابتدائے آفرینش سے انسان اپنی صحت اور تندرستی کے بارے میں فکر مند رہا ہے کیونکہ بیماری روزگار میں کمی کا باعث ہوتی تھی۔ بیماریوں کا مطلب بیروزگاری' فصلوں کی ناکامی اور موت ہوتا تھا۔ بیمار اگر تندرست بھی ہو جائے تو کمزوری کے باعث گھر میں تنگدستی آجاتی تھی۔ کسی اچھے بھلے کنبے کا غریب ہو جانا اور ان کے کمانے والے یا اس کے کسی فرد کی بیماری یا ہلاکت دیوتاؤں کے غضب کا اظہار قرار دیا گیا۔ اس لئے ہر شخص دیوتاؤں کو راضی رکھنے کیلئے زمین پر ان کے نائبوں یعنی معبدوں کے پجاریوں کی خدمت کرتا تھا۔ دیوتاؤں کے مندر میں رکھے گئے کھانے' نقدی اور زیورات پجاریوں سے بچاؤ کے علاوہ اچھی فصلوں اور نفع بخش کاروبار کے ضامن تھے۔

دن رات کی سیوا کے باوجود بیمار ں' قحط اور وبائیں آتی رہیں۔ اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے کپل وستو کے راجکمار سدھارتھ نے 12 برسوں تک جنگلوں میں بھگوان کو یاد کیا اور آخر بھارتی صوبہ بہار کے شہر گیا میں اسے بھگوان کے درشن ہوئے۔ بڑھاپا بیماری اور موت کے خلاف جدوجہد کرنے کیلئے اس نے خود کو مہاتما بدھ قرار دے کر بدھ مذہب کی بنیاد ڈالی۔ اب اس مذہب کو جاری ہوئے دو ہزار سالوں سے زیادہ ہو چکے ہیں' لیکن بدھ مذہب اختیار کرنے کے باوجود لوگ بیمار ہوتے ہیں۔ بڑھاپا ان کو کمزور کرتا ہے اور موت ضرور آتی ہے۔ بدھ نے جس کام کیلئے 12 سال جنگلوں میں گزارے وہ مسئلہ آج بھی اسی طرح کھڑا ہے۔

1939 - 45 کی جنگ کی تباہ کاریوں اور ہیضہ کی وباء کو بھگوان کے غصہ کا اظہار قرار دے کر ہندوستان کے کئی شہروں میں "ہون" کیے گئے۔ جن میں سینکڑوں پنڈت ہزاروں من دیسی گھی پوتر آگ میں ڈال کر اشلوک پڑھتے ہوئے دنیا کو اس عذاب سے نجات دلانے کی ناکام کوششیں کرتے رہے۔

بیماریوں سے نجات کیلئے مندروں اور پجاریوں والی ترکیب ناکام ہوتے دیکھ کر مصر' بابل اور بھارت کے پروہتوں نے علم طب کا استعمال شروع کیا۔ انہوں نے اپنی طب کو الہامی قرار دے کر اسے بھگوان کی انسانوں کیلئے عنایت قرار دیا۔ بھگوان برہما نے بیماریوں کے [illegible] علاج پر ایک لاکھ اشلوکوں پر مشتمل طب کا پورا علم اسنی کمار کو ازبر کروا دیا۔ جن [illegible] علاج سے مل کر عمل طب کی ایک دلچسپ کتاب "سشرت" تصنیف کی۔ اس کے بعد [illegible] شاستروں میں بیماریوں کا علاج الہامی صورت میں نازل ہوا' لیکن اڑھائی ہزار سال گزر [illegible] بعد ان کے اکثر نسخے غیر یقینی اور ناقابل استعمال یا مضر صحت پائے گئے۔

بھارتی وید اور ڈاکٹر مل کر ان نسخوں کو پچھلے [illegible] تبدیل کر کے اس طریقہ علاج کو آریو ویدک نام سے مقدس بنا کر پیش کرتے آئے [illegible] ابھی تک ان کے اپنے لوگ بھی ان پر اعتبار کرنے کو تیار نہیں اور وید بن جانا کسی [illegible] کا باعث نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ ابتدائے آفرنیش ہی سے اپنی مخلوق کو آسان اور تندرست زندگی عطا کرنے میں دلچسپی کا اظہار کرتا رہا ہے۔ اس نے ہر ملک ہر قوم اور ہر زبان میں اپنے پیغامبر بھیجے جو لوگوں کو صحت مند زندگی گزارنے کے ساتھ اس کی عبادت کا اسلوب سکھاتے رہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے ادویہ کے اثرات اور فوائد پر علم الادویہ (Pharmacology) کی پہلی کتاب مرتب فرمائی۔ لوگوں کو خوراک کی صفائی کا احساس دیا گیا۔ اصحاب کہف کا زمانہ قبل از تاریخ سے تعلق تھا۔ وہ بھی اس امر سے آگاہ تھے کہ کھانا اگر خراب ہو تو بیمار کر سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے جب اپنے ایک

ساتھی کو خوراک لینے روانہ کیا تو ہدایت کی کہ

جو بھی صاف ستھرا ملے وہ لے آنا۔

دنیا کے پہلے مسلمان حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے اہل خانہ کو اپنے مذہب کی اہمیت سمجھائی تو اپنے معبود کی صفات میں سے ایک اہم صفت یہ بیان فرمائی۔

واذا مرضت فھو یشفین (الشعراء)

(میں جب بیمار ہوتا ہوں تو میرا رب وہ ہے جو مجھے شفا کا راستہ دکھاتا ہے)

یہ وضاحت ایک عظیم طبی اہمیت رکھتی ہے۔ بیماری انسان کی اپنی غلطیوں کی وجہ سے ہوتی ہے جبکہ اللہ اس سلسلہ میں شفا کا راستہ دکھاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بیماریوں کے علاج کے علم کو ایک مکمل علم کی صورت دینا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی اولاد میں سے (وہ) خدا کے پہلے گھر کے مضافات میں ایک ایسے نبی کی تمنا کی جو لوگوں کو علم اور حکمت سکھائے۔ ان کی دعا قبول ہوئی اور مکہ معظمہ ہی میں ان کی اولاد سے ایک عظیم ہستی پیدا ہوئی جنہوں نے لوگوں کو خوشخبری عطا فرمائی۔

ما انزل اللّٰہ داء الا انزل لہ دواء فاذا اصیب دواء الداء برا باذن اللّٰہ۔
(مسلم)

(اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری جس کی دوائی بھی ساتھ نہ اتاری گئی ہو۔ جب دوائی کے اثرات بیماری کی ماہیت کے مطابق ہوتے ہیں تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے)

یہ علم العلاج کا ایک بہت بڑا اصول ہے کہ سب سے پہلے بیماری کی نوعیت کو جاننے والا علم Pathology پڑھا جائے۔ پھر ادویہ کے فوائد سے آگاہی کیلئے علم الادویہ پر دسترس حاصل ہو اور تب شفا ہوتی ہے۔ اس کا مطلب صاف ہے کہ علم کی باقاعدہ تعلیم کے بغیر علاج نہ کیا جائے۔ ساتھ ہی یہ خوشخبری شامل ہے کہ دوا ہر بیماری کی موجود ہے۔ تم اسے تلاش کرنے کی محنت کرو اور خود کو موجد قرار دینے کی خوشی حاصل کرو۔

پھر تاکید فرمائی۔

من تطبب ولم یعلم منہ الطب قبل ذلک، فھو ضامن

(جس نے لوگوں کا علاج کرنے سے پہلے علم الطب کی تعلیم حاصل نہ کی ہو وہ

اپنے ہر عمل کا ذمہ دار ہوگا)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جسمانی صفائی، لباس کی صفائی اور پاکیزگی، کھانے کے آداب پینے والے پانی کا معیار، بیماریوں کے پھیلاؤ اور ان سے بچاؤ کے بعد بیماریوں کے علاج اور اصول علاج پر ایک مکمل اور مربوط علم عطا فرمایا ہے۔ چونکہ یہ علم وحی الٰہی پر مبنی ہے۔ اس لئے اس میں کسی غلطی یا نقصان کا کوئی احتمال نہیں۔ اس علم کا مکمل، مفید اور حتمی ہونا اسلام کی سچائی کا ایک ثبوت ہے۔ اس کی افادیت کے پیش نظر ہر دور کے قدردانوں نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا۔

مصطفیٰ احمد الدمشقی [illegible] طب النبوی" کا پہلا مجموعہ "المسند الشافی الطب" دوسری صدی ہجری میں مرتب ہوا۔ نویں صدی تک اس موضوع پر سینکڑوں کتابیں مرتب ہوئیں اور آج بھی اسی رفتار سے جاری ہیں۔ کمال ابن طرخان رحمہ اللہ اور ابن القیم رحمہ اللہ کی کتابیں صحیح معنوں میں طب [illegible] کے ہم پلہ اور ہر مستقل عملی مشوروں پر مبنی ہیں جن کے نئے ایڈیشن آج بھی [illegible] ہیں۔

قرآن مجید نے اپنے فوائد میں سے ایک اہم نکتہ یوں بیان فرمایا ہے:

قد جاءتکم موعظۃ من ربکم وشفاء لما فی الصدور

(یونس)

(تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ہدایت کا ایک سرچشمہ آیا ہے

جس میں تمہارے سینے کے مسائل سے شفا ہے)

مجھے اسلام اور اس کی تعلیمات سے وابستگی ایمان کی حد تک ہے لیکن اس آیت کریمہ نے میرے شوق اور دلچسپی کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ میں بنیادی طور پر سینے کے امراض کا معالج ہوں اور میں ان بیماریوں کا علاج کرتا ہوں جن کے لئے آپریشن ضروری ہوتا ہے۔ Chest Surgeon ہونے کی حیثیت سے میں جانتا ہوں کہ

معالجات میں ہمارا موجودہ اور جدید علم ضرورت کے مطابق نہیں۔ اس میں سینکڑوں خامیاں ہیں اب تک کی صورت حال یہ ہے کہ ہم ہر مسئلے کیلئے یورپ سے حل کی توقع کرتے ہیں۔

قرآن مجید یہ نوید دیتا ہے کہ وہ سینے کے مسائل سے شفاء ہے۔ اس یقینی بشارت کے بعد ہمارا یہ فرض بن جاتا ہے کہ اس کی مدد سے امراض صدر کا علاج تلاش کریں۔

میرے دوست ڈاکٹر خالد غزنوی نے اس اہم مسئلہ کو توجہ دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ سینے کی بیماریوں کے علاج میں دکھی انسانیت کیلئے کوئی مفید اور قابل عمل راستہ دکھائیں گے۔

سینے کی اکثر بیماریاں مریض کے قریب سانس لینے سے یا Droplet Infection کے ذریعہ ہوتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

واذا کلم المجذوم و بینک و بینہ قدر رمح او رمحین

(جب تم متعدی بیماریوں کے مریضوں سے بات کرو تو اپنے اور ان کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو)

Droplet Infection سے بچنے کی یہ ترکیب سینے کی آدھی بیماریوں سے بچاؤ کا باعث ہو سکتی ہے۔

مجھے خوشی ہے کہ ڈاکٹر غزنوی نے ان بیماریوں سے بچاؤ اور علاج کے تمام طریقے بیان کر دیئے ہیں۔ خدا کرے کہ لوگ ان سے استفادہ کریں کیونکہ یہ سب یقینی ہیں۔

ڈاکٹر مرزا محمد انور

ایم بی بی ایس، ایم سی پی ایس ایف سی پی ایس

چیسٹ سرجن

ہیڈ آف چیسٹ سرجری

میو ہسپتال لاہور

باعث تالیف

بیماریوں سے شفا دینے کی قوت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ وہ ان سے نجات دیتا ہے یا شفا کا راستہ دکھاتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس باب میں دو اہم انکشاف فرمائے۔

○ بیماری میری اپنی غلطی سے ہوتی ہے۔ میرا رب وہ ہے جو مجھے اس سے نجات کی راہ دکھاتا ہے۔

○ شفا دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یہ شفا وہ طبیب کے ذریعہ ارسال کرتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان نکات کو واضح فرماتے ہوئے علاج کے اور اہم اصول مرحمت فرمائے۔

★ اللہ تعالیٰ نے ایسی کوئی بیماری نہیں اتاری۔ جس کے ساتھ میں شفا موجود نہ ہو۔

★ جب مرض کی نوعیت کے مطابق دوا کے اثرات مرتب ہو جائیں تو اللہ کے حکم سے شفا ہو جاتی ہے۔ یعنی کہ معالج کیلئے مرض کی ماہیت اور دوا کے اثرات سے واقف ہونا ضروری ہے۔

★ جس نے علم طب کی باقاعدہ تعلیم حاصل نہیں کی وہ بیماریوں کا علاج نہ کرے۔ اگر وہ ایسا کرے تو وہ اپنے ہر فعل پر گرفت میں لیا جائے۔

★ معالج کا کام مریض کو اطمینان دلانا ہے۔ مریض کا علاج وہ کرے گا

جس نے اسے تخلیق کیا ہے۔

- ★ ایسی ادویہ استعمال نہ کی جائیں جن کے برے اثرات بھی ہوں۔
- ★ کسی حرام چیز میں اور منشیات میں شفا نہیں ہے۔ یہ بذات خود بیماری ہیں۔
- ★ جسم کی قوت مدافعت بڑھانے پہ توجہ دی جائے۔ اور مریض کو عام حالات میں فاقہ نہ دیا جائے۔
- ★ مریض کو وضو' نماز' روزہ اور دوسرے فرائض میں رعایت حاصل ہے۔
- ★ بیماری کی اذیت مریض کے گناہوں کو کم کرتی ہے۔ مریض کی دعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اس سے مریض کو حوصلہ افزائی اور تکلیف کو برداشت کرنے کی ہمت پیدا ہوتی ہے۔
- ★ زخموں کو جلانا یا Cautery درست علاج نہیں۔
- ★ زخموں کو کھلے پانی سے دھو کر ان سے غلاظت کو دور کیا جائے اور مریض کو Surgical Shock سے نجات دلائی جائے۔
- ★ مریض کو تفکرات میں مبتلا نہ ہونے دیا جائے۔ لوگ اس کی عیادت کے لئے جائیں اور اس کا حوصلہ بڑھائیں۔

قرآن مجید نے خود کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے۔ ہمارے موجودہ موضوع کے بارے میں ارشاد باری ہے۔

یایھا الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم و شفاء لما فی الصدور' و ھدی و رحمة للمومنین۔

(یونس۔ 57)

(اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ہدایت کا ایک سرچشمہ آیا ہے' اور اس میں سینے کے اندر پائے جانے والے مسائل سے شفاء ہے' اور یہ تمہارے

رب کی طرف سے سیدھے راستے کی نشان دہی کرتا ہے' اور ایمان اور یقین رکھنے والوں کے لئے رحمت کا باعث ہے)

قرآن مجید نے خود کو سینے کی تمام بیماریوں کیلئے شفا اور رحمت کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید سے فائدہ اٹھانے کا نسخہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرماتے ہیں۔

ان کے ارشاد گرامی کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یوں بیان فرماتے ہیں۔

علیکم بالشفائین: العسل والقرآن۔

(ابن ماجہ۔ الحاکم)

(تمہارے لئے شفا کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قرآن)

قرآن مجید ہی نے شہد کو شفا کا ذریعہ قرار دیا' اور اس ارشاد نبویؐ میں قرآن سے شفا حاصل کرنے اور اس میں مذکور چیزوں سے فائدہ اٹھایا جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ ایک مریض کی بیماری کے سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علاج کی ایک اہم ترکیب بیان فرماتی ہیں۔

اعالجھا بکتاب اللّٰہ (اس کا علاج اللہ کی کتاب سے کیا جائے)

قرآن مجید سے شفا حاصل کرنے کے دو طریقے ہیں۔

- اسے پڑھ کر اس سے برکت حاصل کی جائے۔ جیسے کہ حضرت جابر بن عبداللہؓ نے بچھو کے ڈنک سے تڑپنے والے پر سورۃ الفاتحہ پڑھ کر اسے تسکین مہیا کی۔
- قرآن مجید نے معالجات میں شہد' زیتون کا تیل' کھجوریں' کیلا' انجیر' بارش کے پانی' ادرک' یاقوت اور کستوری کے علاوہ متعدد چیزوں کا تذکرہ کیا ہے جن سے شفا حاصل کی جاسکتی ہے۔

یہ ایک کوشش ہے کہ سانس کی بیماریوں کے علاج میں جو کچھ میری دانست میں آیا اسے پیش کروں۔ جوں جوں معلومات میں اضافہ ہوگا انشاء اللہ اگلے ایڈیشنوں میں ان کا اضافہ بھی ہوتا رہے گا۔

یہ ایک مشکل کام تھا جسے فرد واحد کے لئے مکمل کرنا ممکن نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرما کر اتنی ہمت عطا کی اور ذرائع مہیا کئے کہ علم العلاج کا یہ مجموعہ پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دنیاوی وسائل میں دین اور دنیا کے علماء کو میری امداد پر مامور فرمایا۔

میڈیکل کالج کے استادوں میں پروفیسر غلام رسول قریشی' پروفیسر معاذ احمد' پروفیسر شہباز منیر راجہ' میو ہسپتال کے چیسٹ سرجن ڈاکٹر انور مرزا نے بروقت معلومات مہیا کیں۔ T B پر ریسرچ کے ادارہ کے ڈائریکٹر ڈاکٹر آفتاب حسین بھٹی نے ہمارے لئے مریضوں کے ٹیسٹ کئے۔

ڈاکٹر رشید قاضی' پروفیسر افتخار احمد صاحبان نے لیبارٹریوں کی رپورٹیں مہیا کیں۔ عزیزی محمود نے ایکسرے اکٹھے کئے۔

پاکستان بائبل سوسائٹی کے پادری حنیف شوک صاحب نے کتاب مقدس سے حوالے مہیا کئے۔

کتاب کی ابتداء ایک بزرگ نے اپنے دست مبارک سے فرمائی اور جناب محمد فیصل خان صاحب' محمد ظہیر الاسلام خان اس کے پروف دیکھنے اور چھاپنے میں اپنے کام چھوڑ کر مصروف رہے۔

ان صاحبوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے علم پھیلانے اور ایک مبارک علاج کو لوگوں تک پہنچانے کے اس کار خیر میں میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

خالد غزنوی

42 حیدر روڈ۔

اسلام پورہ۔ لاہور

ناک کی بیماریاں

ناک کی سوزش

(مزمن)

CHRONIC RHINITIS

پرانا زکام

ناک میں سوزش کی ابتدائی قسم زکام ہے۔ زکام جب پرانا ہو جائے یا بار بار ہوتا رہے تو یہ پرانا زکام بن جاتا ہے۔ ناک کبھی بہنے لگتی ہے اور کبھی بند ہو جاتی ہے۔

زکام زیادہ دنوں نہیں چلتا' لیکن مریض کی جسمانی حالت خراب ہو یا کمزوری کر دینے والی بیماریوں کا شکار ہو تو اس کا سلسلہ دراز ہو سکتا ہے۔ جیسے کہ ذیابطیس' جوڑوں کی بیماریاں' گردوں کی خرابی' ناک اور گلے میں مسلسل سوزش کی وجہ سے آس پاس کے دوسرے آلات میں سوزش چلی جاتی ہے اور زکام ناک کی ہڈی کی خرابی یا Sinusitis یا حلق کی سوزش کی وجہ سے بھی جاری رہتا ہے۔

علامات

عام قسم کی سوزش میں ناک بہتا ہے۔ کبھی وہ بند ہو جاتا ہے۔ لیٹنے پر ناک میں

رکاوٹ زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ مریض جب لیٹتا ہے تو ناک کا بالائی حصہ کھل جاتا ہے' لیکن نیچے والا بند ہو جاتا ہے۔ ناک سے نکلنے والا مواد مختلف شکلوں کا ہو سکتا ہے۔ کبھی کبھی ناک کا مواد سامنے سے نکلنے کی بجائے پچھلی طرف گلے میں گرتا ہے۔ مریض شکایت کرتے ہیں کہ نزلہ گلے میں گرتا ہے۔

بیماری اگر پرانی ہو جائے تو ناک کی جھلیاں بڑھ جاتی ہیں۔ پھر آہستہ آہستہ سکڑ کر اندر کی ہیئت کو خراب کر دیتی ہیں اور رکاوٹ ایک مستقل اذیت بن جاتی ہے۔ ناک میں تکلیف کے ساتھ سر درد ایک روز مرہ کی شکایت بن جاتی ہے۔

علاج

عام طور پر ناک میں ڈالنے والی ادویہ تجویز کی جاتی ہیں۔ ہسپتالوں میں 5 % Argyrol with 1/2 % Ephedrine لگانا بڑا مقبول ہے۔ اس محلول میں پٹی کا ٹکڑا بھگو کر ناک کے اندر داخل کر دیا جاتا ہے۔ اسے وہاں ایک گھنٹہ رکھنے کے بعد نکال لیا جاتا ہے۔

مریض کو دھوئیں والے مقامات' سگریٹ اور شراب نوشی سے احتراز کرنا چاہئے اور اس کی عمومی صحت کو بہتر بنانے پر مناسب توجہ دی جائے۔

جراثیم کش ادویہ کے علاوہ مریضوں کو ناک کی رطوبت سے ویکسین بنانے کا مشورہ اکثر دیا جاتا ہے۔ اس ویکسین سے فائدہ حاصل کرنے والوں کی تعداد 20 فیصدی سے زائد نہیں ہوتی۔ طب نبوی میں زکام والا علاج مفید ہے۔

ناک کی بدبو دار سوزش

OZAENA
CHRONIC ATROPHIC RHINITIS

یہ ناک کی ایک مزمن بیماری ہے جو سالوں چلتی ہے۔ اس میں سانس سے بدبو آتی ہے۔ نتھنے چوڑے ہو جاتے ہیں۔ اندر کی جھلیاں اور ہڈیاں گل جاتی ہیں اور ناک میں مسلسل تکلیف رہتی ہے۔

بیماریوں کے اسباب اور علاج میں وسیع پیمانے پر پیش رفت کے باوجود اس کا سبب معلوم نہیں ہو سکا۔ عام طور پر مریضوں میں یہ کیفیات بھی ہوتی ہیں۔ اس لئے ان پر سبب ہونے کا شبہ بھی کیا جاتا ہے۔ لیکن صورت حال ہر مریض میں مختلف ہوتی ہے۔

1- بیماری کا آغاز نوجوانی میں ہوتا ہے۔

2- عورتیں زیادہ متاثر ہوتی ہیں۔ اکثر اوقات یہ بیماری خاندانوں میں وراثت کی شکل میں چلتی ہے۔

3- کچھ علاقوں کے لوگ اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ جیسے کہ امریکی حبشی' جزائر شرق الہند میں انڈونیشیا' سنگاپور کے باشندے۔

4- تپ دق اور آتشک کے مبتلا اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں' ممکن ہے کہ یہ ان کی اقسام میں سے بھی ہو۔

5- مریضوں کی اکثریت غذائی کمی کا شکار۔ غربت اور افلاس کے ماروں پر مشتمل ہوتی ہے۔ کبھی کبھی کمزور کر دینے والی جسمانی بیماریاں بھی شامل ہوتی ہیں' جیسے کہ ذیابطیس' گنٹھیا اور ایڈز۔

6- ناک کی جھلیوں اور رطوبتوں سے اگرچہ کئی قسم کے جراثیم ملے ہیں' لیکن ان میں سے کسی ایک کو بیماری کا سبب قرار نہیں دیا جا سکتا۔ حال ہی میں جراثیم کی ایک نئی قسم ایسے مریضوں کی ناک سے ملی ہے جسے Ozaina Bacillus کا نام دیا گیا ہے۔ اس پر عام جراثیم کش دواؤں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

7- اکثر مریضوں کے Adenoids اور Sinusitis بھی خراب ہوتے ہیں۔ ان میں مسلسل سوزش جھلیوں میں انحطاطی تبدیلیوں کا باعث بن جاتی ہے۔

8- اکثریت میں کسی قسم کا کوئی سبب نہیں ملتا۔

علامات

بیماری کا آغاز فوری نہیں ہوتا۔ اکثر مدتوں سے پرانے زکام' کھانسی اور ناک میں چھلکوں کی شکایت کرتے ہیں۔

ایک نوجوان خاتون ڈاکٹر کے پاس آ کر شکایت کرتی ہے کہ وہ سالوں سے زکام میں مبتلا ہے۔ ناک کا اندرونی حصہ چھلکوں سے بھرا رہتا ہے۔ کبھی کبھی خون بھی نکلتا ہے۔ سر درد رہتا ہے۔ گلا خشک ہو جاتا ہے جس سے خراش ہوتی اور بار بار پانی پینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ نتھنے چوڑے ہو جاتے ہیں۔ سانس سے بدبو آتی ہے۔ اس لئے لوگ پرے ہٹنے کی کوشش کرتے ہیں۔ پنجابی میں اس قسم کی ایک کیفیت کو "بغل

گندہ" کہتے ہیں۔

نتھنوں کے چوڑے ہونے کے ساتھ ناک کا ابتدائی حصہ (کونچی) بیٹھ جاتی ہے۔
ناک میں چھلکوں کی کثرت مکھیوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہے۔ جس سے ناک میں
کیڑے بھی پڑ سکتے ہیں۔

علاج

اس بیماری سے مکمل شفا حاصل کرنے کا طریقہ موجود نہیں۔ تکلیف کو کم کرنے
کیلئے صبح' شام Liquid Paraffin ڈالی جاتی ہے۔ تکلیف اگر زیادہ ہو تو پٹی کے
چھوٹے سے ٹکڑے کو پیرافین میں بھگو کر ناک کے اندر رکھ لیا جائے۔ اس عمل سے
تمام چھلکے آسانی سے اتر جاتے ہیں۔

نرم پانی میں سوڈا بائی کارب گھول کر اس مرکب کو ناک میں ڈالنے سے چھلکے نرم
ہو کر اتر جاتے ہیں۔

25% گلوکوس کے محلول میں گلیسرین ملا کر اسے ناک میں بار بار ڈالنے سے ناک
نرم ہو جاتی ہے اور چھلکے آسانی سے اتر جاتے ہیں۔

ناک کے اندر کی تخریب کاریوں کو ختم کرنے کے لئے متعدد اپریشن بھی کئے گئے
ہیں۔ جن کی کامیابی مشتبہ رہی۔ حال ہی میں شیفیلڈ کے پروفیسر ینگ نے ایک مشکل
اپریشن ایجاد کیا ہے۔ وہ ایک نتھنے کو لیتا ہے۔ اس کے اندر کی جھلیاں کھرچنے کے بعد
وہ اس کو بند کر دیتا ہے۔ مریض ایک ماہ تک منہ سے اور ایک نتھنے سے سانس لیتا
ہے۔ ایک ماہ کے بعد پہلا نتھنا کھول دیا جاتا ہے اور ایک ماہ کیلئے دوسرے نتھنے کو اندر
سے چھیل کر بند کر دیا جاتا ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ اس طرح دونوں اطراف ہمیشہ
کیلئے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جبکہ طب نبوی سے یہ ضرورت چند دنوں میں پوری ہو جاتی
ہے۔

ناک کی ہڈی کا ٹیڑھا ہونا

DEFLECTED SEPTUM

ناک کے کسی ڈاکٹر کے پاس آج تک ایسا کوئی مریض نہیں آیا جس کی ناک کی ہڈی کو ٹیڑھا قرار نہ دیا گیا ہو۔

ایک ڈاکٹر دوست کے ناک کان کے ایک ماہر کے ساتھ ذاتی مراسم بھی زیادہ تھے۔ ایک روز ڈاکٹر صاحب کھانسی زکام میں مبتلا ہو کر اپنے دوست کے پاس گئے۔ گلے کے علاج کے بعد ان کی ناک کی ہڈی ٹیڑھی پائی گئی اور اپریشن کا مشورہ عطا ہوا۔

انہوں نے ماہر فن کو بتایا کہ ان کی عمر 50 سالوں سے زائد ہے۔ اس طویل عرصہ میں کبھی کبھی معمولی زکام کے علاوہ ان کو ناک میں کبھی کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔ پھر یہ خم کب اور کیسے آگیا؟

کہا جاتا ہے کہ یہ کیفیت کسی چوٹ کے بعد ہوتی ہے۔ یعین ممکن ہے کہ مریض چوٹ بھول گیا ہو اور ہڈی میں خم آگیا۔

ناک میں رکاوٹ' ناک اکثر بند رہتا ہے۔ گلے میں سوزش' چہرے اور کانوں میں درد' سونگھنے کی قوت کم ہو جاتی ہے۔ منہ کا ذائقہ خراب رہتا ہے۔ کبھی کبھی نکسیر آ سکتی ہے۔ ناک کی جھلیاں کمزور ہو کر سکڑ جاتی ہیں۔

علاج

اس کا بہترین علاج ایک اپریشن ہے۔ جسے S M R کہتے ہیں۔ سنا ہے کہ اس اپریشن سے مریض ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ ایسا ہی ہوتا ہو۔ مگر ہم نے کسی کو کبھی شفایاب ہوتے نہیں دیکھا۔

حال ہی میں ایک T V پروگرام میں لوگوں نے ناک کے ایک ڈاکٹر صاحب سے اس اپریشن کے بارے میں سوالات کئے۔ ایک مریض کو شکایت تھی کہ اس کا اپریشن بھی برائے نام ہوا اور اسے تکلیف بدستور موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اسے سمجھایا کہ اپریشن کا کمال یہ ہے کہ مریض کو احساس نہ ہو۔ اگر تکلیف برقرار رہے تو وہ پھر سے اپریشن کروائے۔

ناک کے اندر مسے

نوا صیر الانف

NASAL POLYPUS

ناک میں کبھی کبھار لمبی لمبی غدودیں نکل آتی ہیں جن کو نوا صیر کہتے ہیں۔ یہ ناک کو بند کر دیتی ہیں۔

صحیح معنوں میں ان کا سبب کسی کو بھی معلوم نہیں' لیکن الرجی' ناک میں بار بار کی سوزش۔ Sinusitis پرانے زکام کو ان کا باعث قرار دیا جاتا ہے۔ جن کی ناک کے سوراخ چوڑے نہ ہوں اور ان کو بار بار ناک صاف کرنی پڑے تو دباؤ سے جھلی کے کچھ حصے باہر نکل آتے ہیں۔ یہ نوجوان مردوں کی بیماری ہے۔ جس میں وراثت کا بھی کچھ تعلق ہے۔ کیونکہ یہ ایک ہی خاندان کے متعدد افراد میں بیک وقت دیکھی جا سکتی ہے۔ عورتوں میں بہت کم ہوتی ہے۔

علامات

ابتدا میں کوئی علامت نہیں ہوتی' لیکن مسہ جب بڑھتا ہے اور وہ ناک کو بند کر

رہتا ہے تو مریض کو تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ ناک میں رکاوٹ کا احساس ہوتا ہے۔
ناک سے گاڑھی پیپدار رطوبت نکلتی رہتی ہے۔ بیماری کے باعث اگر الرجی ہو تو ناک
سے نکلنے والا مادہ پتلا لیکن مقدار میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

سونگھنے کی صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔ سر میں درد رہتا ہے۔ یادداشت خراب ہونے
لگتی ہے اور کسی چیز پر توجہ دینے میں مشکل پیش آتی ہے۔ ناک کی شکل مینڈک کی سی
ہو جاتی ہے۔

سماعت کم ہوتی معلوم ہوتی ہے اور کانوں میں سائیں سائیں کی آوازیں آتی ہیں۔

علاج

مرض کے ابتدائی مدارج میں کسی خاص علاج کی ضرورت نہیں۔ ناک بند ہونے
سے اگر تکلیف محسوس ہوتی ہو تو ناک سے حساسیت کو کم کرنے والے یا سوزش کو رفع
کرنے والی دوائیں ڈال کر گزارا کیا جا سکتا ہے۔ حساسیت اگر زیادہ ہو تو دافع حساسیت
ادویہ یا وہ ادویہ جن کا زکام کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے کھانے کو دی جاتی ہیں۔
اس بیماری کا صحیح علاج اپریشن ہے۔ اکثر مریضوں کو اپریشن کے بعد یہی تکلیف
دوبارہ ہو جاتی ہے۔

طب نبوی

ناک کی بیماریوں کا مکمل علاج اس باب کے آخر میں تفصیل سے مذکور ہے' لیکن
س کیفیت کیلئے چند اہم باتیں پھر سے پیش ہیں۔

1- ابلتے پانی میں بڑا چمچ شہد' خالی پیٹ' صبح' شام۔

2- بڑا چمچ زیتون کا تیل۔ سوتے وقت

3- زیتون اور کلونجی کا مرکب صبح۔ شام ناک میں ڈالا جائے - یہ بہت مفید ہے۔

4- مروا (مرزنجوش) کے پتے ابال کر صبح۔ شام ناک میں ڈالے جائیں یا اس کا
ایک گھونٹ شہد میں ملا کر صبح۔ شام پیا جائے۔

5- بار بار پیدا ہونے والے مسوں کو روکنے کیلئے۔

قسط شیریں	110 گرام
حب الرشاد	15 گرام
میٹھا سوڈا	4 گرام

اس مرکب کو باریک پیس کر اس کے 4 گرام صبح - شام پانی کے ساتھ کھانے کے بعد کافی مدت کھائے جائیں۔

نکسیر (رعاف)

EPISTAXIS

ناک سے خون بہنے کی یہ کیفیت بذات خود بیماری نہیں بلکہ دوسری متعدد بیماریوں کی علامت ہے۔ ناک کی کچھ بیماریاں ایسی ہیں جن سے خون بہہ سکتا ہے۔ جن میں یہ اہم ہیں۔

1- باہر سے گھسی ہوئی کوئی چیز۔

2- ناک کے اندر یا باہر کی چوٹ' ناک پر براہ راست زخم کے علاوہ منہ کے بل گرنا۔

3- وہ تمام کیفیات جن میں خون کی نالیاں پھیل جاتی ہیں۔

4- ناک میں اندر ہونے والی رسولیاں۔ نوامیر۔

5- ناک میں پرانی سوزش کے باعث چھلکوں میں کیڑے پڑ جانا۔

کچھ جسمانی بیماریاں ایسی ہیں جن میں نکسیر آ سکتی ہے۔

1- خطرناک قسم کی متعدی بیماریاں جیسے کہ خسرہ' تپ محرقہ خناق اور چیچک۔

2- بخار اگر شدت سے ہو تو اکثر اوقات نکسیر آ جاتی ہے۔

3۔ جسمانی بیماریوں میں یرقان، جگر، گردوں اور دل کی بیماریوں میں نکسیر آتی رہتی ہے۔

4۔ بلڈ پریشر میں زیادتی۔

5۔ خون کی بیماریاں، خون کا سرطان۔

6۔ زیادہ بلندی سے چھلانگ لگانے یا سمندروں کی تہہ میں زیادہ گہرائی تک جانے سے یہ حادثہ ہو سکتا ہے۔

پروفیسر لطیف ملک نے عمر کے مطابق نکسیر کو یوں قرار دیا ہے۔

بچوں میں	ناک اور حلق کی سوزش اور رکاوٹیں
بڑوں میں	متعدد اسباب
بوڑھوں میں	بلڈ پریشر کی زیادتی

علاج

ناک سے خون بہتے دیکھنا مریض اور آس پاس کے لوگوں کیلئے بھی بڑا وحشت ناک منظر ہوتا ہے۔ مریض کا گھبرا جانا ایک لازمی نتیجہ ہے اس بیماری کے اسباب پر توجہ دینے کی بجائے اہم ترین مسئلہ خون بہنے کو روکنا قرار دیا جائے۔

ایک مشہور ترکیب ہے کہ مریض کے سر پر پانی ڈالا جائے۔ اس طرح پانی ڈالنے کے ساتھ مریض کی ناک پر برف کے پانی کی پٹی رکھی جائے تو زیادہ مفید ہوتی ہے۔ اکثر اوقات اتنی سی کوشش سے نکسیر بند ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد یہ معلوم کیا جائے کہ یہ حادثہ کیوں پیش آتا ہے۔

سب سے پہلے مریض کو تسلی دی جائے۔ کیونکہ خون بہنے سے ایک اچھے بھلے تو شخص کا بلڈ پریشر بھی گر سکتا ہے۔ تسلی اور اطمینان دلانے کے بعد اسے کوئی ٹھنڈا

مشروب گھونٹ گھونٹ کرکے پلایا جائے۔ آئس کریم زیادہ پسند کی جاتی ہے۔ طب یونانی میں اس عمل کو تبرید کہتے ہیں۔

جریان خون کو ٹھنڈے پانی سے روکنے کی ترکیب تاریخ طب میں سب سے پہلے جنگ احد میں دیکھنے میں آئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے' ناک' سر اور منہ سے خون بہنے کو روکنے کے لئے پانی استعمال کیا گیا۔

پانی ڈالنے اور برف رکھنے کے باوجود بھی خون اگر بند نہ ہو تو ناک کو دو انگلیوں میں پکڑ کر اسے دبا دیا جائے اور مریض منہ کے راستے سانس لیتا رہے۔ مریض برف چوستا رہے۔ سر اور گردن پر برف کے پانی کی پٹیاں مسلسل لگانے سے خون بند ہو جاتا ہے۔

جن مریضوں کو بار بار نکسیر آتی ہے ان کے ناک میں حساس حصوں کو بجلی سے جلا دیا جاتا ہے۔

دوسری صورت میں کوکین یا ADRENALINE - LIGNOCAINE کے محلول میں پٹی بھگو کر اسکے ناک میں داخل کر دیتے ہیں۔ یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے۔

نکسیر اگر بار بار پھوٹتی رہے تو مسئلہ ادویہ سے حل نہیں ہوتا۔ مریض کو ہسپتال لے جانا ضروری ہو جاتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ مرض کی بنیادی وجہ تلاش کی جائے۔ جیسے کہ بلڈ پریشر۔

طب نبوی

غزوہ احد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے' سر اور ہونٹوں پر زخموں کی وجہ سے خون بہہ رہا تھا۔ حضرت علیؓ اپنی ڈھال میں بار بار پانی لاتے گئے اور حضرت فاطمۃ الزہرہؓ ان زخموں کو دھوتی رہیں۔ اس کی بدولت ان سے سوزش کا امکان دور کر دیا گیا۔

Histamine کی وجہ سے ہونے والے صدمہ (Surgical Shock) کو دور کر دیا جاتا ہے گیا۔ اور بعد کی تکلیف کی پیش بندی ہو گئی۔

سر اور چہرے کے زخموں سے خون بند کرنے کے لئے بعد میں بوریا جلا کر ان کو بند کر دیا گیا۔ یہ ایک قابل تقلید نسخہ ہے۔

مرزنجوش کے پتے ابال کر ان کا پانی گھونٹ گھونٹ پینے اور ناک میں مسلسل ڈالتے رہنے سے خون کی نالیاں اپنی اصلی حالت میں لوٹ آتی ہیں۔

جن مریضوں کو بار بار نکسیر آتی ہے وہ کلونجی اور زیتون کا تیل ملا کر ابال کر چھان لیں۔ صبح' شام ناک میں ڈالیں۔

کمزوروں کے لئے شہد اور ناک کی جھلیوں کی تندرستی کے لئے زیتون کا تیل مفید پایا۔

ناک کی تمام بیماریوں کیلئے علاج نبوی

ناک کی اکثر بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے جن کے جدید علاج میں تقریباً یکساں طریقہ استعمال کیا جاتا ہے۔ ہڈی کے ٹیڑھے ہونے اور ناک میں غدودیں نکل آنے یعنی Polypus کا علاج اپریشن بتایا جاتا ہے۔ غدودوں کے لئے اپریشن عام طور پر کئی مرتبہ کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ پھر سے پھوٹ پڑتے ہیں۔ جملہ معالجات پر نظر ڈالیں تو ایک دفعہ ناک میں تکلیف ہونے کے بعد علاج کا ایک لمبا اور مہنگا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ طب نبوی ان تمام مسائل کا آسان' سادہ اور کم خرچ حل ہونے کے ساتھ یقینی علاج مہیا کرتی ہے۔

1- ناک کی تمام بیماریوں میں بڑا چمچہ شہد' صبح نہار منہ اور عصر یا سوتے وقت ابلتے پانی میں ملا کر چائے کی طرح گرم گرم پیا جائے۔

2- سوتے وقت بڑا چمچہ زیتون کا تیل۔ بہتر ہے کہ یہ سپین کا نہ ہو۔ اکثر مریضوں کو زیتون کا تیل پینے کے بعد ہفتہ بھر میں شفا ہو جاتی ہے۔

ناک میں لگانے کیلئے طب جدید میں لیکوئڈ پیرافین کے مرکبات کے علاوہ ناک میں ڈالنے والی مرکب ادویہ آتی ہیں۔ جن سے وقتی فائدہ ضرور ہوتا ہے لیکن کچھ عرصہ بعد ان ہی سے تکلیف ہو جاتی ہے۔ طب یونانی میں روغن گل بڑا مقبول ہے۔

زکام کے علاج میں کلونجی اور زیتون کے تیل کا مرکب مفید بیان کیا گیا ہے۔ ایک چمچہ کلونجی پیس کر اس میں 14 - 12 چمچے زیتون کا تیل ملا کر اسے 5 منٹ ابال کر چھان لیا جائے۔ یہ تیل صبح۔ شام ناک میں ڈالا جائے۔

ناک میں ذرا ہر تے سے ڈالنے کی بجائے یہ تیل اگر دن میں 3 - 2 مرتبہ روئی یا انگلی سے لگا دیا جائے تو بھی چھلکے وغیرہ اتر جاتے ہیں۔

* ہمارا ذاتی تجربہ ہے کہ ناک کی بیماریوں میں زیتون کا تیل پینے اور لگانے سے مرض چند دنوں میں جاتا رہتا ہے۔

ناک کی ٹیڑھی ہڈی (اگر کسی حادثہ کی وجہ سے نہ ہو) اور بڑھی ہوئی غدودوں کے لئے کلونجی اور تیل کا مرکب فوائد میں بے مثال ہے۔

-3 غدودوں کے لئے ناک میں تیل ڈالنے کے ساتھ یہ نسخہ مفید ہے۔

قسط شیریں	100 گرام
برگ کاسنی	5 گرام
میتھرے	5 گرام پیس لیں۔

ان سب کو ملا کر پیس لیں۔

اس مرکب کا ایک چھوٹا چمچہ صبح' شام کھانے کے بعد سوزش سے ہونے والی ناک کی تمام بیماریوں میں مفید ہے۔

ناک کے ساتھ اگر سینہ میں بلغم بھی ہو تو اس نسخہ میں 10 گرام حب الرشاد کا اضافہ کر دیا جائے۔ حساسیت زیادہ ہو تو 15 گرام کلونجی شامل کر دی جائے۔ میتھرے اصل میں میتھی کے بیج ہیں۔ جدید تحقیقات کے مطابق یہ کاڈ لور آئیل کے تمام فوائد کے حامل بھی ہیں۔ چونکہ ان میں وٹامن A بھی شامل ہے۔ اس لئے میتھرے کی موجودگی ناک سے لے کر سینے کے اندر تک کی جھلیوں کی حفاظت کرے گی۔ آنکھوں

کی کورشبی چونکہ وٹامن A کی کمی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اس لئے میتھرے سانس کی نالیوں کے ساتھ آنکھوں کی حفاظت بھی کرتے ہیں۔

انگلستان سے کھانسی کیلئے ایک شربت Syrup of wild cherry کے نام سے آیا کرتا تھا۔ یہ جنگلی کاسنی کا شربت تھا۔ جو سانس کی نالیوں کو تندرست رکھنے میں بڑا مفید تھا۔

گلے کی بیماریاں

گلے کی سوزش

التہاب لوزتین گلے پڑنا

(TONSI LITIS)

زبان کی پچھلی طرف حلق میں دونوں طرف چھوٹے گلینڈ ہوتے ہیں۔ یہ گلے سے پھیپھڑوں کو جانے والے جراثیم کو روکنے والے سنتری ہیں۔ جراثیم کو آگے جانے سے روکتے روکتے یہ خود متورم ہو جاتے ہیں۔

وہ حالات اور اسباب جو گلے میں سوزش کا باعث ہوتے ہیں وہ ان میں بھی سوزش کا باعث ہو سکتے ہیں۔ حقیقت میں یہ حلق کی سوزش کا حصہ ہیں۔ یہ سوزش عام طور پر بچپن سے 30 سال کی عمر کے دوران کسی وقت بھی ہو سکتی ہے۔ کہتے ہیں کہ تنگ و تاریک مکانات میں رہنے والے کمزور بچے اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے جتنے بھی بچے دیکھے وہ کھاتے پیتے گھرانوں سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں سے کسی کو بھی غذائی قلت کی کوئی تکلیف نہ تھی۔ وہ کوٹھیوں میں رہتے تھے اور ان کے بیمار ہونے میں جسم کی قوت مدافعت میں کمی کا کوئی مسئلہ نہ تھا۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منہ میں گندی چیزیں ڈالتے رہنے۔ فیڈر اور چوسنی کے

استعمال سے جراثیم کی معقول تعداد گلے میں مسلسل جاتی رہتی ہے۔ یہ گلینڈز جب جراثیم کی ان یلغاروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو ورم کر جاتے ہیں۔

بچوں کو فیڈر سے دودھ پلانا بھی شان کا مظاہرہ بن گیا ہے۔ ہم نے 6-7 سال کے بچوں کو بھی فیڈر پیتے دیکھا ہے۔ یہ گلے اور پیٹ کو خراب کرنے میں لاجواب ہے۔

علامات

بیماری کی ابتدا گلے میں گرانی کی کیفیت سے ہوتی ہے۔ بچہ بار بار اپنا تھوک نگلتا ہے۔ گلے میں درد ہوتا ہے۔ یہ درد کانوں میں بھی محسوس ہوتا ہے۔ سردی لگ کر بخار آ جاتا ہے۔ یہ بخار 104F تک جا سکتا ہے۔ نبض تیز، جسم گرم اور سر گھمانے سے گردن میں درد ہوتا ہے۔ بھوک اڑ جاتی ہے۔ بھوک میں کمی گلے میں تکلیف کی وجہ سے بھی ہوتی ہے۔

اکثر کم عمر بچوں کے گلے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اس لئے جب وہ بیمار ہوتے ہیں تو اپنے گلے کی سمت اشارہ نہیں دیتے۔ اس لئے ڈاکٹر کبھی کبھی گلے کو توجہ دینا بھول جاتے ہیں۔ حالانکہ جب کسی بچے کو بخار ہو۔ نبض تیز چلتی ہو تو اس کی ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ ضرور پھیرنا چاہیے۔ وہاں پر پھولی ہوئی گلٹیاں تسبیح کے دانوں کی طرح علیحدہ علیحدہ محسوس ہو سکتی ہیں۔

بچے کو منہ کھولنے کو کہا جائے تو درد کی وجہ سے وہ ٹھیک سے کھول نہیں سکتا۔ اندر جھانکیں تو دونوں گلے اطراف میں پھولے ہوئے سرخ نظر آتے ہیں۔ ان کے اوپر سفید دانے بھی ہو سکتے ہیں یا ان سے پیپ نکلتی ہوئی دیکھی جا سکتی ہے۔ کبھی کبھی وہ اتنے پھول جاتے ہیں کہ دونوں آپس میں مل جاتے ہیں اور دیکھیں تو حلق میں خوراک وغیرہ کے نگلنے والی جگہ باقی نہیں بچتی۔

منہ میں پیپ بھری رہے یا ہر تھوک کے ساتھ کچھ پیپ اور جراثیم نکل رہا ہو تو تندرستی کے حال کا خراب ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

پیچیدگیاں

1-گلے میں پھوڑے بن جاتے ہیں۔

2-حلق میں پھوڑا بن کر اسے بند کر دیتا ہے۔

3-زہریلے مادے خون میں جاتے رہنے سے جوڑوں میں سوزش ہو جاتی ہے۔

4-دل کے والو متورم ہو کر ہمیشہ کیلئے مصیبت کا باعث بن جاتے ہیں۔

جیسے کہ Endocarditis

5-گلے کی سوزش کانوں میں جاکر وہاں پر سوزش اور اس کے بعد کان ہمیشہ کیلئے بہنے لگتے ہیں۔

6-گردوں کی خطرناک سوزش Acute Nephritis

7-زہرباد۔

8-سانس کی نالیوں کی شدید سوزش

9-بچہ کمزور ہونے لگتا ہے۔ بڑھنے کی رفتار کم ہو جاتی ہے۔

10-بچہ منہ سے سانس لینے لگتا ہے۔

علاج

ان خطرناک نتائج کو دیکھنے کے بعد یہ ضروری ہو جاتا ہے کہ مریض کا علاج جلد سے جلد کیا جائے۔ اتفاق سے یہ بیماری بڑی منافق ہے۔ مریض کا اگر صحیح علاج نہ بھی کیا جائے تو کچھ دنوں میں علامات غائب ہو جاتی ہیں۔ کچھ دن آرام سے گزر گئے پھر ایک اور شدید حملہ ہو گیا۔ معمولی علاج سے بھی تکلیف کی شدت میں کمی آ جاتی ہے'

لیکن بیماری نہ صرف کہ برقرار رہتی ہے بلکہ اندر اندر سے گھن کی طرح کھائے جاتی ہے۔

مریض ہوادار کمرے میں آرام کرے' اسے ہلکی اور زود ہضم خوراک دی جائے۔ مرغن اور کھٹی غذاؤں سے پرہیز کیا جائے۔ قبض نہ ہونے دیں۔

درد کی شدت کو کم کرنے کے لئے Paracetamol یا Aspirin دی جائیں۔

اکثر اوقات Disprin کو گرم پانی میں حل کرکے اس کے غرارے آرام دیتے ہیں۔

پرانے ڈاکٹران کی جگہ دن میں تین مرتبہ سوڈا سیلی سلاس کی مکسچر کو بہت پسند کرتے تھے۔

Sod.Salicylate	10 grains
Sod.Bicarb.	gr10
Liq. Extr. Glycerrhiza	minims 20

Aqua Anisi to make / One Ounce

ادویہ کی مقدار عمر کی مناسبت سے کم کی جا سکتی ہے۔ ہماری ذاتی رائے میں یہ مکسچر اتنی زیادہ مفید نہیں۔ اس کی بجائے اسپرین کی گولیاں یا شربت استعمال کرنا مفید اور قابل اعتماد ہوتا ہے۔

گلے میں لگانے کے لئے

Iron Glycerine یا Tannic Acid Glycerine مفید جانی جاتی ہے۔ ان کی بجائے آجکل

Strepsils-Tyno-Tyrozet Penicillin-Iversal-Dybenal کی چوسنے والی گولیاں آسان اور مفید رہتی ہیں۔ ان کے ساتھ اگر گرم پانی میں نمک کے غرارے بھی کئے جائیں تو فائدہ زیادہ جلد ہوتا ہے۔

گلے میں درد کیلئے ANTIPHLOGISTINE کو پانی کے دیگچے میں رکھ کر گرم کیا

جائے' پھر اسے لیپ کی صورت میں کسی کپڑے پر لگا دیں۔ یہ کپڑا گردن کے گرد لپیٹ دیا جائے اس قسم کا لیپ نمونیہ اور پلوری میں چھاتی کی درد کے لئے مقبول رہا ہے۔ اندیشہ ہے کہ آجکل چونکہ اس علاج کا فیشن نہیں رہا اس لئے یہ دوائی بازار میں دستیاب نہ ہو گی۔

جب گلے میں ورم زیادہ ہو اور بچے کو شدید بخار ہو رہا ہو تو جراثیم کش ادویہ کا استعمال ضرورت بن جاتا ہے۔ ماہرین کہتے ہیں کہ گلے کا مواد لیبارٹری سے کلچر اور Sensitivity ٹیسٹ کروانے کے بعد وہاں سے صحیح دوائی کا پتہ چلنے کے بعد علاج شروع کیا جائے۔ جس میں کچھ دیر ہو جاتی ہے۔ عام مریض اتنا اصراف اور انتظار پسند نہیں کرتے۔ اس لئے اکثر ڈاکٹر ابتداء ہی جراثیم کش ادویہ سے کرتے ہیں۔

عام طور ر Ampicillin یا Ampiclox سے ابتدا کی جاتی ہے۔ کچھ ڈاکٹر ان کے ساتھ انہی میں سے کسی ایک کا ٹیکہ یا Lincocin کا ٹیکہ لگا دیتے ہیں۔ جراثیم کش ادویہ کے شربت' گولیاں یا ٹیکے لگانے سے فوری تکلیف میں کمی آ جاتی ہے لیکن بیماری عام طور پر نہیں جاتی۔ ہمارے نزدیک Tetracyclin یا Erythrocin زیادہ اچھی ہیں۔

بچے کو تکلیف اور بخار بار بار ہوتے ہیں۔ بچہ کمزور پڑ جاتا ہے۔ اسے ان ادویہ کی عادت پڑ جاتی ہے۔ ایسے بچے کثرت سے دیکھے جاتے ہیں جن کو ملائی سین قسم کی تمام ادویہ بار بار دی جا چکی ہیں اور اب ان پر کسی دوائی کا اثر نہیں ہوتا' ان کو بعض ادویہ سے حساسیت بھی ہو جاتی ہے۔

پچھلے دنوں ایک ایسا بچہ دیکھنے کا اتفاق ہوا جسے Ampiclox اور Septran سے حساسیت ہو چکی تھی۔ اب پنسلین جیسی کار آمد دوائی وہ کبھی بھی استعمال نہیں کر سکے گا۔

ایسے مریضوں میں اگر جراثیم کش ادویہ کے ساتھ سوزش کو رفع کرنے والی ادویہ

میں سے Tantum یا Danzen یا Chymoral کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے۔ تو

دوائی کی ضرورت کم ہو جاتی ہے اور گلے سے ورم جلد اتر جاتا ہے۔

جب بچے کو گلے میں بار بار سوزش ہوتی رہتی ہو تو بہترین علاج ان گلٹوں کو

اپریشن کے ذریعے نکلوا دینا ہے یہ اپریشن چھ سال سے چھوٹی عمر کے بچوں پر نہیں کیا

جاتا لیکن تکلیف بار بار ہوتی ہو تو پھر اپریشن ہو جاتا ہے۔

جسم کے کسی حصے کو اوائل عمر میں کاٹ کر نکال دینا ایک افسوسناک عمل ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں کو گلے کی پریشانی میں تکلیف سے منع فرمایا ہے۔

اور ایسے بچوں کے لئے نہ صرف کہ مفید علاج مرحمت فرمایا بلکہ ایک بچے کا علاج

کر کے اس کی افادیت کا مظاہرہ فرمایا۔

التہاب حلق

PHARYNGITIS

زبان کا آخری حصہ اور گلا' حلق کہلاتا ہے۔ اس میں سوزش کا ہونا ایک روز مرہ کی بات ہے۔ سانس کے ذریعے داخل ہونے والے جراثیم کی اکثریت اگرچہ راستہ میں ہی روک لی جاتی ہے لیکن کچھ مقدار گلے کے آخری حصہ میں جا کر سوزش کا باعث بن جاتی ہے۔ جسم میں جراثیم کو روکنے کی استعداد موجود ہے۔ جسمانی کمزوری' غذا میں تیز چیزوں مثلاً مرچوں اور کھٹائی کی کثرت گلے کی جھلیوں میں خراش پیدا کر سکتی ہے۔ اس خراش پر جراثیم آکر سوزش پیدا کر دیتے ہیں۔

خناق بھی گلے کی سوزش ہے۔ (اس کا علیحدہ تذکرہ کیا جا چکا ہے) پیپ پیدا کرنے والے جراثیم از قسم

Staplylococcus_Pnemococcus_Streptococcus

گلے میں جا کر وہاں پر سوزش اور کبھی کبھار پھوڑا بنا سکتے ہیں۔ جسے Quinsy کہتے ہیں۔

اسباب

1۔گرم گرم کھانے نگلنے سے جھلیوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیادہ گرم کھانا کھانے سے منع فرمایا ہے۔

2۔تیزابی مشروبات مثلاً بوتلیں' تیز مصالحے۔ تمباکو والے اور بار بار کے پان۔

3۔حلق اوپر سے نیچے کے اعضاء کی سوزش وہاں بھی آ جاتی ہے۔ جیسے کہ ناک کی Rhinitis یا Sinusitis پھیپھڑوں میں سوزش گلے پر اثر انداز ہوتی رہتی ہیں۔

4۔جن پیشوں میں گلے کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ موسیقار' لیڈر' مجمع باز' استاد' اپنے گلے کو زیادہ استعمال کرتے اور وہاں پر خراش پیدا کرتے ہیں۔

5۔جسمانی بیماریوں میں گنٹھیا' ذیابیطس' غذائی کمی' جسمانی کمزوری۔

6۔جسم میں سوزش کی بیماریاں مثلاً تپ محرقہ' خناق' خسرہ' کالی کھانسی' کن پیڑے اور تپ دق۔ ان تمام بیماریوں میں گلے کا متورم ہونا اور کھانسی بیماری کی علامات میں سے ہیں۔

7۔منہ میں گندی چیزیں ڈالنا چھوٹے بچوں کی عادت ہوتی ہے۔ ان میں سے اکثر چیزیں جراثیم آلود ہوتی ہیں اور حلق میں سوزش پیدا کرتی ہیں۔

فیڈر سے دودھ پینے والے بچے اور چوسنی چوسنے والے بچوں کا گلا ہمیشہ خراب رہتا ہے۔

8۔سخت سردی' بارش اور ہوا میں نمی کی زیادتی سے جسم کی قوت مدافعت میں کمی ہو جاتی ہے اور گلے میں سوزش ہونا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

9۔کثرت سے سگریٹ نوشی۔ نسوار۔ تمباکو والے پان۔

10۔سوڈا واٹر اور بہت زیادہ ٹھنڈے مشروبات کا مسلسل استعمال۔

11۔کبھی کبھی گلے کا معائنہ کرنے والے کسی ڈاکٹر کے اوزار اگر گندے ہوں یا کسی سوزش زدہ مریض کو دیکھنے کے بعد ان کو پھر سے معقمنہ کیا گیا ہو تو گلے میں سوزش ہو

سکتی ہے۔

علامات

ابتدا میں گلے میں خراش محسوس ہوتی ہے۔ نگلتے وقت تھوڑی سی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے گلے میں کوئی چیز پھنس رہی ہے۔ معمولی کھانسی کے ساتھ جسم میں بیماری، تھکن اور طبیعت میں بیزاری کا احساس ہوتا ہے۔

ایک روز میں بخار ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات بیماری کی ابتدا گلے میں گرانی اور بخار سے ہوتی ہے۔ بھوک کم ہو جاتی ہے۔ نگلنا مشکل ہو جاتا ہے گلے ہی میں درد اور بے قراری سے نیند اڑ جاتی ہے۔

گلے میں ورم کی وجہ سے آواز بیٹھ جاتی ہے یا آواز ناک سے نکلتی معلوم ہوتی ہے۔ بخار 101-F تک چلا جاتا ہے۔ بعض اوقات گلے کے ساتھ ساتھ جسم میں بھی دردیں ہونے لگتی ہیں۔

تھوڑی کے اطراف اور نیچے کے گلینڈ سوج کر گلٹیاں بن جاتی ہیں جن میں درد کی وجہ سے منہ کھولنا تکلیف دہ ہو جاتا ہے۔ کان کی ایک نالی گلے میں کھلتی ہے۔ سوزش اگر زیادہ ہو تو یہاں سے کان کو جا سکتی ہے یا سنائی کم دینے لگتا ہے۔

سوزش پورے حلق میں ہوتی ہے۔ کبھی کبھی دانت بھی دکھنے لگتے ہیں۔ حلق میں واقع کوا UVULA سوج جاتا ہے۔ جس سے آواز میں خرابی، کھانسی اور نگلنے میں تکلیف بڑھ جاتی ہے۔

تھوک بہت زیادہ آتا ہے، لیکن تھوکنے اور گردن گھمانے میں تکلیف ہوتی ہے۔

تشخیص

عام حالات میں بیماری کو اس کی علامات ہی سے تشخیص کر لیا جاتا ہے، لیکن کبھی

بھی مشکل پڑ جاتی ہے۔ خاص طور پر بعض مریضوں پر خناق کا شبہ ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں مریض کے گلے میں روئی پھیر کر اسے لیبارٹری SENSITIVITY CULTURE کے لئے بھیجا جانا مناسب ہوتا ہے۔ لیکن روئی کی پھریری مصفا ہو بلکہ اسے لیبارٹری ہی سے منگوایا جائے۔ بعض ماہرین کا خیال ہے کہ شبہ پڑنے کی صورت میں نتیجہ کا انتظار کئے بغیر خناق کا علاج بھی شروع کر دیا جائے۔

خناق کے خلاف دی جانے والی SERUM کے اپنے خطرناک اثرات ہو سکتے ہیں۔ اس لئے ہر کسی کو یہ دوائی شبہ میں دینا آسان کام نہیں۔ مریض اگر ہسپتال میں ہو تو علیحدہ بات ہے۔

علاج

عام علاج میں کھانے کی بجائے مقامی اثر والی ادویہ استعمال کی جاتی ہیں۔ جیسے کہ نمک والے گرم پانی کے غرارے، درد کیلئے اسپرین، قبض کیلئے مسہل اور نیند کیلئے خواب آور ادویہ۔ یا گرم پانی میں اسپرین

گلے میں دوائی لگانا ایک پرانا رواج ہے۔ اس سلسلے میں مشہور ترین دوائی Mandl's Paint رہی ہے۔ یہ آیوڈین کو گلیسرین میں حل کرکے بنائی جاتی ہے اس سے گلے میں خراش ہو سکتی ہے۔ ہم نے ایک مریض کو اس دوائی کے بعد شدید الرجی میں مبتلا ہوتے دیکھا ہے۔ اگر اسے فوری امداد نہ ملتی تو سانس بند ہونے کا امکان بھی موجود تھا۔ اس لئے اب گلے میں لگانے کیلئے۔

BOROGLYCERINE
IRONGLYCERINE
TANNIC ACID GLYCERINE

میں سے کوئی ایک پسند کی جاتی ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ بازار میں چوسنے والی

جراثیم کش ادویہ کی اچھی خاصی تعداد موجود ہے۔ جن میں

Penicilin Lozenges

Tyrozets Lozenges

Tyno Lozenges

Strepsils - Plain & With Lemon and Honey

Dybenal

آسانی سے میسر ہیں۔ ان کو بار بار چوسنا تکلیف کو کم کر سکتا ہے۔

خوراک میں سیال اور گرم اشیاء جیسے کہ یخنی' ہارلکس' دودھ' اوولٹین وغیرہ دیئے جائیں۔ ابلا انڈا' مصالحوں کے بغیر باریک قیمہ کے شامی کباب (گھی کے بغیر) مفید رہتے ہیں۔

مریض زیادہ سے زیادہ عرصہ آرام وہ بستر میں رہے' لیکن کمرہ بند نہ ہو اور بند کمرے میں گیس کا ہیٹر نہ لگا ہو۔ کمرے کو زیادہ گرم رکھنا مناسب نہیں ہوتا۔ تیمار داروں کی کثرت نہ ہونے پائے۔ ملنے والے ضرور آئیں لیکن فاصلہ پر بیٹھیں' کیونکہ مریض بیماری اور تنہائی سے زیادہ پریشان ہو جاتا ہے۔ عیادت سے اسے برداشت کا حوصلہ ملتا ہے' لیکن ملنے والے ہر وقت اس پر مسلط نہ رہیں۔ آرام کا مناسب وقفہ ضرور ملنا چاہیے۔

اکثر مریض اسپرین' غراروں' اچھی غذا اور آرام سے تندرست ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو اور بخار میں اضافہ ہو رہا ہو تو جراثیم کش ادویہ کا استعمال ضروری ہو جاتا ہے۔

پرائیوٹ پریکٹس کرنے والے ڈاکٹر انجکشن ضرور لگاتے ہیں۔ معمولی تکلیف کے لئے انجکشن لگانا معقولیت کے خلاف ہے۔ مریض سے فیس نکلوانے کی مشکل کا حل ٹیکے کی صورت میں ملتا ہے۔ اکثر اوقات انجکشن میں بے معنی دوائیں دی جاتی ہیں اور

کچھ لوگ صحیح ادویہ بھی دیتے ہیں' لیکن یہ غیر ضروری اور مہنگی ہوتی ہیں۔ دن میں Lincocin 500 mg کے تین کیپسول دینے کی بجائے اس کا ٹیکہ مریض کی اذیت میں اضافہ کرنے والی بات ہے۔ سرنج اور سوئی کو صحیح صورت میں جراثیم سے محفوظ رکھنا عام طور پر ممکن نہیں۔ ان کو ابالنے کے باوجود بعض جراثیم سے پاک نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے سرنج استعمال کرنا اگر مجبوری بن جائے تو وہ صرف Syringe Disposable (پلاسٹک کی لفافہ سربند) پر بھروسہ کیا جائے۔

عام حالات میں شدید سوزش 3-5 دن میں ختم ہو جاتی ہے۔ علاج اگر پوری طرح نہ کیا جائے تو بیماری مزمن شکل اختیار کر لیتی ہے۔

حلق کی پرانی سوزش یا CHRONICPHARYNGITIS کا زیادہ تر علاج مقامی طور پر لگانے والی ادویہ سے کیا جائے۔

پروفیسر محمد لطیف ملک گرم پانی میں نمک یا سوڈا بائی کارب کے غراروں کو مفید مانتے ہیں۔ ان کی رائے میں اگر اس مکسچر میں تھوڑی سی پھٹکری بھی شامل کر لی جائے تو فائدہ بڑھ جاتا ہے۔

مرض کا باعث تلاش کیا جائے۔ مریض کو ایک باقاعدہ اور صحت مند زندگی گزارنے کی تربیت دی جائے۔ قبض نہ ہونے پائے۔ اس کے لئے جلاب لینا آخری اور ناپسندیدہ صورت ہے۔ غذا میں سبزیوں کے اضافہ اور چہل قدمی سے یہ مسئلہ حل ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی گنٹھیا' ذیابطیس اور کوئی کمزور کر دینے والی بیماری ہو تو اس کے علاج پر توجہ دی جائے۔ سگریٹ نوشی' کھٹائیوں اور بوتلیں پینے پر لمبے عرصہ کیلئے پابندی لگائی جائے۔

طب نبوی

1-ام المومنین حضرت سلمہؓ فرماتی ہیں۔

لا یصیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جرحتہ ولا شوکۃ الا وضع علیہ الحناء۔ (ترمذی۔ احمد)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندگی میں کبھی ایسا زخم نہیں آیا یا کانٹا نہیں چبھا' جس پر مہندی نہ لگائی گئی ہو)

اس مبارک سنت سے یہ معلوم ہوا مہندی جراثیم کش ہونے کے علاوہ سوزش اور ورم کو رفع کرنے کی صلاحیت رکھتی اور زخموں کو بھرنے میں مفید ہے۔

اسی مفید عمل کی پیروی میں مہندی کے پتے ابال کر چھان لئے جائیں۔ اس پانی میں نمک ملایا جا سکتا ہے۔ نیم گرم حالت میں اس جوشاندہ کے صبح' شام غرارے گلے اور حلق میں ہر قسم کی سوزش (خناق سمیت) میں مفید ہونگے۔

ہم نے گلے کی سوزش کا یہ علاج مریضوں کے علاوہ اپنے خاندان کے افراد کو دیا اور ہمیشہ مفید پایا۔ اکثر اوقات بیماری کی شدت 2-1 دن میں کم ہو جاتی ہے مہندی میں اضافی فائدہ یہ ہے کہ کڑوی ہونے کے باعث بھوک کو واپس لاتی ہے۔

یہ یاد رہے کہ بازار میں ملنے والی پسی ہوئی مہندی میں رنگ ملے ہوتے ہیں جو کہ زہریلے ہوتے ہیں۔ اس کا استعمال خطرناک ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہمیشہ پتے استعمال کئے جائیں جو محفوظ بھی ہیں اور مفید بھی۔

2-کھولتے پانی میں بڑا چمچ شہد' صبح نہار منہ اور عصر کے وقت پینا سوزش کو کم کرنے کے علاوہ مریض کی جسمانی قوت مدافعت میں اضافہ کا باعث ہوتا ہے۔

3-گلا اس طرح ہمیشہ خراب رہتا ہو تو زیتون کے تیل کا بڑا چمچہ رات سوتے وقت یا گیارہ بجے دن کو پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

4- گلے میں خراش اگر زیادہ ہو تو بہی دانہ کے بیج منہ میں رکھ کر چوسنا آرام دیتا ہے۔ 10-12 بیج منہ میں رکھ لئے جائیں ان کو چیونگ گم کی طرح چوستے رہیں۔ جب ان کی لیس ختم ہو جائے تو ان کو تھوک دیں اور کچھ عرصہ بعد تھوڑی سی مقدار پھر سے چوسنی شروع کر دی جائے۔

عام حالات میں بالائی چار طریقے کافی سے زیادہ ہیں۔ جس طرح طب جدید میں مرض قابو نہ آئے تو جراثیم کش ادویہ پر توجہ دی جاتی ہے۔ اسی طرح طب نبوی کی مبارک ادویہ میں قسط شیریں بڑے کمال کی جراثیم کش ہے۔ یہ پھپھوندی سے لے کر وائرس تک میں مفید ہے۔ اس کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ جراثیم اس کے عادی نہیں ہوتے۔ یہ جراثیم کو براہ راست مارنے کے علاوہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔

(اس کے فوائد کی تفصیل حلق کے لوزتین (TONSILLITIS) کے بیان میں حاضر ہے)

ہم نے اپنے اکثر مریضوں کو یہ نسخہ دیا ہے۔

قسط شیریں	100 گرام
حب الرشاد	15 گرام
مینتھرے	5 گرام

اس مرکب کو پیس کر ایک چھوٹا چمچہ صبح۔ شام۔ کھانے کے بعد دیا جائے۔ حلق کی تمام سوزش دو سے تین ہفتوں میں ختم ہو جاتی ہے۔

گلے کا پھوڑا (QUINSY)

PERITONSILLAR ABSCESS

زبان کی پچھلی طرف حلق میں لوزتین کے آس پاس کی جھلیاں بڑی کھلی اور ڈھیلی ڈھالی ہیں۔ وہاں اگر سوزش کا حملہ ہو تو اسے پھیلنے کے مواقع زیادہ میسر ہوتے ہیں۔ لوزتین میں بار بار کی سوزش یا ان کے نامکمل اپریشن کے بعد یہاں پر سوزش ہوتی ہے جو آگے بڑھتی ہے تو پھوڑا بن جاتا ہے۔

مریض کی عمر 20 سال سے زائد ہوتی ہے۔ گلے میں معمولی تکلیف سے بات شروع ہوتی ہے۔ پھر وہ بڑھتے بڑھتے ورم اور اس میں پیپ کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ گلے میں ورم کے ساتھ نگلنے میں مشکل پیدا ہوتی جاتی ہے۔ پھر ایک ایسا مرحلہ آ جاتا ہے جب کچھ بھی نگلا نہیں جا سکتا۔ مریض کیلئے اپنا تھوک نگلنا بھی ممکن نہیں رہتا۔ منہ کے کناروں سے تھوک بہہ رہا ہوتا ہے۔ درد کی لہریں بار بار اٹھتی ہیں اور کانوں کی طرف جاتی ہیں۔ مریض اپنے سر کو پھوڑے والی طرف جھکائے رکھتا ہے۔ کیونکہ گردن سیدھی رکھنے سے پھوڑے میں درد اٹھتا ہے۔ وہ اپنا ہاتھ اس طرف رکھ کر گردن سے پھوڑے کو آسرا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ منہ میں بدبو کی وجہ سے زبان کا

ہلانا بھی ممکن نہیں رہتا۔ گفتگو میں مشکل پڑتی ہے۔ بلکہ اس کی گفتگو کو سمجھنا بھی مشکل ہو جاتا ہے۔

پھوڑا گلے میں صرف ایک طرف ہوتا ہے۔ ہم نے بڑے صحت مند لوگوں کو اس کا شکار دیکھا ہے۔ بخار شدت سے ہوتا ہے۔ مریض کو دیکھ کر ہی پتہ چل جاتا ہے کہ وہ بہت زیادہ بیمار ہے۔ حلق کے اندر موجود تمام آلات متورم ہوتے ہیں۔ اور اندر دیکھیں تو پھوڑا صاف نظر آتا ہے۔ اس لئے کسی ٹیسٹ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

علاج

مریض کی تشخیص اگر جلد ہو جائے تو غراروں۔ چوسنے والی گولیوں اور جراثیم کش ادویہ کی بھرپور مقدار سے بیماری کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ سوزش شروع ہونے سے پھوڑا بننے تک قدرت مریض کو کئی دنوں کی مہلت دیتی ہے۔ اگر وہ اس سے فائدہ نہ اٹھائے تو اس کی بدقسمتی۔

پھوڑا بننے کے بعد اس کا بہترین علاج اپریشن ہے۔ اس کا اپریشن عام طور پر بڑا آسان اور مختصر ہوتا ہے۔ مریض کو سٹول پر بٹھا کر ایک جھٹکے میں پھوڑا نکل جاتا ہے۔

ڈاکٹر طاہر زیدی صاحب کا ایک ٹھیکیدار دوست ان کے گھر روتا ہوا آیا۔ وہ تین دن سے بھوکا تھا۔ سخت گرمی کے باوجود وہ پانی کا گھونٹ تک نہیں پی سکتا تھا۔

ڈاکٹر صاحب نے اس کے اردلی کو لسی بنوانے بازار بھیجا۔ اسے کرسی پر بٹھایا اور ٹیڑھے چاقو سے گلے کا پھوڑا چاک کر دیا۔ آدھ کلو پیپ نکلی۔ وہ دیر تک خون اور پیپ تھوکتا رہا۔ اتنی دیر میں لسی آ گئی۔

وہ شخص جو تین دن سے پانی کا گھونٹ تک نہیں پی سکتا تھا۔ پانچ منٹ

بعد تین پاؤ لسی غٹا غٹ پی گیا۔

کسی بھی بیماری میں مریض کو اتنی جلدی آرام آنے کی یہ دلچسپ مثال ہے۔
اپریشن کے بعد جراثیم کش ادویہ کی ایک معقول مقدار کئی دنوں تک دی جاتی ہے۔
تاکہ وہاں کی سوزش اطراف میں نہ پھیل جائے یا جراثیم آلود تھوک چھاتی کے اندر
سوزش نہ پیدا کر دے۔

گلے کی بیماریاں اور طب نبوی

طب کے جید استادوں کی مانند نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ علاج کا اصول مرحمت
فرماتے ہیں اور تفصیل تحقیق کرنے والوں کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ لیکن تین دلچسپ
بیماریاں ایسی ہیں جن کا علاج مرحمت فرمانے کے علاوہ انہوں نے مریض کا خود علاج فرما
کر سیکھنے والوں کو راستہ عطا فرمایا انہوں نے Demonstration کے ذریعہ علاج کی
ترکیب اور اس کا فائدہ دکھایا۔ ان میں دل کا دورہ۔ پیٹ میں پانی بھرنا اور گلے کی
سوزش زیادہ اہم ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں۔

ان النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم دخل علی عائشته و عندھا صبی
یسیل منخراہ دما فقال ما ھذا؟ فقالوا انه العذرة؟ قال ویلکن لا
تقتلن اولادکن' ایما امرأة اصاب ولدھا العذرة او وجع فی راسه
فلتا خذ قسطا ھندیا فلتحکه بالماء ثم تسعط به' فامرت عائشته
فصنعت ذلک به فبرا۔

(مسلم)

(نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر میں داخل ہوئے تو ان کے

پاس ایک بچہ تھا جس کے منہ اور ناک سے خون نکل رہا تھا۔ حضورؐ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ جواب ملا کہ بچے کو عذرہ ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اے خواتین تم پر افسوس ہے کہ اپنے بچوں کو یوں قتل کرتی ہو۔ اگر آئندہ کسی بچے کو حلق میں عذرہ کی تکلیف ہو یا اس کے سر میں درد ہو تو قسط ہندی کو رگڑ کر اسے چٹا دو۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے اس پر عمل کروایا اور بچہ تندرست ہو گیا)

مسلم کی اس روایت میں بچے کی بیماری اور اس کی پوری تفصیل موجود ہے۔ یہ روایت جابر عبداللہؓ کی ان روایات کی مکمل صورت معلوم ہوتی ہے۔ جو ابن الفرات۔ الشاشی مسند الحاکم اور ابو نعیم نے ان سے مختلف شکلوں میں بیان کی ہیں۔ اس روایت کو محمد احمد ذہبی نے صحیح قرار دیا ہے۔

اس بچے کو گلے میں سوزش تھی۔ اسے قسط ہندی (قسط شیریں) پتھر پہ رگڑ کر چٹائی گئی اور وہ بچہ تندرست ہو گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاتحرقن حلوق اولاد کن علیکن بقسط هندی وورس فاسعطه ایاه۔

(مستدرک الحاکم)

(اپنے بچوں کے حلق جلایا نہ کرو۔ جبکہ تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ ان کو چٹایا کرو۔)

انہی جابر بن عبداللہؓ سے ایک اور روایت یوں میسر ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

وینکن لاتقتلن اولاد کن ایما امراۃ کانت یاتیھا العذرۃ اووجع
براسہ فلتا خذ قسطا ھندیا فلتحکہ بالماء ثم تسعطہ ایاہ۔

(مستدرک الحاکم الشاشی' ابن الفرات)

(اے عورتو! تمہارے لئے مقام تاسف ہے کہ تم اپنی اولاد کو خود قتل کرتی ہو۔ اگر کسی بچے کے گلے میں سوزش ہو جائے یا سر میں درد ہو تو وہ قسط ہندی لے کر پانی میں رگڑ کر اسے چٹا دے)

حضرت جابر بن عبداللہؓ سے ابو نعیم۔ ابن السنی۔ اور مصنف عبدالرزاق نے اسی مضمون اور مفہوم کی پانچ احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں مختلف انداز میں یہی نسخہ بار بار کے اصرار کے ساتھ گلے کی سوزش کیلئے بتایا گیا ہے۔

گلے کی سوزش میں قسط کی اہمیت دوسرے ذرائع سے بھی یوں میسر ہے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لاتعذبوا صبیانکمہ بالغمز من العذرۃ وعلیکم بالقسط۔

(بخاری و مسلم)

(اپنے بچوں کو حلق کی بیماری میں گلا دبا کر عذاب نہ دو جبکہ تمہارے پاس قسط موجود ہے)

وہ بار بار ارشاد فرماتے ہیں کہ اگر بچے کا گلا خراب ہو تو اسے گلا دبا کر یا ناک میں بتیاں ڈال کر اذیت نہ دی جائے۔

ہمارے ملک میں بھی رواج رہا ہے کہ بچے کا گلا خراب ہونے پر سیانی عورتیں اس کا منہ کھول کر گلا دبایا کرتی تھیں یا توے کی سیاہی گلوں میں لگائی جاتی تھی۔ یہ طریقے تب بھی بیکار تھے لہذا آج بھی فضول ہیں۔

حضرت ام قیس بنت محصنؓ بیان کرتی ہیں۔

دخلت بابن لی علی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم وقد اعقلت عنہ من العذرۃ فقال علی ماتد غرن اولاد کن بھذا العود العلاق علیکن بھذا العود الھندی فان فیہ سبعۃ اشفیتہ منھاذات الجنب یسعط من العذرۃ ویلد من ذات الجنب

(بخاری)

(میں اپنا بیٹا لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی۔ اسے عذرہ کی شکایت تھی۔ اس کے ناک میں بتی پڑی تھی اور گلا دبایا گیا تھا۔ حضور اس امر پر خفا ہوئے کہ تم لوگ اپنے بچوں کو کیوں اذیت دیتے ہو جبکہ تمہارے پاس یہ عودالہندی موجود ہے۔ جس میں سات بیماریوں سے شفا ہے۔ جن میں ذات الجنب بھی ہے۔ ذات الجنب میں یہ کھلائی جائے جبکہ عذرہ میں چٹائی جائے)

حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان امثل ماتداویتم بہ الحجامتہ والقسط البحری -

(بخاری' مسلم' مسند احمد' ترمذی' النسائی۔ موطا امام مالک)

(وہ چیزیں کہ جن سے تم علاج کرتے ہو ان میں سے پچھنے لگانا اور قسط البحری بہترین علاج ہیں)

قسط بنیادی طور پر جراثیم کش ہے۔ یہ جراثیم کے علاوہ طفیلی کیڑوں جیسے کہ Bilharzia اور امیبا کو بھی مار سکتی ہے۔ پیٹ کی بیماریوں میں جہاں جراثیم کے علاوہ امیبا بھی موجود ہوتا ہے۔ وہاں رنگ برنگی ادویہ کی بجائے قسط تنہا ہی کافی رہتی ہے - قسط کا ایک اہم عمل یہ ہے کہ جسم کی قوت مدافعت میں اضافہ کرتی ہے۔

روایات میں قسط کا ذکر بطور ہندی اور البحری آیا ہے۔ اس لئے محدثین نے اسے قسط

کی اقسام فرض کر لیا بلکہ ابن البیطار نے بھی اس کے بیان میں مغالطہ کھا لیا۔ کیونکہ یہ ہندی دوائی تھی جس میں علاقہ کی وجہ سے رنگ میں معمولی فرق پڑ سکتا ہے بخاری اور مسلم کے عظیم مترجم نواب وحید الزماںؒ نے قسط البحری سے وہ قسم مراد لی ہے جو سمندر سے آتی ہے وہ نام کے ساتھ بحری کی نسبت سے متاثر ہو گئے حالانکہ یہ پودا سمندروں کے کھارے پانی کے پاس نہیں ہوتا۔ یہ بلندی اور ٹھنڈک میں پرورش پاتا ہے۔ کشمیر میں کثرت سے پایا جاتا ہے۔

ابن القیم کہتے ہیں کہ اس کے فوائد بیش بہا اور لاجواب ہیں۔ یہ بلغم کو نکال کر آئندہ کی پیدائش روک دیتی ہے۔ زکام کو ٹھیک کر دیتی ہے۔ اگر اسے پیا جائے تو معدہ اور جگر کی کمزوری کو رفع کرتی ہے۔ زہروں کا تریاق ہے۔ چوتھے کے بخار میں مفید ہے۔ اگر اسے شہد اور پانی میں حل کر کے رات کو چہرے پر لگایا جائے تو چہرے کے داغ اتار دیتی ہے۔ جالینوس نے اسے کزاز اور پیٹ کے کیڑوں میں مفید بتایا ہے۔

ابن القیمؒ بیان کرتے ہیں کہ بعض جاہل طبیب اس کے ذات الجنب میں اثر سے انکار کرتے ہیں۔ یہ ان کی اپنی کم علمی کی علامت ہے۔ وہ ایک طرف یہ مانتے ہیں کہ یہ کھانسی اور بلغم میں مفید ہے بخار کو اتار دیتی ہے اور دوسری طرف ذات الجنب میں اس کی افادیت سے منکر ہیں۔ اطباء کی اکثریت دواؤں کے اثرات اور علاج کو اپنے قیاس سے مرتب کرتی ہے۔ جبکہ ان کے پاس اپنی رائے کی تصدیق کا کوئی یقینی ذریعہ نہیں ہوتا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج تک اکثر بیماریوں کا علاج اور اصول علاج لوگوں کی بھلائی کے لئے پیغمبر بتاتے رہے ہیں اور اطباء کو جو کچھ بھی معلوم ہے۔ وہ انہوں نے اسی ذریعہ سے حاصل کیا ہے۔ بلکہ ان کے علم کی اساس یہی ہے۔ اس میں بعض مشاہدات اور مفروضوں کا اضافہ کر کے علم طب بنایا گیا ہے جبکہ انبیاء علیہ السلام کا بتایا ہوا علاج وحی الہی پر مبنی ہوتا ہے اور اس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں ہے۔ جو

طبیب اس میں غلطی نکالتا ہے وہ خود غلط ہے۔

جناب ام قیسؓ کی روایت میں گلے کیلئے جس دوائی کا ذکر کیا گیا وہ عود الہندی ہے۔ عود کو ہم اگر کے نام سے جانتے ہیں۔ یہ وہی خوشبو ہے جس کے نام سے اگر بتی موسوم ہے۔ عود الہندی کے نام سے معاملہ مزید وضاحت کا طلبگار ہے۔

امام بخاریؒ کو یہ روایت سفیان سے ملی جنہوں نے زہری اور عبید اللہ کی وساطت سے اسے ام قیس سے روایت کیا۔ زہری کہتے ہیں کہ مجھے دو بیماریوں کا نام یاد رہا انہوں نے شاید بتایا سات بیان نہیں کیں۔

بخاری کی تمام روایات میں دوائی کا نام عود الہندی مذکور ہے۔ جبکہ دیگر تمام کتابوں میں دوائی کا نام قسط الہندی یا قسط البحری مذکور ہے۔ عود الہندی بالکل مختلف چیز ہے جسے "اگر" بھی کہتے ہیں۔ علامہ انور شاہ کاشمیریؒ نے اس حدیث کی تفسیر میں قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد قسط الہندی ہی ہے۔ اسی ضمن میں مصری عالم محمود ناظم النسیمی نے بھی جرح اور بحث کے بعد علامہ کشمیری کے استدلال کو درست قرار دیا ہے۔ بخاری نے یہی حدیث صدقہ بن فضل کی معرفت زہری اور عبیداللہ بن عبداللہ سے بیان کی ہے۔ جس میں الفاظ کا کچھ فرق ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت میں زہری یا عبیداللہ قسط الہندی اور عود الہندی میں گڑ بڑا گئے ہیں۔ یہی روایت ام قیس بنت محصنؓ سے دوسری جگہ یوں مروی ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمہ علیکم بالعود الهندی یعنی به الكست فان فيه سبعته اشفيته منها ذات الجنب۔

(ابن ماجہ)

(یہاں پر راوی عود الہندی بیان کرنے کے بعد اس کی تشریح کست قرار دیتے ہیں جبکہ ام قیسؓ کی ایک اور روایت جو کہ ابن ماجہ ہی نے بیان کی میں دوائی کا نام عود الہندی یعنی قسط ہے۔ اس روایت کے بعد تو معلوم ہوتا ہے کہ محترمہ ام قیسؓ ہی دوائی کے نام کا مخصہ کر گئیں۔

جب وہ عود الہندی کہتی ہیں تو ان کا مطلب قسط ہے۔ جسے بعض محدثین نے کست کا نام بھی دیا ہے۔ قسط کو زیتون کے تیل کے ساتھ تپ دق اور پلورسی کا علاج بھی قرار دیا گیا ہے۔ جس سے اس کے جراثیم کش ہونے کے اثر کو تقویت ملتی ہے۔

اس تمام بحث سے ایک اہم بات ثابت ہوتی ہے کہ گلا خراب ہونے پر حلق میں کسی قسم کے اپریشن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے ناپسند فرمایا۔ مذکورہ احادیث میں دو مختلف بچوں کا ذکر ملتا ہے جن کو لوزتین کے التہاب کی شکایت تھی۔ ان بچوں کا قسط کے ساتھ باقاعدہ علاج کیا گیا اور ان میں سے ہر بچہ شفایاب ہوا ہے۔

ہمارے پاس حلق کی سوزش کے لئے ایک موثر۔ مفید۔ یقینی اور متبرک علاج موجود ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی کے گلے کا اگر اپریشن کروایا جائے تو وہ کفران نعمت اور زیادتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گلے کا اپریشن کروانے سے منع کیا ہے۔
آج کے حالات میں ہی دیکھ لیجئے بہترین ڈاکٹروں کے مشورہ پر قابل سرجنوں

نے جن بچوں کے گلے کے اپریشن کیے ہیں ان کا حال اپریشن کے بعد دیکھا گیا۔ گلے میں ٹانسلز جراثیم کے داخلہ کو روکنے والے سنتری ہیں۔ جب یہ نکال دیئے جائیں تو جراثیم کے راستہ کی رکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ اور وہ حلق کے علاوہ پھیپھڑوں تک بلا روک ٹوک چلے جاتے ہیں۔ اپریشن کروانے کے بعد گلے ہمیشہ خراب رہتے ہیں اور وہ کھانسی کے ہمیشہ کیلئے مریض بن جاتے ہیں۔

التہاب لوزتین کے علاج میں ہم نے عام طور پر یہ علاج تجویز کیے۔

1- نہار منہ اور عصر کے وقت بڑا چمچ شہد۔ ابلتے ہوئے پانی میں چائے کی مانند پیا جائے۔

2- مہندی کے پتے ابال کر چھان لئے جائیں۔ اس جوشاندہ سے صبح۔ شام۔ غرارے کئے جائیں۔ لوزتین کے ساتھ یہ جوشاندہ گلے کی سوزش کو بھی دور کرے گا۔

3- ہر کھانے کے بعد 3 دانے خشک انجیر۔ اکثر مریضوں کو قبض اور بد ہضمی کی شکایت بھی رہتی ہے۔ انجیر پیٹ سے ہوا نکالتی اور قبض کشا ہے۔ یہ اورام کو دور کرتی ہے اور اس طرح گلے کا ورم دور ہو جاتا ہے۔

4- قسط شیریں	80	گرام
حب الرشاد	15	"
میٹھا سوڈا	5	"

ان کو پیس کر 3-5 گرام صبح۔ شام۔ کھانے کے بعد (عمر کے مطابق مقدار میں کمی کر دی جائے)

اس علاج سے گلے میں سوزش سے پیدا ہونے والا ہر مسئلہ اللہ کے فضل سے

حل ہو جاتا ہے۔ جن بچوں کو ابتدا میں بخار ہو یا لوزتین میں پیپ پڑی ہو ان کو 4-6 دن کیلئے اضافی طور پر جدید جراثیم کش ادویہ میں سے کوئی چیز اس نسخہ کے ساتھ دی جا سکتی ہے۔

نسخے کی افادیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ پندرہ سالوں کے طویل عرصہ میں الحمدللہ کبھی ناکامی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ہزاروں بچے شفا یاب ہوئے اور اپریشن کی اذیت سے بچ گئے۔

سعال شدید

سعال شدید

ACUTE BRONCHITIS

کھانسی بخار (سانس کی نالیوں کی سوزش)

یہ سانس کی نالیوں کی سوزش ہے جو جراثیم' وائرس یا گلے اور نالیوں میں خراش پیدا کرنے والے کیمیاوی مرکبات سے ہوتی ہے۔

زکام اور انفلوئنزا جو وائرس کی وجہ سے ہوں یا الرجی کے باعث ان کے بعد گلے اور سانس کی نالیوں میں سوزش ہو جاتی ہے۔ کلی کھانسی کا عمومی عرصہ 21 دن ہوتا ہے۔ کبھی کبھی گلے میں سوزش ہو جانے کی وجہ سے علامات کافی دیر بعد تک بھی چلتی رہتی ہیں۔ تمباکو نوشی' نسوار کھانے' پانوں میں تیز قوام' چونا' گردوغبار' دھواں اور کیمیاوی بخارات سانس کی نالیوں میں سوزش پیدا کرتے ہیں۔

پچھلے دوسالوں سے پورے ملک میں پہلے بجلی کی تاروں اور پھر ٹیلیفون کی تاریں بچھانے کے سلسلے میں سڑکوں کی وسیع پیمانے پر کھدائیاں کی گئیں۔ ہر طرف گرد تھی اور سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ اس پروگرام کی دلچسپ چیز یہ تھی کہ ایک ہی سڑک کو ایک ہی محکمہ نے تین' تین بار کھودا۔ شاید ان کو اپنے اصل مقصد کا پتہ نہ تھا یا ان

کے یہاں کوئی تعلیم یافتہ انجینئر نہ تھا۔ ورنہ ایک ہی کام کے سلسلہ میں ایک ہی سڑک کو تین بار کھودنے میں کیا تک تھی؟ عوامی دولت کے ساتھ انہوں نے شہریوں کی صحت کو بھی تباہ کر دیا۔ اب جبکہ کھدائی کبھی کبھی ہوتی ہے ہزاروں ایسے ہیں جن کو مستقل کھانسی رہنے لگی ہے اور اچھے بھلے لوگ دمہ کا شکار ہو گئے۔

اسباب

مریض کے جسم میں وٹامن A کی کمی ہو تو سانس کی نالیوں کی دیواریں کمزور پڑ جاتی ہیں اور وہ جراثیم کے خلاف مدافعت سے محروم ہو جاتی ہیں۔ چونکہ ہمارے گردونواح میں جراثیم ہر وقت موجود رہتے ہیں اس لئے ان کے لئے معمولی مقدار بھی بیمار کر دینے کے لئے کافی ہوتی ہے۔

خسرہ، ذیابیطیس، ایڈز، کالی کھانسی کے بعد جسمانی مدافعت ماند پڑ جاتی ہے۔ اس لئے سوزش کے بڑھنے کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔

تمباکو نوشی اور کھانسی

سانس کی نالیوں میں سوزش پیدا کرنے میں تمباکو نوشی ایک اہم باعث ہے۔ حقہ پاکستان کی ایجاد ہے۔ یہ تمباکو کی مضرت رسانی کو بڑی حد تک کم کرتا ہے۔ یہ صدیوں سے پنجاب کے دیہات میں موجود ہے لیکن یہ گلے کی خرابیوں اور کینسر کا باعث نہیں ہوتا دیکھا گیا۔

سگریٹ، بیڑی، سگار ایذا رسانی میں بدترین ہیں، جبکہ پائپ ان سے کم نقصان دہ ہے۔ سگریٹ اور سگار کی برائی میں اضافہ انہیں بجھا کر دوبارہ سلگانے سے ہوتا ہے۔ سگریٹ اگر بجھ جائے یا اسے بجھا کر دوبارہ جلایا جائے تو ذائقہ میں فرق ہوتا ہے۔ بجھنے پر تمباکو کی کولتار آخری سرے پر جمع ہو جاتی ہے۔ دھوئیں سے چھن چھن کر کولتار اور

نکوٹین سیگریٹ کے آخری حصہ میں جمع ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے آخری حصہ نقصان ده کیمیکلز سے لبریز ہوتا ہے۔ جو لوگ سیگریٹ کو آخری سرے تک پیتے ہیں یا سڑکوں سے "ٹوٹے" اٹھا کر پیتے ہیں ان کو گلے اور سانس کی خرابیاں ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔

سگار کا بار بار بجھنا معمول کی بات ہے۔ اس لئے وہ زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ جب یہ پتہ چلا کہ سیگریٹ پینے سے کینسر ہو سکتا ہے تو لوگوں نے سیگریٹ ہولڈر پر بھروسہ کیا۔ یہ دھوئیں کی کثافت کو کم کرتا ہے' لیکن دھوئیں سے گلے میں پیدا ہونے والی خراش کو کم نہیں کرتا۔

تمباکو نوشی کرنے والوں کو کھانسی ہمیشہ رہتی ہے۔ سانس کی نالیوں میں خراش دھوئیں سے ہوتی ہے۔ دوسروں کی سانس سے نکلنے والے جراثیم ان خراشوں کے راستے سانس کی نالیوں میں داخل ہو کر وہاں پر سوزش پیدا کر دیتے ہیں۔

علامات

ابتدا میں کھانسی' اس کے ساتھ تھوڑی سی بلغم' حتلی' شدید کمزوری' اختلاج قلب اور بخار' سینے میں گھٹن' گلے میں سوجن' درد اور جلن۔

دو چار دن میں بلغم گاڑھی' لیسدار اور مقدار میں زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب بلغم نہ نکل رہی ہو تو کھانسی تکلیف دہ بن جاتی ہے' لیکن بلغم جب نکل جائے تو کھانسی کی شدت میں کمی آ جاتی ہے۔ کبھی کبھی بلغم میں خون کی پتلی سی لکیر بھی آ سکتی ہے۔

سانس میں آوازیں آتی ہیں۔ سینے میں نمونیہ کی مانند گھٹن محسوس ہوتی ہے۔

بیماری کا حملہ ایک ہفتہ سے کم عرصہ تک رہتا ہے۔ اگر قوت مدافعت موجود ہو تو بغیر کسی خاص علاج کے ختم ہو جاتی ہے۔ ورنہ سعال مزمن یا پرانی کھانسی میں تبدیل ہو

جاتی ہے۔ نالیاں اندر سے پھیل جاتی ہیں اور سوزش چھوٹی نالیوں میں چلی جاتی ہے۔ اس صورت میں کھانسی زیادہ شدید اور بلغم کو نکالنا مزید مشکل ہو جاتا ہے۔

علاج

ابتدائی مرحلہ میں مریض کو آرام کرنا چاہئے۔ جسمانی توانائی کو آمدورفت میں ضائع کرنے کے نتیجہ میں بیماری کا مقابلہ کرنے کی طاقت میں کمی آ جاتی ہے۔ گھومنے پھرنے سے جراثیم دوسروں تک پہنچ کر ان کو بھی بیمار کر سکتے ہیں۔

غذا ہلکی اور سیال ہونی چاہئے۔ تھوڑی مقدار میں کھانا بار بار کھایا جا سکتا ہے۔ گرم دودھ' اس میں اغذا ملا کر یا

COMPALAN - HORLICKS - OVALTINE

کو دودھ میں ملا کر دینا قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے۔ اور بیماری کی شدت میں کمی آ سکتی ہے۔ دھوئیں' سگریٹ نوشی' گردوغبار سے پرہیز کرنا چاہئے۔

کھولتے ہوئے پانی میں ایک چمچ TR. BENZOIN CO. ڈال کر اس کی بھاپ لینی مفید ہے۔ چونکہ اس کا جزو عامل لوبان جراثیم کش بھی ہے۔ اس لئے بیماری کے سبب میں بھی کمی آ سکتی ہے۔

بازار میں کھانسی کے درجنوں شربت ملتے ہیں۔ ان میں افیون کے مرکبات اس امید پر شامل کئے جاتے تھے کہ وہ دماغ پر اثر انداز ہو کر کھانسی کی شدت کو کم کرتے ہیں۔ اسی مقصد کے لئے کھانسی کے نسخوں میں ہیروئن بھی استعمال ہوتی رہی ہے۔

1938ء میں تپ دق کے ایک مریض کے لئے بہت بڑے ڈاکٹر صاحب نے کھانسی کی مکسچر تجویز کی۔ جس میں 1/8 گرین ہیروئن ہر خوراک میں شامل تھی۔ مریض مکسچر پی کر بڑا خوش ہوتا کہ صرف ایک

خوراک سے دن بھر کھانسی نہ ہوتی تھی' لیکن چند دنوں میں اس کے لئے سانس لینا دوبھر ہوگیا۔

کھانسی جسم کا دفاعی ردعمل ہے۔ وہ بلغم کو اکھاڑ کر نکالتی ہے۔ دوائی سے کھانسی بند کردی تو سانس کی نالیاں بلغم سے بھر گئیں اور مریض کے لئے سانس لینا مشکل ہوگیا۔

آجکل کھانسی کے ہر شربت میں دافع حساسیت ANTI ALLERGIC ادویہ کے ساتھ کھانسی کو دبانے کے لئے

DEXAMETHORPHON HYDROBROMIDE

شامل کی جاتی ہے۔ بلغم کو اکھاڑنے اور نالیوں کو کھولنے والی ادویہ شامل ہوتی ہیں۔ اکثر و بیشتر شربت یکساں سے نسخوں سے مرتب ہوتے ہیں۔ ان میں انتخاب کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہوتی۔

جراثیم کش ادویہ کے آنے کے بعد کھانسی کے شربت کی ضرورت کم ہوگئی ہے۔ ہسپتالوں میں دی جانے والی

SALINE EXPECTORANT

بڑی مفید تھی۔ اس کا یہ نسخہ کھانسی کی اکثر اقسام میں کار آمد تھا۔ اس میں منشیات شامل نہ تھیں۔ ایک عام نسخہ یہ تھا۔

Sodium Chloride	10graims
Soda Bicarb	10graims
Amonium Bicorb.	5 graims
Tr. Ipecac	1 minims
Liq. Extract of Liquorice	20 minims
Chloroform Water up to 1 ounce	

اب مشکل یہ آن پڑی ہے کہ دوافروشوں نے نسخے بنانے بند کردیئے ہیں۔ لاہور جیسے بڑے شہر میں مکسچر تیار کرنے والی صرف دو' تین دوکانیں ہیں اور ان کے نرخ

افسوس ناک ہیں۔

جراثیم کش ادویہ میں

AMPICILLIN - AMOXYCILLIN - ERYTHROCIN

- SEPTRAN - CEPHALEXIN - CHLOROMYCETIN

TETRACYCLIN

کو عموی مقبولیت حاصل ہے۔

ہمیں ان تمام ادویہ میں ERYTHROCIN زیادہ پسند ہے۔ اس کے 500mg کی ایک گولی صبح' شام کافی رہتی ہے۔ یہ مہنگی بھی نہیں۔ TETRACYCLIN بھی اچھی ہے' لیکن CHLOROMYCETIN کے کیپسول میں یہ اضافی خوبی ہے کہ وہ انفلوئنزا کے جراثیم کو بھی مار سکتا ہے۔

ادویہ کے ذخیروں سے پسندیدہ نسخہ مرتب کرنا بعض اوقات مشکل ہو جاتا ہے۔ میو ہسپتال کے ایک استاد نے کھانسی کے ایک مریض کے لئے یہ نسخہ تجویز کیا تھا۔

1- Erythrocin Tabs.

250 mg.

1 + 1 + 1 + 1

2- Chymoral Tabs.

2 + 2 + 2

کھانے سے ادھ گھنٹہ قبل

3- Polybion - c

1 + 1 + 1

اس نسخہ کے استعمال کے دو روز بعد بیماری کی شدت ختم ہو گئی۔ مزید دو روز میں بلغم آسانی سے نکلنے لگی جو کہ دو دنوں میں ختم ہو گئی۔ مریض کی علامات اور نقاہت جاتے رہے۔

یہ ایک مثالی نسخہ تھا جس میں کھانسی کا شربت استعمال نہ کیا گیا۔ اگر کھانسی میں شدت ہو تو ایسے شربت اشد ضروری ہیں۔

مریضوں کی ایک کثیر تعداد کو اس نسخہ سے فائدہ نہ ہوگا۔ ان کے لئے ANTIBIOTIC تبدیل کرنی پڑے گی۔ طب جدید میں چونکہ الرجی کا مکمل علاج نہیں ہوتا۔ اس لئے الرجی کے مریض کی بیماری پرانی ہو جائے گی اور اس کو ہمیشہ علاج کرواتے رہنا ہوگا۔

مرض کے ساتھ سانس میں رکاوٹ یا دمہ کی سی کیفیت پیدا ہو جائے تو ڈاکٹر PREDNISOLONE DECADRON DELTACORTIL LEDERCORT قسم کی ادویہ استعمال کرتے ہیں۔ ان ادویہ سے بیماری کی شدت میں فوری کمی آ جاتی ہے۔ ڈاکٹر کی نیک نامی میں اضافہ ہوتا ہے' لیکن اندرونی طور پر مریض کا بیڑا غرق ہو رہا ہوتا ہے۔ دو چار دن کے لئے ان ادویہ سے کوئی خاص خطرہ نہیں ہوتا' لیکن اس کے بعد ان کی خباثت شروع ہو جاتی ہے۔ سوزش کی جس کیفیت میں بھی ڈاکٹروں کو علاج سمجھ نہ آئے وہ بے کھٹکے ان کو کام میں لاتے ہیں۔

یونانی علاج

اس قدیم اور مفید علم میں جراثیم کش ادویہ تو نہیں ہیں' لیکن مریض کی اذیت کو کم کرنے اور بیماری کا زور توڑنے میں یہ علم لاجواب ہے۔

کھانسی کی شدت کو کم کرنے اور بلغم نکالنے کے لئے جوشاندہ ایک عجیب چیز ہے۔ اس کے اہم اجزا میں گل بنفشہ' گاؤزبان' عناب' زوفا' سپستان شامل ہیں۔ ہمدرد اور اجمل کے یہاں سے جوشاندہ مکمل نسخہ کی صورت میں بند آتا ہے۔ لعوق سپستان' تریاق نزلہ' لعوق حب الصنوبر' کشتہ بیخ مرجان' اکثر دوا خانوں سے مل جاتی ہیں اور

مفید ہیں۔

حکیم کبیر الدین نے ایک اچھا جوشاندہ تجویز کیا ہے۔

زنجبیل (3 ماشہ) گل دھاوا (3 ماشہ) کوکنار (1 ماشہ)

کو پانی میں ابال کر دن میں دو مرتبہ پلانا مفید رہتا ہے۔

(طب نبوی سے سعال کا علاج سعال مزمن کے بعد پیش ہے)

پرانی کھانسی سعال مزمن

CHRONIC BRONCHITIS

پرانی کھانسی میں مریض کو معمولی کھانسی کے ساتھ پیسدار بلغم کی کافی مقدار اکثر خارج ہوتی رہتی ہے۔ سال میں کم از کم تین مہینے بلغم اور کھانسی کا زور رہتا ہے اور یہ سلسلہ سالوں تک چلتا ہے۔ بنیادی طور پر یہ سانس کی نالیوں کی سوزش ہے اور اس کو پیدا کرنے والے جراثیم کا پتہ چل چکا ہے' بلکہ اگر چاہیں تو کسی بھی مریض کی بلغم کو Culture کروا کر جراثیم کو پہچانا جا سکتا ہے۔

یہ بیماری سانس کی نالیوں میں خراش پیدا کرنے والی چیزوں کے مسلسل استعمال سے پیدا ہوتی ہے۔ جیسے کہ تمباکو نوشی' ایسے پیشے جن میں دھواں اور گرد و غبار سے ہمیشہ سابقہ پڑتا ہے۔ کیمیکلز کی فیکٹریوں میں کام کرنے والے۔ جراثیم اور کرم کش ادویہ فروخت کرنے والے۔ عمارتی کارکن۔ پرانی کھانسی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس مرض میں آب و ہوا کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ سرد اور مرطوب آب و ہوا میں رہنے کے علاوہ نمی والی رہائش گاہیں' زیادہ بارشیں' ائر کنڈیشنڈ کمروں میں رہنا یا سونا سانس کی نالیوں کو خراب کرنے کے بڑے اسباب ہیں۔

شراب نوشی، موٹاپا، گردوں کی بیماریوں اور سوزش والی کھانسی کے بعد نالیوں کا مستقل طور پر متاثر ہو جانا ایک لازمی نتیجہ ہے۔

سوزش اور تخریش کی وجہ سے نالیوں میں ہر وقت خراش ہوتی رہتی ہے۔ جس کے نتیجہ میں اندرونی گلینڈ ہر وقت رطوبت پیدا کرتے رہتے ہیں۔ ان کی ساختہ بلغم سانس کی نالیوں کو مسدود کئے رہتی ہے۔ جس سے سانس میں آوازیں پیدا ہوتی ہیں۔ اس کیفیت سے جراثیم فائدہ اٹھا کر اندر جا کر کئی قسم کی سوزشیں پیدا کر سکتے ہیں۔

سوزش کی وجہ سے نالیوں میں ہر وقت ورم رہتا ہے۔ اور اس طرح بلغم کا پوری طرح اخراج نہیں ہوتا۔ سانس کی آمدورفت کا نظام متاثر ہوتا ہے۔ سانس کو اندر لینا اتنا طویل نہیں ہوتا جتنا اس کا باہر نکلنا ہوتا ہے۔ مسلسل رکاوٹ اور اندر بلغم کے جمع ہو جانے کی وجہ سے نالیوں میں دراڑیں آ سکتی ہیں یا یہ پھول جاتی ہیں اور ان کے آبلے بن جاتے ہیں۔ اس کیفیت کو EMPYEMA کہتے ہیں۔

علامات

مریض کھانسی کا پرانا مریض ہوتا ہے۔ جسے کھانسی ہوتی ہی رہتی ہے۔ سردی، بارشوں یا نم آلود آب و ہوا میں کھانسی کے شدید دورے پڑتے ہیں۔ صبح کے وقت بلغم کی مقدار کافی ہوتی ہے جو آسانی سے نکلنے میں نہیں آتی۔ اس لئے کھانسنا مجبوری بن جاتا ہے۔ درجہ حرارت میں معمولی تبدیلی بھی اذیت کا باعث بن جاتی ہے۔

ہم نے پرانی کھانسی کی ایک عجیب مریضہ دیکھی ہے۔ جب وہ ٹھنڈے کمرے یا ائر کنڈیشن میں ہو تو اسے کھانسی نہیں آتی۔ ٹھنڈے کمرے سے باہر نکلنے پر اسے شدید کھانسی ہو جاتی ہے۔

بلغم کی نوعیت بدلتی رہتی ہے۔ عام طور پر بیماری لمبی ہونے کے بعد اس کی مقدار

کم ہوتی ہے لیکن گاڑھی' لیسدار اور جھاگ کی طرح کی بھی ہو سکتی ہے۔

سانس کی رفتار بڑھ جاتی ہے۔ کبھی کبھی سانس لینے میں مشکل پڑتی ہے۔ سانس کے ساتھ چھاتی سے آوازیں نکلتی ہیں۔

عام طور پر بخار نہیں ہوتا' لیکن ساتھ ہی شدید سوزش یا جراثیم کی کسی دوسری قسم کا بھی حملہ ہو جائے تو بخار ہو جاتا ہے۔

کھانسی کے بعد بلغم میں کبھی کبھی خون کی پتلی سی لکیر ہو سکتی ہے۔ یہاں پر توجہ کے قابل ایک اہم بات یہ ہے کہ سگریٹ پینے والوں کو کینسر کا اندیشہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی بلغم میں خون کی آمیزش دوسری خطرناک بیماری کی نشان دہی بھی کر سکتی ہے۔

بیماری کی تصدیق کے لئے ایکسرے ایک معقول طریقہ ہے' لیکن اکثر اوقات ایکسرے کی تصویر نارمل نظر آتی ہے۔ بعض استاد ایسے مریضوں کی BRONCHOGRAPHY پسند کرتے ہیں۔ یہ ایک بڑا تکلیف دہ طریقہ ہے۔ جس سے بچنا ہی اچھی بات ہے۔ البتہ اگر کوئی اچھا سرجن مل جائے تو سانس کی نالیوں میں آلہ ڈال کر ان کو براہ راست دیکھا جا سکتا ہے۔ اس عمل کو BRONCHOSCOPY کہتے ہیں۔ اس آلہ کی مدد سے بلغم کی کچھ مقدار نالیوں سے براہ راست نکال کر ٹیسٹ کی جا سکتی ہے اور اگر کینسر کا شبہ ہو تو جھلیوں کا ٹکڑا نکال کر اس کا معائنہ کروایا جا سکتا ہے۔

علاج

مریض کو معتدل آب و ہوا میں رکھا جائے۔ اگر ممکن ہو تو وہ سردی کا موسم کسی گرم علاقہ میں گزارے۔

بیماری کے اسباب یعنی دھواں' گرد و غبار' تمباکو نوشی سے پرہیز کیا جائے۔ مریض اگر زیادہ موٹا نہ ہو تو اس کی غذا میں مکھن' پنیر' دودھ اور گوشت کا اضافہ کر کے اس کی

قوت مدافعت بڑھائی جائے۔

مریض ہلکی ہوا میں موسم کے مطابق لباس پہن کر چہل قدمی کرے۔ اسے لمبے سانس لینے کی مشق کروائی جائے۔ موٹاپے میں وزن کم کرنے کی کوشش کی جائے۔

شراب نوشی ایک خطرناک علت ہے۔ شراب کی موجودگی میں جسم کا دفاعی نظام پھیپھڑوں میں ٹھیک طور پر کام نہیں کر سکتا۔ جس سے سانس کی ہر بیماری بڑھتی چلی جاتی ہے۔ شراب اس لئے حرام ہے کہ وہ صحت کی دشمن ہے۔

تمباکو نوشی سے مکمل پرہیز ضروری ہے۔ کیونکہ تمباکو کا دھواں گلے اور سانس کی نالیوں میں خراش پیدا کرتا ہے۔ تلی ہوئی اور کھٹی چیزوں سے بھی اجتناب کرنا چاہئے۔ دیکھا گیا ہے کہ وہ مریض جو بہتر ہو رہے ہوں وہ چاول یا تلی ہوئی مچھلی کھانے کے بعد پھر سے بیمار ہو جاتے ہیں۔

عام طور پر یہ علاج کئے جاتے ہیں۔

1۔ کھانسی کی شدت کو روکنے کے لئے کھانسی کے شربت

2- سانس کی نالیوں سے ورم کو دور کرنے کے لئے TR. BENZOIN CO کی بھاپ صبح' شام۔

3- جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے ERYTHROCIN یا TETRACYCLIN کے 500 ملی گرام صبح' شام بعض لوگ SEPTRAN کو زیادہ پسند کرتے ہیں' لیکن یہ ادویہ ایک طویل عرصہ تک استعمال کی جائیں۔ یہ ممکن ہے کہ ایک ہی دوائی کو زیادہ دیر تک استعمال کرنے سے جراثیم اس کے عادی ہو جائیں یا اس سے حساسیت پیدا ہو جائے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ کچھ عرصہ کے بعد دوائی تبدیل کر دی جائے۔

4- بلغم کو پتلا کرنے کے لئے BISOLVON کی 4 گولیاں روزانہ یا DANZEN یا CHYMORAL استعمال کی جائیں۔

5- سانس کی نالیوں کو کھولنے کے لئے

SALBUTAMOL - TERBUTALINE- EPHEDRINE-

CHOLIN THEOPHYLLINATE - IPRATOPRIUM

میں سے کوئی کوئی استعمال کی جائے۔

6- بلغم نکالنے کے لئے مریض کو کروٹ کے بل لٹا کر چھاتی کے نیچے تکیہ رکھ کر لٹایا جائے۔

نمونیہ ذات الریہ

PNEUMONIAS

نمونیہ پورے پھیپھڑے کی مکمل سوزش ہے اور اس میں سوزش کی وجہ سے ہونے والے تمام علامات واضح نظر آتی ہیں۔

یہ صورت حال جراثیم' وائرس' تپ دق' انفلوئنزا' طاعون' طفیلی کیڑوں' پھپھوندی اور تابکاری کی وجہ سے ہو سکتی ہے۔ کیمیاوی عناصر میں سے کوئی چیز سانس کے ساتھ اندر چلی جائے تو وہ بھی پھیپھڑوں میں مکمل سوزش کا باعث ہو سکتی ہے۔ جیسے گیس۔ مٹی کا تیل' پٹرول اور زہریلے دھوئیں۔

عام طور پر جس کیفیت کو لوگ نمونیہ کہتے ہیں وہ جراثیم کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ جو پیش خدمت ہیں۔

شدید نمونیہ LOBAR PNEUMONIA

یہ عام طور پر کسی سابقہ تکلیف کے بغیر براہ راست حملہ آور ہوتا ہے۔ جراثیم پورے پھیپھڑے کو "تا" فانا" اپنی لپیٹ میں لے کر اچھا خاصا مریض بنا دیتے ہیں۔ ہمارے ملک میں خیال کیا جاتا ہے کہ اگر کسی کو زیادہ سردی لگ جائے یا وہ موسم سرما

میں بارش کے دوران گھر سے باہر نکلے تو اسے نمونیہ ہو جاتا ہے یہ دونوں خیالات درست نہیں۔

عمر اور جنس

یہ کسی بھی عمر میں حملہ آور ہو سکتا ہے۔ ہمارے ملک میں بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ جبکہ مغربی ممالک میں جسمانی کمزوری کے باعث بڑی عمر کے لوگ زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔ لڑکے زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

نمونیہ کسی بھی عمر یا موسم میں ہو سکتا ہے' لیکن سردی کے دنوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ کبھی کبھار ایک ہی علاقہ میں بہت سے لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں۔ جسے محدود وباء بھی کہا جا سکتا ہے۔

پرانے زمانے میں ڈاکٹر صاحبان کسی بچے کو چھاتی میں درد' بخار اور سانس کی رکاوٹ میں مبتلا دیکھ کر لواحقین کو بتایا کرتے تھے کہ بچے کو ڈبل نمونیہ ہو گیا ہے۔ میرے عزیزوں میں کئی بچوں کو پاکستان سے پہلے ڈبل نمونیہ تشخیص کیا گیا تھا۔

اب جبکہ بیماری سے واقفیت ہو چکی ہے۔ ہزاروں ایسے مریضوں کے پھیپھڑے بھی دیکھے جا چکے ہیں لیکن نمونیہ کے ڈبل ہونے والی بات عقل میں نہیں آ سکی۔ کیونکہ پھیپھڑے جب جراثیم کی زد میں آ کر متورم ہوتے ہیں تو یہ ورم دونوں طرف برابر کا ہوتا ہے۔ دونوں پھیپھڑے پہلے دن سے ہی یکساں زد میں آتے ہیں۔ حیرت کی بات ہے وہ لوگ ڈبل کس کیفیت کو کہتے تھے۔

امریکہ میں ہر سال 30 لاکھ افراد کو نمونیہ ہوتا ہے۔ جن میں سے 5 لاکھ کی حالت اتنی خراب ہوتی ہے کہ ان کو ہسپتال میں داخل کروانا پڑتا ہے۔

بہاولپور کے ہسپتال میں ایک چھوٹا بچہ نمونیہ کی وجہ سے شدید اذیت

میں لایا گیا۔ بلغم کی زیادتی اور سوزش کی وجہ سے سانس لینا دوبھر تھا' ہم نے کوشش کی کہ بلغم کی کچھ مقدار کسی آلہ کی مدد سے نکال کر اس کے تنفس کو آسان کر دیں۔ لیکن وہاں ضروری آلات میسر نہ تھے۔

نرسوں کی انچارج ایک بہادر خاتون تھیں' انہوں نے ربڑ کی نالی بچے کے گلے میں ڈال کر بلغم کو اپنے منہ سے چوس لیا۔ دو چار دفعہ ایسا کرنے سے بچہ ٹھیک سے سانس لینے لگا' لیکن ان کے منہ میں جراثیم جانے سے ان کو شدید نمونیہ ہو گیا۔

پھیپھڑوں میں سوزش پیدا کرنے والے جراثیم مریض کے قریب سانس لینے' گلے اور ناک میں پرانی سوزش کی بدولت جسم میں داخل ہو کر بیماری کے باعث ہوتے ہیں۔ ایک اچھے بھلے تندرست شخص کو نمونیہ نہیں ہو سکتا' لیکن وہ مسلسل بادہ نوشی' ذیابطیس' سگریٹ نوشی کی وجہ سے کمزور ہو چکا ہو یا ایڈز کی وجہ سے اس کی قوت مدافعت ماند پڑ گئی ہو۔

علامات

عام طور پر بیماری کا آغاز بخار' کھانسی' سردی لگنے سے ہوتا ہے۔ پہلے زور کی سردی لگتی ہے۔ جسم پر کپکپی طاری ہوتی ہے۔ جی متلاتا ہے۔ شدید کمزوری محسوس ہوتی ہے۔ بھوک اڑ جاتی ہے۔ سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔ شدید کھانسی کے ساتھ ابتدا میں تھوڑی سی بلغم اور کچھ دن گزرنے پر بلغم کی مقدار میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ اس کا رنگ زنگاری اور کبھی کبھی خون بھی شامل ہوتا ہے۔ بلغم نکالنے میں مشکل پڑتی ہے۔

بڑی عمر کے لوگوں کے دماغ پر اثر ہو سکتا ہے۔ اور وہ ہذیان میں مبتلا ہو جاتے

ہیں۔ کھانسنے سے چھاتی میں درد ہوتا ہے۔ درد کروٹ بدلنے اور لمبا سانس لینے سے بھی ہوتا ہے۔

وہ مریض جو پہلے سے سانس کی نالیوں میں سوزش کا شکار ہیں۔ اگر ان کی قوت مدافعت کسی اور وجہ سے یا کسی اور ضرورت کے تحت کارٹی سون کے مرکبات کھا رہے ہوں تو ان کو بیماری کا حملہ ناگہانی طور پر بھی ہو سکتا ہے۔

آواز بدل جاتی ہے۔ سانس لینے اور نکالنے کے دوران چھاتی میں حرکات یکساں نہیں ہوتیں۔

تشخیص

نمونیہ کے مریض کی حالت اور علامات اتنی واضح ہوتی ہیں کہ اس کی تشخیص کے لئے کسی خاص کاریگری کی ضرورت نہیں پڑتی' لیکن علاج کے لئے صحیح ادویہ کی تلاش اور مریض کی تندرستی کا جائزہ لینے کے لئے کچھ ٹیسٹ کرنے جائیں تو مفید رہتے ہیں۔

۱۔ تھوک ۔ کا براہ راست معائنہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ لیکن کسی معتبر لیبارٹری میں اسے

CULTURE AND SENSITIVITY کے لئے بھیجنا ایک اچھی کوشش ہے۔

لیبارٹری سے جراثیم کی قسم اور ان کو ہلاک کرنے والی صحیح دوائی کا پتہ مل سکتا ہے۔

ایک ایسے مریض کے تھوک کا جب کلچر کروایا گیا تو یہ رپورٹ میسر آئی۔

Growth Of Staphylococcus
Pyogenes Aureus Obtained After 24 Hours of Culture

لیکن یہ رپورٹ مکمل نہیں۔ اکثر اوقات مریض کے جسم میں ایک سے زیادہ اقسام کے جراثیم تخریب کاری میں مصروف ہوتے ہیں۔

اگر کلچر وغیرہ نہ بھی کروایا جائے تو عام حالات میں ایسی ادویہ استعمال کی جائیں جو کئی طرح کے جراثیم پر موثر ہوں۔

ایکسرے --- ایکسرے کی تصویر میں پھیپھڑوں کے متاثرہ حصوں پر گہرے سائے نظر آتے ہیں' لیکن یہ طریقہ یقینی نہیں۔

خون کا معائنہ --- خون کا TLC - DLC اس سلسلہ میں بڑا مفید ہے۔ ایک مریض کا نتیجہ ملاحظہ ہو۔

QAZI CLINICAL LABS

HAEMATOLOGY

17-SHALIMAR LINK ROAD,LAHORE   #DATE_22_9_94

NAME_   Rashid Ahmed Age_ 19 Sex_ M

TLC   31000   /CMM

DLC

Neutrophils   84%

Lymphocytes   11%

Monocytes   5%

Eosinophils   0%

Basophils

E S R (Westgern)   65   mm/1 Hour

Dr. Abdul Rashid Qazi

اس رپورٹ میں توجہ کے قابل سفید دانوں کی بہت زیادہ تعداد 31000 ہے۔ اس کے بعد NEUTROPHILS کی تعداد %84 ہے۔ یہ تمام چیزیں جسم میں جراثیم سے پیدا ہونے والی سوزش کا اظہار ہیں۔

علاج کے دوران 7 - 5 دن بعد یہ ٹیسٹ بیماری کے رخ کا پتہ دے سکتا ہے۔ اگر یہ تعداد کچھ دنوں یونہی قائم رہے تو پھیپھڑوں میں زخم کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔

پیچیدگیاں

نمونیہ پھیپھڑوں میں جراثیم کی وجہ سے ہونے والی شدید سوزش ہے۔ یہ بیماری معمولی لاپرواہی سے خطرناک مسائل کا باعث بن سکتی ہے۔ جیسے کہ

پھوڑا

جراثیم کی یہی قسمیں جسم کے دیگر مقامات پر بھی پھوڑے سے پیدا کرتی ہیں۔ اگر ان کے علاج کا فوری بندوبست نہ کیا جائے تو پھوڑا بن کر پھیپھڑے کو ختم کر دیتا ہے۔

عبرت ناک واقعہ

میو ہسپتال کے قریب ایک عیسائی فوٹو گرافر لب سڑک تصویریں بناتا تھا۔ غریب آدمی تھا لیکن ادب سے بے پناہ دلچسپی تھی۔ اس لئے وہ بہت سے ڈاکٹروں کا دوست بن گیا۔ گھٹیا شراب روزانہ پیتا تھا۔ غربت اور شراب نوشی کی وجہ سے اس میں قوت مدافعت نہ تھی۔

ایک مرتبہ اسے نمونیہ ہو گیا۔ ہم لوگ اس کے گھر گئے اور

پنسلین کے ٹیکے لگانے کا پروگرام بنایا۔ اس زمانے میں پنسلین کا ٹیکہ ہر تین گھنٹے کے بعد دن رات لگتا تھا۔ سب دوستوں نے باریاں مقرر کر لیں۔ پنسلین حاصل کی گئی اور اس کے گھر ٹیکے لگانے کا پروگرام بن گیا۔

اس دوران وہ ریلوے روڈ کے ایک مشہور "ڈاکٹر" کے پاس گیا۔ جس نے اسے زیادہ مقدار میں اسپرین اور افیون آمیز کھانسی کی مکسچر دیدی۔ اسپرین نے وقتی طور پر بخار توڑ دیا۔ افیون اور اسپرین نے چھاتی کے درد اور کھانسی کو کنٹرول کر دیا۔ مریض اپنے آپ کو بھلا چنگا سمجھنے لگا۔ جب ہم لوگ ٹیکوں کا لمبا پروگرام لے کر گئے تو وہ ہمیں احمق سمجھ رہا تھا۔ وہ اپنے ہمسایوں کو بلا کر دکھاتا رہا کہ ایک ان پڑھ ڈاکٹر نے اس کی بیماری دو دنوں میں ختم کر دی جبکہ نئے ڈاکٹر اس کے جسم کو کدو کش کرنے کو آئے ہیں۔ ڈاکٹر شرمندہ ہو کر واپس آ گئے۔

چار دن بعد یہی فوٹو گرافر صاحب میو ہسپتال کے نرسنگ ہوم کے باہر فٹ پاتھ پر پڑے تھے۔ ان کی بیگم شوہر کی بیماری پر رو رو کر اس کے دوستوں کے نام لے لے کر دہائی دے رہی تھیں۔ چہرے سے شدید بیمار لگتے تھے۔ دوست ترس کھا کر کرنل الہی بخش کے پاس گئے۔ ان کی منت خوشامد کے بعد مریض کو داخل کرنے پر آمادہ کیا۔ وارڈ میں اس کو پنسلین کی کافی مقدار اندھا دھند دی گئی۔ پروفیسر مرزا نے ایک خاص اوزار سے پھیپھڑوں کے اندر ہونے والے پھوڑے کو دیکھا اور مشین کی مدد سے اس میں 500 cc پیپ چوس کر نکالی' لیکن زخم سے پیدا ہونے والی خرابی دور نہ ہو سکی۔

حالت بہتر ہونے پر ڈاکٹر امیر الدینؒ نے اپریشن کر کے پھیپھڑوں کا

سارا متاثرہ حصہ نکال دیا' لیکن یہ بچ نہ سکے۔

نمونیہ ہونے سے پھوڑا بننے میں پانچ دن لگے۔ یہ واقعہ اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے۔ نمونیہ کے نتیجہ میں یرقان' دماغ میں سوزش سے گردن توڑ بخار کی طرح کی کیفیت' پھیپھڑوں میں سوزش سے پلورسی' دل اور اس کی جھلیوں میں سوزش اور VALVES میں خرابی۔ جوڑوں کا درد' معدہ کا فالج' وغیرہ ہو سکتے ہیں۔

نمونیہ سے بہتری میں تاخیر

صحیح اور بروقت علاج سے مریض میں بہتری جلد ہی دیکھی جا سکتی ہے۔ لیکن کچھ کیفیات ایسی ہیں جن میں مریض جلد صحت یاب ہونے میں نہیں آتا۔ اکثر اسباب یہ ہیں۔

☆ --- بڑی عمر کے کمزور مریض۔

☆ --- غذائیت کی مسلسل کمی۔

☆ --- پھیپھڑے میں پانی پڑ جانا یا پھوڑا بننا۔

☆ --- سانس کی نالیوں میں رکاوٹ۔

☆ --- شراب نوشی۔

☆ --- مسلسل بے آرامی اور تھکن۔

☆ --- دوائی کا غلط انتخاب یا اسے کم مقدار میں مختصر مدت کیلئے دینا۔

☆ --- کمزوری اور گندے ماحول کی وجہ سے دوبارہ سے نئی قسم کے جراثیم سے ازسرنو سوزش۔

☆ --- سگریٹ نوشی کی کثرت۔

علاج

مریض مکمل طور پر تندرست ہونے تک گرم بستر میں آرام کرے۔ جب بخار اتر جائے۔ سانس کی رفتار اور نبض اعتدال پر آجائیں تو مریض آہستہ آہستہ چہل قدمی کرے۔ تھکن نہ ہونے پائے۔

غذا میں سیال چیزیں کثرت سے دی جائیں۔ یہ خیال رہے کہ وہ کمزوری کو دور کرنے والی ہوں۔ جیسے کہ یخنی، جو کا پانی، دودھ، دودھ میں کمپلان یا ہارلیکس - جو کا دلیا، پتلا سا نمک کے بغیر قیمہ، دیئے جائیں۔ مریض کو بھوک کم ہو تو یہ چیزیں تھوڑی مقدار میں بار بار دی جائیں۔

آئس کریم، بوتلیں، ٹھنڈے مشروب، گھی اور چکنی چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔

نمونیہ ایک جراثیمی سوزش ہے۔ جس کے علاج میں مریض کی توانائی کو قائم رکھنا اور جراثیم کو ہلاک کرنے والی صحیح ادویہ کا استعمال ضروری ہے۔

ادویہ کے انتخاب میں لیبارٹری سے مدد لی جا سکتی ہے، لیکن نتیجہ میسر آنے میں دو تین دن لگ جاتے ہیں۔ ایسے میں علاج فوراً شروع کر دیا جائے اور لیبارٹری سے رپورٹ میسر آنے کے بعد اس میں ترمیم کی جا سکتی ہے۔

نمونیہ کی عام شکلوں میں پنسلین کا ٹیکہ بہترین دوائی ہے۔ اس کے 10 لاکھ یونٹ کا گوشت میں ہر چھ گھنٹے کے بعد ٹیکہ تسلی بخش ہے۔ اگر کسی کو اس سے حساسیت ہوتی ہو تو

- CEPHALEXIN - CLOXACILLIN - METHACILLIN - TETRACYCLIN

میں سے کوئی ایک 500 mg ہر چھ گھنٹے بعد۔ LINCOCIN کو بھی پسند کیا جاتا ہے۔

امریکن ڈاکٹر GENTAMYCIN کو زیادہ پسند کرتے ہیں۔

مرض کی شدت میں کمی آنے پر ٹیکوں کی بجائے گولیاں دی جا سکتی ہیں۔ لیکن وہ بھی 500 mg ہر چھ گھنٹوں کے بعد کے حساب سے دی جائیں۔ ان ادویہ کے ساتھ کرم کش دوائی

FASIGYN - METRONIDAZOLE بھی دی جاتی ہے۔

ان ادویہ کے ساتھ VITAMIN B - COMP. کا ٹیکہ یا گولیاں بہت ضروری ہیں۔ اگر اس میں وٹامین C بھی شامل ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ برطانوی ڈاکٹر وٹامین A یا مچھلی کا تیل بھی تجویز کرتے ہیں۔ کھانسی کی شدت کیلئے کھانسی کے مناسب شربت۔

پرانے ڈاکٹر چھاتی میں درد کے لئے ANTIPHLOGISTINE کو ابلتے پانی میں رکھ کر گرم کرنے کے بعد کپڑے پر پھیلاتے اور مریض کی چھاتی پر پلستر کی صورت میں لگا دیتے تھے۔ اس سے چھاتی کے عضلات کو قرار آ جاتا تھا۔ اب KAOLIN کے اس پلستر کی بجائے مختلف اقسام کے Liniment یا درد کی گولیاں مقبول ہیں۔

سانس کی تکلیف کیلئے آکسیجن دی جانی مناسب ہوتی ہے۔ جس کے لئے مریض کا ہسپتال میں رکھنا ضروری ہوتا ہے۔ امریکن ڈاکٹر نمونیہ کے مریض کو ہسپتال میں رکھنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اگر گھر پر علاج ممکن بھی ہو تب بھی مندرجہ ذیل اقسام کے مریضوں کا ہسپتال میں داخل کیا جانا ضروری ہے۔

1- علامات کی شدت

2- مریض کی دماغی حالت خراب ہو۔

3- دل' دماغ' میں سے کوئی متاثر ہو رہا ہو۔

4- سانس لینے میں مشکل پیش آ رہی ہو۔

5- شراب نوشی' جگر کی خرابی' غذائی کمی' ذیابیطس' کی شمولیت۔

6- خون کے ٹیسٹ کا نتیجہ پہلے جیسا خراب ہو۔

7- تیز اور مسلسل بخار۔

علاج میں تاخیر' نامکمل علاج' دوائی کا کم مقدار میں استعمال کرنا' یا اندازے سے کوئی دوائی دی جائے تو نمونیہ پھوڑے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ یہ پھوڑا اگرچہ جان لیوا ہوتا ہے اور جان بچ جائے تو بقیہ زندگی کیلئے مستقل اذیت کا باعث ہوتا ہے۔

سانس کی چھوٹی نالیوں کا نمونیہ

BRONCHOPNEUMONIA BRONCHIOLITIS

کمزور، سوکھے کے شکار، ٹیڑھی ہڈیوں (RICKETS) کالی کھانسی، خسرہ کے مبتلا چھوٹے بچوں کو یہ سوزش سے سانس کی نالیوں کو جزوی طور پر بند بھی کر دیتی ہے۔

علامات

ابتداء شدید بخار، کھانسی، متلی اور کپکپی کے ساتھ ہنگامی طور پر ہوتی ہے۔ اس سے پہلے زکام۔ گلے میں خرابی یا کھانسی بھی ہو سکتے ہیں۔

بخار 39 c (103 F) تک جا سکتا ہے لیکن چھوٹی نالیوں کی سوزش میں یہ کم بھی ہو سکتا ہے۔ زیادہ کمزور بچوں میں بخار بڑھتا اور گھٹتا رہتا ہے۔ کبھی اچھا کبھی اور بیمار بنتے ہوئے بچے کی یہ بیماری تین، چار ہفتوں تک چلی جاتی ہے۔

سانس لینے میں مشکل شروع سے ہی ہو جاتی ہے۔ تکلیف دہ کھانسی مسلسل رہتی ہے۔ آکسیجن کی کمی سے نیلے ہونٹ شروع ہی میں نظر آنے لگتے ہیں۔ بچہ آدھی آنکھیں کھولے بے سدھ پڑا رہتا ہے۔ قے کے ساتھ اسہال بھی ہوتے ہیں جس سے بچہ مزید کمزور ہو جاتا ہے۔

ذہنی اثرات سے بے قراری' بے خوابی' ہذیان اور بے ہوشی بیماری کی وجہ سے بھی ہوتے ہیں اور جراثیم اگر دماغ کی جھلیوں تک چلے جائیں تو ہذیان کا باعث ہو سکتے ہیں۔

تشخیص

مریض کے ایکسرے پر سانس کی نالیاں پھیلی ہوئی نظر آتی ہیں۔

چھاتی میں نمونیہ کے علاوہ ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ نالیاں پھیل کر متورم بھی ہیں اور ان میں پیپ کا شبہ بھی معلوم ہوتا ہے۔

خون کے TLC - DLC معائنہ پر سفید دانے زیادہ نظر آتے ہیں۔ لیکن تعداد میں شدید نمونیہ سے کم ہوتے ہیں۔

ایک بچے کی رپورٹ یہ رہی -

QAZI CLINICAL LABS

HAEMATOLOGY

17-SHALIMAR LINK ROAD,LAHORE DATE_14_3_94

NAME Rahila Age_ 3fc Sex

T L C 17800 /CMM

D L C

Neutrophils 79%

Lymphocytes 17%

Monocytes 4%

Eosinophils 0%

Basophils 0%

E S R (Westgern) 31 mm/1 Hour

ESR ہر بخار میں زیادہ ہوتا ہے۔

علاج

بچے کو مناسب غذا لگاتار دی جائے۔ اسے زیادہ سے زیادہ آرام مہیا کیا جائے۔
سوزش سے نجات کے لئے پنسلین کے کم از کم 5 لاکھ یونٹ ہر چھ گھنٹوں کے بعد
اس کے علاوہ

GENTIMICIN - AMPICILLIN - CHLOROMYCETIN

سانس میں تنگی کیلئے آکسیجن کے علاوہ

AMINOPHYLLIN یا SOLBUTAMOL

پسند کی جاتی ہیں۔

اکثر ڈاکٹر مریض کی گھبراہٹ کو دور کرنے کے لئے خواب آور ادویہ یا مسکن تجویز
دیتے ہیں۔ ان ادویہ کا استعمال بڑی توجہ اور ذاتی نگرانی میں کیا جائے۔ بخار کو کم کرنے
کے لئے Paracetamol کا شربت دیا جا سکتا ہے۔ بخار توڑنے والی ادویہ سے
مریض کے لواحقین خوش فہمی میں مبتلا ہو کر صحیح علاج ترک کر سکتے ہیں ان کو پہلے سے
آگاہ کر دیا جائے کہ بخار کی شدت میں وقتی کمی تندرستی کا اشارہ نہیں اور جراثیم کش
ادویہ بھرپور مقدار میں جاری رکھی جائیں۔

اس نمونیہ سے پوری شفایابی کم ہی ہوتی ہے سوزش ختم ہو جانے کے باوجود نالیوں میں
تنگی اور سانس میں ہمیشہ کیلئے مشکل پیدا ہو جاتی ہے۔

سانس کی نالیوں کا پھیل جانا

BRONCHIECTASIS

یہ ایک ایسی بیماری ہے جس میں سانس کی ایک یا زیادہ نالیاں مستقل طور پر پھیل جاتی ہیں۔ اس پھیلاؤ کی وجہ سے بلغم کے اخراج میں مشکل پڑتی ہے۔ نالیوں کے پھیلاؤ کے باعث بلغم باہر نکلنے کی بجائے ذخیرہ ہو کر دیر تک اندر پڑی رہتی ہے۔ جمع شدہ اس بلغم میں جراثیم داخل ہو کر ان نالیوں اور آس پاس کے حصوں میں ہمیشہ سوزش کا باعث بن جاتے ہیں۔

اسباب

1- بچوں میں نمونیہ' کالی کھانسی' انفلوئنزا' تپ دق اور دوسری سوزشوں کے بعد

2- سانس کی نالیوں میں اگر کوئی چیز داخل ہو جائے یا تپ دق کی وجہ سے غدود ہیں پھول کر نالیوں میں رکاوٹ کا باعث بنتی ہے۔

3- نمونیہ وغیرہ کی سوزشوں کے بعد مرمت کے دوران جسم ایسا سخت میٹریل استعمال کرتا ہے کہ نالیوں کی لچک ختم ہو جاتی ہے۔

۸- پیدائشی نقائص۔

علامات

1- شدید کھانسی اور بخار اکثر ہوتے رہتے ہیں۔ یہ دورے موسم سرما اور برسات میں زیادہ پڑتے ہیں۔

2- انگلیاں سوٹی ہو جاتی ہیں۔

3- بلغم کے ساتھ خون اکثر آتا رہتا ہے۔ جبکہ مریض دیکھنے میں زیادہ بیمار نظر نہیں آتا۔

4- روزمرہ کی کھانسی کے ساتھ کافی بلغم۔ مریض کافی پژمردہ اور بے حال نظر آتا ہے۔ نقاہت ہوتی ہے۔ بھوک کم ہو جاتی ہے۔ وزن گرنے لگتا ہے۔ ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ خون کی کمی، سر میں درد، زکام اور ناک میں سوزش کا احساس۔

5- چھوٹے بچوں کی نشوونما رک جاتی ہے۔

6- کبھی کبھی بعض مریضوں میں بیماری ایک شدید حملہ کی صورت میں فوری طور پر نمودار ہوتی ہے۔

سانس کی نالیوں میں کسی رکاوٹ یا اپریشن کے لئے بے ہوشی کے بعد کھانسی کے شدید دورے پڑتے ہیں۔ کھانسی کے بعد بدبودار بلغم خارج ہوتی ہے۔ مریض اگر کروٹ پر لیٹا رہے تو بلغم کی کافی مقدار نکلتی ہے جو کہ بدبو دار ہوتی ہے۔ اس بیماری کے نتیجہ میں بار بار نمونیہ ہو سکتا ہے۔ پھیپھڑوں کی جھلیوں میں سوزش اور ان میں پانی پڑ سکتا ہے۔ (پلورسی) پھیپھڑوں میں پیپ پڑسکتی ہے یا ان میں پھوڑے بن جاتے ہیں۔

سوزش کا مادہ خون کے ذریعہ پھیلتا ہوا دماغ میں جا کر وہاں پر پیپ پیدا کر سکتا

ہے۔ ان میں سے ہر کیفیت مریض کی زندگی کے لئے خطرناک ہوتی ہے۔

علاج

یہ بیماری عام طور پر پھیپھڑوں کے زیریں حصوں کو متاثر کرتی ہے۔ چھاتی سے بلغم نکالنے کے لئے مریض کو کروٹ کے بل لٹا کر اس کی چھاتی کے نیچے کپڑا یا تکیہ رکھ کر اسے اونچا کر دیا جائے۔ سر جسم سے نیچے رہے۔ پھر کندھوں کے درمیان اور کمر تک آہستہ آہستہ تھپکایا جائے۔ اس طریقہ سے سانس کی نالیوں کے آخری کناروں تک سے جمی ہوئی بلغم اکثر کر باہر آ جاتی ہے۔ بلغم کو نکالنے کا یہ عمل صبح، شام 20 - 15 منٹ کیا جائے۔

بلغم کو نکالنے سے پہلے کھانسی کی کسی مکسچر یا Bisolvon کی گولیوں سے پتلا کرنا زیادہ مفید رہتا ہے۔ ورنہ مریض کو بار بار بھاپ دی جائے۔

مریض جب رات کو سوتا ہے تو نیند کے دوران وہ بلغم کو پوری طرح نکال نہیں سکتا۔ اس لئے صبح کے وقت اس کا سینہ بلغم سے بھرا ہوتا ہے۔ اگر اس وقت اسے کروٹ کے بل لٹا کر تھپک تھپک کر بلغم نکالنے والی ترکیب استعمال کی جائے تو نتائج زیادہ اچھے ہوتے ہیں۔

اپریشن

جب نالیوں کے پھیل جانے کی تکلیف پھیپھڑوں کے کسی ایک حصے تک محدود ہو، اور سوزش بار بار ہو کر مریض کی جسمانی حالت کو متاثر کر رہی ہو یا کھانسی کے بعد تھوک کے ساتھ خون کی کافی مقدار خارج ہو رہی ہو یا کبھی کوئی بڑی شریان جریان خون کا باعث بن رہی ہو تو متاثرہ حصے کو کاٹ کر نکالا جاتا ہے۔

زیادہ عمر والے، کمزور افراد، دل کے مریضوں اور جب بیماری پھیپھڑوں میں

زیادہ پھیل گئی ہو تو اپریشن کرنا خطرناک ہو سکتا ہے۔

علاج بالادویہ

وہ نالیاں جو پھیل چکی ہیں ان کو دوبارہ ان کی اصلی حالت پر لانا ممکن نہیں ان پھیلی ہوئی نالیوں میں بلغم کے جمع ہونے سے سوزش پیدا ہوتی اور تکلیف وہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔ اس لئے تمام تر علاج بلغم کو نکالنے اور اس سے پیدا ہونے والی سوزش تک محدود ہے۔

سوزش کو ختم کرنے کے لئے

- TETRACYCLINE - SEPTRAN - AMPICILLIN - VELOSEF - ERYTHROCIN

دینا معمول ہے۔ اگر سوزش شدید نہ ہو تو

VIBRAMYCIN یا SUPRAMYCIN دی جاتی ہے۔

موسم سرما میں تکلیف بار بار ہوتی ہے۔ ایسے میں جراثیم کش ادویہ 4-3 ماہ تک لگاتار دی جاتی ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جراثیم ان میں سے اکثر کے عادی ہو کر دوائی کو بیکار کر دیتے ہیں۔ دوائی بدل بدل کر دینا علاج کو زیادہ آسان کر دیتا ہے۔

کچھ عرصہ سے پنسلین کا ایک لمبے اثر والا ٹیکہ دستیاب ہے۔ یہ ٹیکہ PENIDURA - LA 15 سے 30 دن کے بعد لگایا جاتا ہے اور ایک ہی ٹیکہ سوزش کی شدت کو کم کر دیتا ہے۔ یہ ٹیکے اکثر لگانے پڑتے ہیں۔

جراثیم کو مارنے کے علاوہ مریض کی صحت پر خصوصی توجہ دینی چاہئے۔ مچھلی کا تیل پلانے سے نالیوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ جراثیم کش ادویہ کے برے اثرات کو کم کرنے کے لئے VITAMIN - B & C کے مرکبات ضروری ہیں۔

اس لیے اور تکلیف دہ علاج کی نسبت طب نبوی سے علاج کرنا آسان اور زیادہ موثر ہے۔

انتفاخ الریہ

EMPHYSEMA

یہ سانس کی نالیوں کی ایک قسم کی سوزش ہے جس میں بنیادی طور پر نالیوں کے آخری سرے پھیل کر تھیلیوں کی سی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ اپنی طبعی وسعت سے زیادہ پھیلتی ہیں تو ان کی دیواروں کی مضبوطی متاثر ہوتی ہے۔ اور ان میں باریک درازیں پڑ جاتی ہیں۔ جن میں سوزش ہونا ایک لازمی بات بن جاتی ہے۔

سانس کی نالیوں میں پھیلاؤ کی یہ غیر طبعی کیفیت نالیوں میں ان کے پیدائشی نقائص، ان میں یہ پھیلاؤ بار بار کی رکاوٹوں کی وجہ سے یا ان میں حد سے زیادہ پھیلاؤ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔

نالیوں میں مزمن سوزش، گردوغبار کے ماحول، سگریٹ نوشی کی وجہ سے بھی نالیوں کی دیواریں کمزور پڑ جاتی ہیں۔ بعض نامعلوم وجوہات میں بھی دیواریں کمزور پڑ جاتی ہیں اور پھیپھڑوں میں ہوا کی تھیلیاں سی بن جاتی ہیں۔ ان آبلہ نما تھیلیوں کو Emphysematous Bullae کہتے ہیں۔ سانس کی نالیوں پر غیر ضروری دباؤ، گردونواح میں ہوا کے دباؤ میں تبدیلیاں یا بعض حوادث کی صورت میں اندرونی دباؤ میں اضافہ ان آبلوں کو پھاڑ سکتا ہے۔ ایسے کسی آبلے کا پھٹنا موت کا باعث ہو سکتا

ہے۔

علامات

ہر وقت سانس چڑھا رہتا ہے۔ اگر نالیوں میں علیحدہ سے سوزش نہ ہو تو کھانسی' بخار یا بلغم نہیں ہوتے۔ سانس کے ساتھ نکلنے والی آوازوں میں کمی آ جاتی ہے۔ مریض کی چھاتی دیکھنے میں ڈھول کی طرح گول ہوتی ہے۔

اس بیماری کی وجہ سے دل کی شکل میں بھی تبدیلی آ جاتی ہے۔ اگر یہ صورت حال ایک پھیپھڑے میں ہو تو دوسرا بھی اس کی کیفیت سے متاثر ہو کر بیمار ہو جاتا ہے۔

تشخیص

اس کی بہترین تشخیص ایکسرے سے کی جا سکتی ہے۔ ایکسرے میں جگہ جگہ سانس کی پھیلی ہوئی نالیاں نظر آتی ہیں۔ ان نالیوں کی دیواریں بڑی کمزور اور دبلی پتلی نظر آتی ہیں۔

ہم نے ایک ایسے مریض کے خون کا TLC - DLC کروایا۔ جس کی رپورٹ یہ تھی۔

QAZI CLINICAL LABS NO.7294

Date_ 10_10_94

17-SHALIMAR LINK ROAD.

Patient,s NAME_ Ghulam Qadir Age_ 6 Sex_ MC

TOTAL LEUCOCYTE COUNT 10,500/C.m m.

DIFFERENTIAL LEUCOCYTE COUNT

POLYMORPHONUCLEARS 68%

LARGE MONONUCLEARS 7%

اس رپورٹ میں صرف دو چیزیں دلچسپی کی حامل تھیں۔ خون کے سفید دانوں Lymphocytes کی تعداد میں اضافہ' خون کے ESR میں معمولی زیادتی اور باقی تمام چیزیں اعتدال میں پائی گئیں اس رپورٹ کا فائدہ یہ ہوا کہ اس سے ملتی جلتی دوسری بیماریوں کا شبہ جاتا رہا۔

علاج

پھیلی ہوئی نالیاں اپنی کمزور دیواروں کی وجہ سے ہروقت خطرے کا باعث بنی رہتی ہیں۔ بیماری اگر پھیپھڑے کے کسی ایک حصے تک محدود ہو اور باقی کا پھیپھڑا تندرست ہو تو متاثرہ حصہ اپریشن کرکے نکال دیا جائے۔ اگر پھیپھڑا پورا متاثر ہو یا بیماری دونوں طرف ہو تو اپریشن کی گنجائش نہیں ہوتی اور خطرے کی تلوار ہروقت لٹکتی رہتی ہے۔

کھانسی' بخار اور بلغم کی زیادتی کے لئے جراثیم کش ادویہ کے ساتھ بلغم نکالنے والی دوائیں استعمال کی جائیں۔ عام طور پر یہ پرہیز اور علاج تجویز کئے جاتے ہیں۔

•۔۔گردوغبار سے پرہیز کیا جائے۔

•۔۔مریض کی قوت مدافعت میں اضافہ کیا جائے۔

•۔۔سانس کی نالیوں کو بوجھ سے بچایا جائے۔ سانس چڑھانے والی حرکات جیسے کہ سیڑھیاں چڑھنا' دوڑنا' خطرناک ہو سکتے ہیں۔

طب نبوی

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے لئے سیکھنے کی ہزاروں چیزیں لئے ہوئے تھی۔ سیرت نگاروں نے ان کے ہر طرح کے معمولات کا احاطہ کیا ہے اور ہم اس کے مطالعہ سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

حیات مبارکہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ نبوت کے 24 سالوں میں ایک روز بھی بیمار نہیں ہوئے۔ وہ ریتیلے صحراؤں میں سفر فرماتے رہے جہاں پر بگولے چلنا ایک روز مرہ کی بات ہے' لیکن ریت کے سخت ذروں نے ان کی سانس کی نالیوں میں کبھی خراش پیدا نہیں کی۔ ان کو کبھی کھانسی یا بخار نہ ہوا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے معمولات کو جس طرح ترتیب دیتے تھے اس میں بیماریوں سے بچاؤ کا معقول بندوبست تھا۔

بیماریوں سے بچاؤ کے لئے ہماری دانست میں ان کا جسم کو صاف ستھرا رکھنا' روزانہ سیر کرنا اور شہد پینا شامل ہیں۔

ہم نے کھانسی کی مختلف اقسام کے علاج میں شہد کو کثرت کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ کھولتے ہوئے پانی میں شہد۔ دن میں کئی بار دیا گیا۔ نیم گرم پانی میں شہد دیا گیا اور کچھ مریضوں نے خالص شہد چاٹ لیا۔ ہر مریض کو فائدہ ہوا۔

قرآن مجید نے ادرک کو بڑی اہمیت عطا فرمائی ہے۔ جنت میں ہر چیز بہترین ہوگی۔ وہاں کے مشروبات کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد ربانی ہے۔

یسقون فیھا کاسا کان مزاجھا زنجبیلا

(الانسان - 17)

(ان کو ایسے گلاسوں میں پلایا جائے گا جن میں ادرک کی مہک ہوگی)

اللہ تعالیٰ نے جب کسی چیز کو اتنا اہم اور پسندیدہ قرار دیا ہے تو اس کا مفید اور کار آمد ہونا ایک ضروری امر ہے۔

ایک صاحب پرانی کھانسی کے مریض تھے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے والد چھاتی کی بیماریوں کے بڑے مشہور معالج تھے۔ ان کے والد کے علاوہ ان کے دوسرے احباب بھی اس نوجوان کے علاج سے عاجز آ گئے۔ اس مریض کو کسی نے بتایا کہ ادرک کوٹ کر شہد کے ایک چمچہ میں ملا کر صبح' شام کھایا کرو۔ دو ہفتے ادرک اور شہد پینے سے پرانی کھانسی جاتی رہی۔

شہد کے فوائد بے شمار ہیں' لیکن کھانسی بخار کے علاج میں اس کے تین اہم فوائد بروئے کار آتے ہیں۔ یہ کمزوری کا علاج ہے۔ یہ جسم میں بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے۔ اگر گرم پانی میں پیا جائے تو سانس کی نالیوں سے ورم دور کرتا ہے اور بلغم کو پتلا کر کے نکالتا ہے۔

شہد کے دافع تعفن اثرات اور پروپولس (PROPOLIS)

ڈنمارک کے پروفیسر آگارڈ نے مشاہدہ کیا کہ شہد کی مکھیوں کو وائرس پھپھوندی اور جراثیم سے ہونے والی کوئی بھی بیماری نہیں ہوتی۔ یہ اپنے آپ کو بیروزہ کی شکل کے ایک مرکب پروپولس کی مدد سے محفوظ کرتی ہیں۔ مکھیاں اس بیروزہ کو مختلف پودوں سے حاصل کرتی ہیں۔ پھر چھتہ میں لا کر اسے صاف کرتیں اور کھانے کے قابل شکل دیتی ہیں۔ اس مرکب کی مدد سے اپنے چھتہ کے ہر خانے کو بیرونی حملہ آوروں (جراثیم' پھپھوندی اور وائرس) سے محفوظ کرنے کے لئے سربمہر کر دیتی ہیں۔ اور اس طرح یہ اپنے آپ کو بیماریوں سے محفوظ کر لیتی ہیں۔ پروپولس کا یہ بیروزہ ہزاروں سالوں سے انسانوں کے لئے بیماریوں سے نجات کا ذریعہ بنا رہا ہے۔

شہد کی مکھیوں کے چھتہ میں پروپولس بیماریوں کے خلاف رکاوٹ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ پروفیسر ہگارڈ نے اس مشاہدے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بیروزہ کو ان بیماریوں میں استعمال کیا جن کا ابھی تک علاج معلوم نہیں تھا۔ جیسے کہ خسرہ، کن پیڑے، کالی کھانسی، وغیرہ ان میں اسے شاندار کامیابیاں ہوئیں۔ اس دوائی کے ایک عجیب فائدہ کی اطلاع برطانوی اخبارات نے شائع کی۔

انگلستان کے علاقہ سرے کی ایک پندرہ سالہ بچی جوڑوں کی بیماری کی شدت سے معذور ہو چکی تھی۔ اس کے والد کو کسی نے بتایا کہ وہ شہد کی مکھی کے چھتہ سے جالا نکال کر اس کی گولیاں بنا کر بچی کو کھلائے۔ وہ لڑکی ایک ماہ میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گئی اور جوڑوں کی اینٹھن اور درد جاتا رہا۔

جرمنی کے دوا سازوں نے اس دوائی پر کام کرتے ہوئے اس کے کیپسول، شربت اور ٹیکے تیار کئے ہیں۔ پاکستان کے عظیم سائنس دان ڈاکٹر رفیع چودھری کے صاحب زادے ڈاکٹر سرور چودھری نے اس دوائی کا پس منظر ہمارے لئے جرمن زبان میں حاصل کیا اور اس کے ترجمہ میں مدد دی ہے۔ اب ان کی بیگم صاحبہ ڈاکٹر سعیدہ چودھری نے اس کے بارے میں امریکہ سے مزید معلومات مہیا کی ہیں۔

ایک ستر سالہ خاتون کے گھٹنوں کے جوڑ خراب ہو چکے تھے۔ لاہور کے متعدد ماہرین نے ان کو اسپرین کھانے اور شفا سے مایوس رہنے کا مشورہ دیا۔

ہم نے اس خاتون کے لئے PROPOLIS کے کیپسول تجویز کئے وہ تین ماہ سے ایک کیپسول روزانہ کھا رہی ہیں۔ تمام جوڑوں سے ورم اتر چکا ہے اور ان کے پٹھوں سے اکڑن ختم ہو گئی ہے۔ ابھی تک وہ نماز میں

بیٹھنے کے قابل نہیں ہوئیں۔

یہ نسخہ اور بھی بہت سے مریضوں پر آزمایا گیا۔ ہمیشہ مفید رہا۔ پرانی کھانسی میں جب بلغم نہیں نکلتا۔ نالیاں تنگ ہو چکی ہوں اور ان میں بار بار سوزش کی وجہ سے بخار وغیرہ ہو رہے ہوں تو PROPOLIS ایک یقینی علاج ہے۔

نالیوں میں سوزش

کھانسی کا ایک اہم سبب سوزش ہے۔ جراثیم کو مارنے کیلئے مہنگی اور برے اثرات والی ANTIBIOTICS دینے کی بجائے طب نبوی کے آسان اور یقینی علاج پر بھروسہ کرنا مریض کے فائدے میں ہے۔

1۔ جسم کی قوت مدافعت کو بڑھانے اور جراثیم کو براہ راست مارنے کی ایک مفید دوائی شہد ہے۔

2۔ قسط شیریں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوز تین کی سوزش TONSILLITIS اور حب دق میں مفید بتایا ہے۔ سوزش کی نوعیت خواہ کوئی بھی ہو قسط ہر حال میں مفید ہے۔

چین کی قدیم طب میں بھی قسط مستعمل تھی۔ البتہ ہمارے یہاں کے یونانی حکماء نے اسے پھیپھڑوں کے لئے مضر بتایا ہے۔ کرنل چوپڑا کے تجربات کے مطابق یہ جراثیم کو مارنے میں لاجواب ہے اس لئے سوزش کی بہترین دوائی ہے۔

3۔ بلغم کو اکھاڑنے، پتلا کر کے نکالنے میں شہد کے ساتھ انجیر' منقہ' حب الرشاد' انار' ادرک' کاسنی' کلونجی' کھجور' گوگل' لوبان' مرکی' میتھی' میں سے ہر چیز خواہ نسخہ میں کھائی جائے یا جوشاندہ کی شکل میں جسم میں داخل کی جائے۔ مفید ہے یورپ کا ساختہ کاسنی کا شربت بچوں کی کھانسی کیلئے بڑا مشہور تھا جسے

Syrup of Wild cherry کہتے تھے۔

کھانسی کے عام مریضوں کا ہم نے یہ علاج کیا۔

1- ابلتے پانی میں بڑا چمچہ شہد نہار منہ اور عصر

2- (بلغم کو پتلا کرنے کیلئے) ہر کھانے کے بعد تین دانے خشک انجیر

3-

قسط شیریں	80 گرام
حب الرشاد	15 گرام
کاسنی کا بیج	5 گرام

اس مرکب کا چھوٹا چمچہ صبح۔ شام کھانے کے بعد

اگر تکلیف زیادہ پرانی ہو تو سوتے وقت بڑا چمچہ زیتون کا تیل (اٹلی کا) بلغم نکالنے میں مشکل پیش آئے تو دمہ کیلئے مذکور جوشاندہ۔

شہد - زیتون کا تیل - کھانسی اور پھیپھڑوں کی تمام سوزشوں کیلئے مفید ہیں

پھیپھڑوں کا پھوڑا

LUNG ABSCESS

جسم کے کسی اور حصے کی طرح پھیپھڑوں میں بھی پھوڑا ہو سکتا ہے۔ عام پھوڑوں کی طرح یہ جسم کو گلا کر پیپ بناتا' زہریلے مادے پیدا کرتا اور جسم کے ایک اہم حصہ کو بیکار کر دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

انسانی زندگی کو قائم رکھنے میں سانس کی آمدورفت کا ایک اہم مقام ہے۔ سانس کے ذریعہ ہمیں آکسیجن میسر آتی ہے۔ اگر دماغ کو دو منٹ تک آکسیجن میسر نہ آئے تو وہ ختم ہو جاتا ہے۔ اور باقی جسم کیلئے آکسیجن کی تین منٹ کی بندش موت کا باعث ہو سکتی ہے۔

پھیپھڑوں میں نمودار ہونے والے پھوڑے اس کی ساخت' کارکردگی اور حیات آفرین فعل کو ختم کر سکتے ہیں' یہ پھیپھڑوں کو گلانے کے ساتھ سوزش دماغ اور جسم کے دوسرے حصوں میں زہرباد پیدا کر کے موت کا باعث بن سکتی ہے۔

اسباب

1- گلے اور ناک سے سوزشی مادہ کی ترسیل' مریض کسی بھی ذریعہ سے جراثیم کو چوس

کر سانس کی نالیوں تک پہنچا دیتا ہے۔

2- نمونیہ' تپ دق' پھپھوندی سے سوزش ACTINOMYCOSIS

3- سانس کی نالیوں میں رکاوٹ۔ رسولیاں۔ اور نالیوں میں آنے والی باہر کی چیزیں۔

4- جسم کے دوسرے حصوں میں سوزش جیسے کہ وریدوں کے اندر انجماد خون کے اثرات۔

5- آس پاس کے اعضاء میں سوزش کی توسیع۔ جیسے کہ جگر میں

AMOEBIC ABSCESS یا ریڑھ کی ہڈی

میں دق کی بیماری (Pott's Disease)

علامات

اگر پھوڑا چھوٹا ہو تو ابتدا میں ہلکا بخار' لیکن تھوڑی سی بلغم اور چھاتی میں معمولی درد مریض زیادہ بیمار نظر نہیں آتا۔

جن میں بیماری کا آغاز شدت سے ہوتا ہے ان میں ابتدا تیز بخار سے ہوتی ہے۔ چھاتی میں شدید درد۔ کھانسی اور اس کے ساتھ بلغم کی خاصی زیادہ مقدار۔

چند دنوں میں بیماری کی شدت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ کھانسی بڑھ جاتی ہے۔ بلغم کی مقدار میں اضافہ کے ساتھ اس میں سے بدبو آنے لگتی ہے۔ بلغم میں خون کی کچھ مقدار بھی شامل ہو سکتی ہے۔ چھاتی کے درد میں اضافہ ہوتا ہے۔ مریض دیکھنے میں خاصا بیمار' کمزور اور بے حال نظر آتا ہے۔ اکثر اوقات یہ اذیت نمونیہ کے نامکمل علاج کے بعد نظر آتی ہے۔

تشخیص

مریض کے خون کا معائنہ TLC - DLC کرایا جائے۔ ایک ایسے مریض کی یہ رپورٹ میسر آئی۔

QAZI CLINICAL LABS

HAEMATOLOGY

17-SHALIMAR LINK ROAD,LAHORE DATE 14_6_1994

NAME Ghulam Qadir Age_ 55 Sex M

T L C 24.500 /CMM

D L C

Neutrophils 81%

Lymphocytes 15%

Monocytes 4%

Eosinophils 0%

Basophils 0%

E S R **Westergreens** 95 mm/1 Hour

SD/

PATHOLOGIST

اس رپورٹ کے مطابق سفید دانوں اور ان کی قسم کی تعداد میں معتدبہ اضافہ پایا گیا۔ اس کے ساتھ ESR بھی بہت زیادہ ہے۔ یہی اس بیماری کی علامات ہیں۔

ایکسرے ایک مفید ذریعہ ہے۔ تصویر میں تپ دق میں ہونے والے گڑھوں کی مانند سیاہ داغ نظر آتے ہیں۔ اگر پیپ نکل گئی ہو تو خلاء اور اس میں معمولی نمی نظر آتی ہے۔

CULTURE AND SESITIVITY

اگرچہ یہ تشخیص میں مفید ہیں لیکن ان کا اصل فائدہ علاج کے ضمن میں آتا ہے۔ ان کے ذریعہ معالج کو مریض کے جراثیم سے آگاہی ہوتی ہے۔ اور پھر ان جراثیم کے لئے مناسب ادویہ تجویز کی جا سکتی ہیں۔

مریض کے تھوک کا خوردبینی معائنہ کیا گیا اور اس کے بعد اسے کلچر کروایا گیا۔ رپورٹیں یہ رہیں۔

SPUTUM

Purulent,yellow,bad smelling

Direct Microscopy

Gram Positive Diplococci in Pairs/

Resembling staplylococci

Dr. Abdul Rashid Qazi

PATHOLOGIST

BRONCHOSCOPE

مریض کی چھاتی کے اندر اس آلہ کی مدد سے دیکھا جا سکتا ہے۔ ایک مریض کے اندر دیکھنے کے بعد شبہ کو دور کرنے کیلئے جھلی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر نکالا گیا جس کی ٹیسٹ یا Histology رپورٹ یہ ہے۔

QAZI CLINICAL LABS.
17- SHALIMAR LINK ROAD LAHORE.
NAME Ghulam Qadir Age -55- Sex-

CULTURE

Growth Obtained Yes \ No After.24.Hours OF in cubation At 37 C.

Organism 1-Staphylococus Pyogens 2.____
Aureus 4.____

SENSITIVITY

Ampicillin	S	Pencillin	R
Amoxycillin	S	Tetracycline	S
Ampiclox	S	Urixin	S
Co-trimoxazole	S	Velosef	S
Eythromycin	S	Vibramycin	R
Furadantim	R	Amikacin	R
Fosfomycin		Dalacin C	R
Gentymcin	S	Minocin	S
Kanamycin	S		
Linconiycin	R		

PATHOLOGIST

اس نتیجہ میں لیبارٹری نے ان تمام ادویہ سے مطلع کیا ہے جن سے مریض کو فائدہ ہو سکتا ہے دلچسپ بات یہ ہے کہ پنسلین عام طور پر پسند کی جاتی ہے لیکن اس مریض کے بارے میں لیبارٹری نے مشاہدہ کیا کہ پنسلین بے سود ہوگی۔

یہ ایک ایسا دور بین کی مانند کا آلہ ہے جسے گلے کے راستے مریض کے پھیپھڑوں میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ سانس کی نالیوں کو براہ راست دیکھا جا سکتا ہے۔ تشخیص واضح کرنے کے علاوہ اس کی مدد سے پیپ کو چوس کر باہر نکالا جا سکتا ہے۔ پھوڑا صاف کرنے کے ساتھ اس پیپ کو دوبارہ ٹیسٹ کرکے جراثیم پر اثر انداز ہونے والی ادویہ کا پھر سے جائزہ لیا جاسکتا ہے۔

میو ہسپتال لاہور میں پروفیسر مرزا بڑے کمال فن کے ساتھ مریضوں کے پھیپھڑوں میں دیکھا کرتے تھے۔ ان کو یہ ٹیسٹ کرتے ہوئے دیکھا گیا ہے وہ خوب تھے۔ اب ان کے شاگرد پروفیسر مرزا انور یہ کارنامہ سرانجام دے رہے ہیں اور وہ بھی کمال کرتے ہیں۔ لیکن یہ سہولت ہر جگہ میسر نہیں۔ اس لئے مرض کی تشخیص اور علاج کے لئے چھوٹے شہروں میں دوسرے طریقے استعمال کیے جائیں۔

بیماری کا پھیلاؤ

پھیپھڑے کا پھوڑا پھٹ کر پوری چھاتی میں سوزش پھیلا سکتا ہے۔ وہاں کے زہریلے مادے دماغ میں پھوڑا پیدا کر سکتے ہیں۔ چھاتی سے یہ سوزش جگر میں بھی جاتی دیکھی گئی ہے۔

علاج

ایک عام پھوڑے کی طرح پیپ نکل جانے کے بعد وہاں پر اچھا خاصا گڑھا پیدا ہو جاتا ہے۔ گڑھے کا مطلب یہ ہے کہ سانس کی اتنی ساری نالیاں گل سڑ گئیں۔ خون صاف ہونے کے لئے دل سے وہاں آتا ہے اور صاف ہونے کے بعد جب دل کو واپس

جاتا ہے تو اس کے ساتھ پیپ' جراثیم بھی شامل ہو کر ایک خطرناک صورت حال کا باعث بنتے ہیں۔

جراثیم کش ادویہ سے سوزش کو ختم کیا جا سکتا ہے۔ برونکو سکوپ کی مدد سے پھوڑے کو صاف کیا جاسکتا ہے' لیکن وہ ٹوٹے پھوٹے کناروں والا جو گڑھا پیدا ہو گیا ہے اس کے بھرنے کا عمل بڑا سست ہوتا ہے۔ جب کبھی وہ مریض کی زندگی ہی میں بھر بھی گیا تو پھیپھڑے کی شکل مسخ ہو جائے گی۔ وہ اپنی خدمات سرانجام دینے کے قابل نہ رہے گا۔ اس گڑھے میں دوبارہ سے سوزش بار بار ہوتی رہتی ہے۔ مریض کب تک دوائیاں کھاتا رہے گا؟

پروفیسر مرزا انور ایسے متاثرہ حصے کو کاٹ کر نکال دیتے ہیں لیکن یہ صرف اسی وقت ممکن ہے جب پھوڑا کسی ایک حصے تک محدود ہو۔

علاج کے عام اصول یہ ہیں۔

1- مریض بالکل لیٹا رہے۔ غذا میں لحمیات اور وٹامن دے کر اس کی قوت مدافعت میں اضافہ کیا جائے۔

2- لمبے لمبے سانس لئے جائیں تاکہ نالیوں میں جمع ہوئی غلاظت باہر نکلے۔

3- کمزوری کی مناسبت سے بار بار خون دیا جائے۔

4- مریض کروٹ کے بل لیٹ جائے اور پھوڑے والے مقام پر بار بار تھپکیاں دے کر اس کے اندر کی آلائشوں کو باہر نکالا جائے۔

5- برونکو سکوپ کی مدد سے پھوڑے کی غلاظت نکال لی جائے۔

6- جراثیم کی کچھ قسمیں تازہ ہوا کو پسند نہیں کرتیں۔ مریض کو بار بار آکسیجن دی جائے۔ اس سے سانس کی تکلیف میں کمی کے ساتھ جراثیم کو ہلاک کرنے کی افادیت بھی حاصل کی جاسکتی ہے۔

علاج بالادویہ

اصل مسئلہ نمونیہ کے بروقت، درست اور مکمل علاج کا تھا۔ جب اس پر توجہ نہ دی گئی تو پھوڑا بن گیا۔ اس مرحلہ پر ان میں سے کوئی دوائی استعمال نہ کی جائے۔

BENZYL PENICILLIN کے 1.2 MEGA UNITS گوشت میں ٹیکہ کی صورت میں دن میں تین مرتبہ دیئے جاتے ہیں۔ اس میں روزانہ ایک گرام سٹرپٹومائی سین بھی شامل کر لی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ CLOXACILLIN 250mg کا ٹیکہ ہر چھ گھنٹہ بعد بھی دیا جاتا ہے۔

اسی مضمون میں ایک مریض کی پیپ کے معائنہ کے بعد کلچر رپورٹ میں دکھایا گیا ہے کہ اسے

ERYTHROCIN - KANAMYCIN - VELOSEF - MINOCIN سے بھی فائدہ ہو سکتا تھا۔ بدقسمتی سے اس مریض کی سوزش ختم ہو گئی۔ صحت بہتر ہو رہی تھی لیکن سینہ کا گڑھا مستقل اذیت کا باعث تھا۔ جس کے لئے اپریشن کا مشورہ دیا گیا۔

اپریشن میں پھیپھڑے کا کافی حصہ نکل گیا۔ جان بچ گئی لیکن توانائی واپس نہ آسکی۔

طب یونانی

اطباء قدیم کو نمونیہ کے علاج میں بارہ سنگھا کے سینگوں کے کشتہ پر بڑا اعتقاد تھا۔ اور اب تک یہ مقبول چلا آیا ہے۔

گوند ببول (ایک ماشہ)

گوند کتیرا (ایک ماشہ)

رب السوس (ایک ماشہ)

کو پیس کر مقدار صبح شام اس نسخہ کے ہمراہ کھلائیں۔

بہی دانہ (تین ماشہ)

عناب (پانچ دانہ)

سپستان (نو دانہ)

کو پانی میں جوش دے کر شربت بنفشہ ملا کر اس کے ہمراہ بالائی نسخہ دیا جائے۔

گل بنفشہ (چھ ماشہ)

منقہ (نو ماشہ)

اصل السوس مقشر (چھ ماشہ)

تخم خطمی (چھ ماشہ)

تخم خبازی (چھ ماشہ)

کو رات پانی میں بھگو کر صبح اسے اچھی طرح مل کر چھان کر پلایا جائے۔

سینہ میں درد اور سانس کی تکلیف کو رفع کرنے کیلئے

موم (پانچ ماشہ)

روغن گل (ایک تولہ)

کو ملا کر گرم کرلیں ان کی چھاتی پر ہلکے ہاتھ سے مالش کی جائے۔

بلغم نکالنے کیلئے۔

نیلو فر (چھ ماشہ)

پرسیاوشاں (چار ماشہ)

عناب (سات دانے)

سپستان (سات دانے)

گل گاؤزبان (چار ماشہ)

خطمی (بابونہ ماشہ)

کو رات پانی میں بھگو کر اس کا زلال چھان کر پلانا مفید رہتا ہے۔

اس مقصد کے لئے جوشاندے کے ایکسٹریکٹ' شربت صدر' شربت صدوری بازار میں ملتے ہیں اور مفید ہیں۔

طب نبویؐ

نمونیہ کے علاج میں چار اہم ضروریات ہیں۔

1- جراثیم کو ہلاک کر کے تخریبی عمل کو روکنا۔

2- مریض کی توانائی کو قائم رکھنا اور قوت مدافعت میں اضافہ۔

3- پھیپھڑوں سے جمی ہوئی بلغم کو نکالنا۔

4- سوزش ختم ہونے کے بعد متاثرہ مقام کی بحالی۔

جراثیم کو ہلاک کرنا

اس میں کوئی شک نہیں کہ جراثیم کو ہلاک کرنے میں جدید ادویہ لاجواب ہیں۔ دنیا بھر میں کئے گئے مشاہدات سے یہ بات یقینی طور پر واضح ہے کہ ان کی مدد سے پھیپھڑوں میں تخریب کاری کے عمل پر فوری قابو پایا جا سکتا ہے۔ اگر یہ علاج ابتدا میں ہی اپنا لیا جائے تو کسی مستقل نقصان کا اندیشہ نہیں رہتا۔ جدید علاج جراثیم کو ضرور تلف کر دیتا ہے' لیکن وہ مریض کی صحت کو بحال کرنے میں کوئی مدد نہیں کرتا جراثیم کی بعض قسموں پر اکثر ادویہ کا اثر نہیں ہوتا۔ اس قسم کی مشکل لندن کے ایک ہسپتال میں پیش آئی۔

لندن پولیس کے ایک سپاہی کو شدید نمونیہ ہوگیا۔ رائج ادویہ سے جب کوئی فائدہ نظر نہ آیا تو ایک ڈاکٹر نے اسے شہد کی زیادہ مقدار پلانی شروع کی۔

ایک ہفتہ میں اسے ساڑھے تین پونڈ شہد پلایا گیا۔ مریض ایک ہفتہ میں اس حد تک تندرست ہوا کہ ہسپتال سے سیدھا ڈیوٹی پر چلا گیا۔

امریکہ میں اے۔ بی اسٹورٹ نے لیبارٹری میں تجربات کے بعد معلوم کیا ہے کہ پیپ پیدا کرنے والے جراثیم کی کوئی بھی قسم شہد میں زندہ نہیں رہ سکتی۔

نمونیہ۔ پھیپھڑوں کے پھوڑوں اور اس قسم کے مریضوں کو شہد پلانے سے ان کی کمزوری بھی دور ہو جاتی ہے۔

شہد نمونیہ کے علاج میں چاروں مقاصد پورے کر سکتا ہے۔ اس لئے نمونیہ' پھیپھڑوں کے پھوڑے اور دوسری بیماریوں میں اس کا مسلسل استعمال بیماری کو قابو سے نکلنے نہیں دیتا۔ شہد بجائے رائل جیلی اور پروپولس بھی دیئے جاسکتے ہیں

انجیر اور منقہ بلغم نکالنے میں لاجواب ہیں۔

انجیر	(پانچ دانہ)
منقہ	(پانچ دانہ)
بہی دانہ	(دو ماشہ)
کاسنی کے پتے	(پانچ ماشہ)
بنفشہ	(پانچ ماشہ)

کو ڈیڑھ کلو پانی میں 15 - 10 منٹ ابال کر چھان لیں۔ اس جوشاندہ کے دو دو گھونٹ شہد ملا کر گرم گرم دن میں 5 - 4 مرتبہ پیئے جائیں۔

ان ادویہ کے ہمراہ جدید جراثیم کش ادویہ بھی شامل کی جا سکتی ہیں۔

پھیپھڑوں کا سرطان

LUNG CANCER

سرطان جسم کے کسی بھی حصے کو زد میں لے سکتا ہے جب یہ پھیپھڑوں میں ہوتا ہے تو اس کی وحشت زیادہ محسوس کی جاتی ہے دیکھا گیا ہے کہ تشخیص کے تھوڑے ہی عرصہ بعد مریض وفات پا جاتا ہے۔

عام طور پر 55-40 سال کی عمر کے درمیان مردوں کو ہوتا ہے۔ اعداد و شمار کے لحاظ سے عورتوں کی تعداد مردوں سے ایک چوتھائی ہوتی ہے۔

پاکستانی فلموں کی ایک مشہور اداکارہ کو 30 سال کی عمر کے لگ بھگ کینسر ہوا۔ یہ سگریٹ نہیں پیتی تھیں۔ ان کا کسی دھوئیں یا کیمیکلز سے کوئی تعلق نہ تھا۔ لیکن پورا پھیپھڑا گل گیا۔ وہ نکالا گیا۔ اس کے بعد 12-10 سال خوش و خرم رہیں۔ اور ایک بھرپور زندگی گزاری۔

دیکھا گیا ہے کہ سگریٹ پینے والے اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ 52ء میں پہلی بار یہ مشاہدہ کیا گیا کہ سگریٹ پینے سے کینسر ہوتا ہے۔ یہ اس زمانے کی بات ہے جب لندن کے سرجن پرائس تامس نے انگلستان کے بادشاہ جارج ششم کا کینسر زدہ

پھیپھڑا نکلا اور اسے سر کا خطاب ملا۔ پہلے یہ مشہور ہوا کہ سگریٹ اگر منہ سے دور ہو تو نقصان نہیں کرتا۔ چنانچہ لوگوں نے لمبے لمبے سگریٹ ہولڈر استعمال شروع کر دیئے۔ پھر معلوم ہوا کہ مضر مادے سگریٹ کے آخری حصہ میں جمع ہو جاتے ہیں۔ جو لوگ اسے آخر تک پیتے ہیں وہ خطرناک کیمیکلز کی زیادہ مقدار لے لیتے ہیں۔ پھر پتہ چلا کر سگریٹ کو بجھا کر دوبارہ سلگانے سے خطرات میں اضافہ ہوتا ہے۔ پائپ اور سگار پینے والے ہمیشہ اسے بار بار بجھا کر پیتے ہیں۔ اس طرح ان کو خطرات دوسروں سے زیادہ ہونے چاہئیں۔ لیکن دیکھنے میں ایسا نہیں ہوتا۔

اگر ہم یہ مان لیں کہ سگریٹ پینے سے چھاتی میں کینسر ہوتا ہے تو ہاتھوں پیروں۔ ہڈیوں۔ آنتوں اور بچے دانی میں کینسر کس سے پیدا ہوتا ہے؟

ہمارے ایک بزرگ سیاستدان اور ایک مشہور مذہبی راہنما ساٹھ سال سے حقہ اور سگریٹ پیتے آئے ہیں۔ وہ اپنی عمر سے زیادہ صحت مند نظر آتے ہیں۔

شہروں میں جب ٹریفک کے اشارہ کے بند ہونے پر ٹریفک رکتی ہے تو رکشوں اور گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں کی جو مقدار سڑک پر کھڑے منتظرین کی سانسوں میں جاتی ہے وہ ہر چوک میں سگرٹوں کی پوری ڈبی سے زیادہ ہوتی ہے جو سگریٹ نہیں پیتے ان کے لئے دھوئیں کی یہ مقدار بھی ضرورت سے زیادہ ہے۔

خیال کیا جاتا ہے کہ تابکاری شعاعیں۔ سنکھیا۔ نکل۔ کرومیٹ۔ فولاد آمیز دھوئیں بھی کینسر پیدا کر سکتے ہیں۔ پتھر کے کوئلہ کے جلنے سے نکلنے والے دھوئیں ماحول کی کثافتیں شہریوں کو دیہی باشندوں کی نسبت زیادہ خطروں میں ڈال دیتے ہیں۔

سگریٹ پینا اچھا کام نہیں۔ اس بری عادت سے مسوڑھے۔ دانت۔ گلا۔ پھیپھڑوں میں پرانے زخموں۔ جو کہ نمونیہ یا دق سے ہوئے ہوں۔ میں سے کبھی

کبھار کینسر پھوٹ پڑتا ہے۔ کچھ خاندان ایسے ہیں جن میں کینسر قبول کرنے یا پیدا کرنے کا رجحان دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ ذیابطیس میں یہ ضروری نہیں کہ ان کے تمام مریض کینسر کا شکار ہوں لیکن ان کو کینسر کا خطرہ زیادہ رہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ یہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اور اس کو روکنے کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟

علامات

عام طور پر کینسر کی کوئی واضح علامت نہیں ہوتی۔ ہم نے اس قسم کے سرطان کے جتنے بھی مریض دیکھے ہیں وہ ظاہری طور پر اچھے بھلے ہوتے ہیں۔ کتابی علامات کے مطابق وہ بڑھتی ہوئی کمزوری بھوک کی کمی وغیرہ کا شکار نہیں تھے۔

ایک صاحب کھانسی کے پرانے مریض تھے۔ راتوں کو اٹھ اٹھ کر سگریٹ پیتے تھے۔ تھوڑا سا پی کر سگریٹ بجھا کر آئندہ کیلئے رکھ لیتے تھے۔ کھانسی کے شربت پی کر ان کو آرام آ جاتا تھا۔ ایک مرتبہ جو شروع ہوئی تو پھر ٹھیک ہونے میں نہ آئی۔

ایکسرے کروایا گیا تو کینسر کافی پھیل چکا تھا۔

ان کی عام صحت بالکل درست۔ بھوک ٹھیک اور تھوک میں کوئی چیز مشاہدہ کے قابل نہ تھی۔

ہسپتال میں داخل ہوئے اور ہفتہ بھر میں چل بسے۔

ایک اور صاحب عام طور پر اچھے بھلے تھے۔ سینہ میں درد کی شکایت کرتے تھے۔ خود دوا فروش تھے۔ کسی نے اتفاقاً مفت ایکسرے کر دیا۔ اس میں پھیلا ہوا کینسر واضح نظر آ رہا تھا۔ ہسپتال گئے اور آٹھ دس دن میں راہیٔ ملک عدم ہو گئے۔

کبھار کینسر پھوٹ پڑتا ہے۔ کچھ خاندان ایسے ہیں جن میں کینسر قبول کرنے یا پیدا کرنے کا رجحان دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔ جیسے کہ ذیابطیس میں یہ ضروری نہیں کہ ان کے تمام مریض کینسر کا شکار ہوں لیکن ان کو کینسر کا خطرہ زیادہ رہتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ کسی کو ابھی تک یہ معلوم نہیں کہ یہ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اور اس کو روکنے کی صورت کیا ہو سکتی ہے؟

تھکن زیادہ ہوتی ہے تھوک میں پیپ اور لیس دار عناصر محسوس ہوتے ہیں۔ سانس کی بڑی نالیاں متاثر ہوں تو سانس لینے میں سیٹی کی آواز آتی ہے۔ چھاتی میں درد ہوتا ہے۔ یہ درد رات کو زیادہ محسوس ہوتا ہے۔

اکثر مریضوں میں کینسر کی پہلی علامت تھوک میں خون کی ملاوٹ ہوتی ہے۔ چھاتی میں درد۔ شدید جسمانی کمزوری اور بھوک میں کمی ابتدا سے ہی شروع ہوتے ہیں۔ بیماری بڑھنے یا آس پاس میں پھیل جانے کے بعد سر میں درد۔ دل اور پھیپھڑوں میں پانی پڑ جاتا ہے۔ جگر متاثر ہو جائے تو یرقان اور جسم کا ڈھلک جانا شروع ہو جاتا ہے۔

تشخیص

ایکسرے لینے سے سینہ میں کینسر کا سراغ مل جاتا ہے۔ کبھی کبھی اس سے فائدہ اٹھانا اس لئے ممکن نہیں ہوتا کہ جب کینسر کی وجہ سے پھیپھڑوں کی جھلیاں متورم ہو جائیں اور چھاتی میں پانی بھر جائے تو پانی کی وجہ سے پھیپھڑے نظر نہیں آتے اور اس طرح کینسر کو دیکھنا ممکن نہیں رہتا۔

بعض اوقات ایک ہی وقت میں کئی اطراف سے ایکسرے کرنا مفید رہتا ہے

BRONCHOSCOPY

گلے کے راستے سانس کی نالیوں میں ڈال کر اس آلہ کی مدد سے چھاتی کے اندر دیکھا جا سکتا ہے۔ دیکھنے والا اگر تجربہ کار ہو تو وہ کینسر کو دیکھ کر پہچان سکتا ہے۔ تشخیص کو یقینی بنانے کے لئے مشتبہ مقام سے گوشت یا جھلی کا ٹکڑا کاٹ کر باہر نکالا جا سکتا ہے جس کو لیبارٹری میں دیکھ کر کینسر کی موجودگی یا اس کی قسم معلوم ہو سکتی ہے۔

تھوک کا معائنہ

مریض کے تھوک کے ذریعہ کینسر کے خلئے خارج ہوتے ہیں۔ خوردبین کی مدد سے معائنہ کرکے یہ خلیے پہچانے جا سکتے ہیں۔ یہ سب سے آسان طریقہ ہے۔

ایٹم کی مدد سے پھیپھڑوں کی SCANNING کی جا سکتی ہے۔ اور اکثر اوقات کینسر کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

علاج

اپریشن

بیماری کی تشخیص اگر ابتدا میں ہو جائے اور کینسر کسی ایک حصہ تک محدود ہو تو اسے اپریشن کرکے نکالا جا سکتا ہے۔

لیکن یہ اپریشن زیادہ کمزور اور بوڑھے مریضوں پر نہیں کیا جا سکتا۔ عام طور پر 65 سال کے مریضوں کے لئے دوسرے طریقے اختیار کئے جاتے ہیں۔

اپریشن اس بیماری کا مکمل علاج نہیں۔ یہ ایک طرح سے عمر میں معمولی توسیع کی ایک صورت ہے۔ اکثر مریض اپریشن کے بعد پانچ سالوں سے زیادہ زندہ نہیں رہتے۔

بجلی سے علاج

ایکسرے کی شعاعوں یا ریڈیم سے علاج کے مراکز بڑے ہسپتالوں میں ہوتے ہیں۔ یہ علاج ان مریضوں کیلئے مخصوص ہے جس کا اپریشن ممکن نہیں ہوتا۔ بجلی لگانے سے مرض کی بعض علامات اور تکلیف میں وقتی طور پر کمی آ جاتی ہے۔

ایک ڈسپنسری کے معائنہ کے دوران عملہ اکٹھے چائے پی رہا تھا۔ ایک لیڈی ڈاکٹر چائے پینے پر آمادہ نہ تھی۔ اس نے بتایا کہ وہ چھاتی کے کینسر کیلئے بجلی لگوا رہی ہے اور اسے محسوس ہوتا ہے کہ اس کے جسم کے اندر آگ لگی ہوئی ہے۔

جب جسم کے اندر اتنی شدت سے حدت محسوس ہو رہی ہو تو کسی گرم چیز کو برداشت کرنا ممکن نہیں رہتا

بجلی لگنے سے اور بھی تکلیف ہوتی ہیں۔ لیکن کسی اور علاج کے نہ ہونے کی بنا پر اس موہوم سی امید کو ترک کرنا بھی ممکن نہیں۔

دوائیں

آج کل کچھ دوائیں ایسی بازار میں آ گئی ہیں جن کے بارے میں کینسر سے نجات کی شہرت ہے۔ ان میں سے کوئی بھی دوائی کینسر کو ختم کرنے کے قابل نہیں۔ البتہ

پھیلاؤ میں کمی اور تکلیف میں کچھ کمی لائی جا سکتی ہے۔ کچھ لوگ ایک وقت میں 3-4 قسم کی دوائیں دیتے ہیں۔ اور کئی ڈاکٹر دواؤں کے ساتھ بجلی لگانا بھی پسند کرتے ہیں۔ بھارتی ماہرین کا خیال ہے کہ دونوں طریقے بیک وقت دینے زیادہ مفید رہتے ہیں۔

طب نبویؐ

بیماریوں کا علاج دواؤں کی افادیت سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے ہوتا ہے۔ شفا دینا اس ذات کی صفت ہے۔ بیماری کھانسی جیسی معمولی چیز ہے یا کینسر جیسی مہلک مایوسی کسی معالج کیلئے شفا دینے کا دعویٰ کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

حضرت ابی رمثہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ الطبیب بل رجل رفیق' طبیبہا الذی خلقہا

(ابوداؤد)

(معالج اللہ تعالیٰ خود ہے تمہارا کام مریض کو اطمینان اور تسلی دینا ہے۔ اس کا علاج وہ کرے گا جس نے اسے پیدا کیا تھا)

انسان کو پیدا کرنا۔ مارنا اور بیماریوں سے شفا دینا۔ اللہ تعالیٰ کی صفات ہیں وہ شافی مطلق ہے۔ اس لئے کسی انسان کے بس کی بات نہیں کہ وہ کسی مریض کی بیماری سے مایوس ہو جائے۔ معالج کا فرض ہے کہ وہ آخر تک علاج کی کوشش کرتا رہے۔ ان کوششوں میں برکت ڈالنا اللہ تعالیٰ پر منحصر ہے۔

طب جدید میں اب تک کینسر کا کوئی یقینی علاج نہیں اور نہ ہی عملی طور پر کسی مریض کی پھیلتی ہوئی بیماری کو روکنے کی کوئی صورت موجود ہے۔

کینسر کے مریض کو بیماری کے سلسلے میں جن لذتوں کو جھیلنا پڑتا ہے ان میں اہم ترین کمزوری ہے قرآن مجید نے شہد کو شفا کا مظہر قرار دیا ہے مریض کو دن میں کئی بار شہد دینے اور غذا میں جو کا دلیا۔ شہد ملا کر دینا اس کی کمزوری اور بھوک کی کمی کا بہترین علاج ہے۔ نقاہت اگر زیادہ ہو تو شہد کے جوہر کے ٹیکے ROYAL JELLY اور کھجوروں کا اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ زیتون کا تیل بہرحال مفید ہے۔

ہم نے کینسر کے اکثر مریضوں کو شہد۔ جو کا دلیا۔ کھجوروں اور زیتون کے تیل کے ساتھ یہ نسخہ بھی دیا۔

قسط شیریں	48 گرام
کلونجی	49 گرام
کاسنی کے پتے	3 گرام

ان کو ملا کر پیس کر صبح۔ شام ایک چھوٹا چمچہ کھانے کے بعد۔

پلورسی

PLEURISY ذات الجنب

پھیپھڑے ایک لعاب دار جھلی میں ملفوف ہوتے ہیں۔ جھلی بالکل جڑ کر ساتھ نہیں لگی ہوتی۔ یہ ڈھیلی ڈھیلی جگہ چھوڑ کر ان کو ڈھانپے رکھتی ہے۔ اس جھلی کو PLEURA کہتے ہیں۔ اور جب کبھی اس میں سوزش ہو جائے اسے پلورسی کہتے ہیں۔

جھلی میں سوزش کے بعد اس میں پانی بھی پڑ سکتا ہے۔ جسے WET PLEURISY یا PLEURISY WITH EFFUSION کہتے ہیں۔

قدرت نے اس جھلی کو بڑا مضبوط اور سخت جان بنایا ہے۔ یہ اکثر بیمار نہیں ہوتی' لیکن پھیپھڑوں میں بیماریاں جب زیادہ شدید ہو جائیں اور وہ آس پاس بھی پھیل جائیں تو اس وقت یہ جھلیاں متورم ہو جاتی ہیں۔

اسباب

1- تپ دق کو اس بیماری کا سب سے بڑا سبب قرار دیا جاتا ہے۔ پھیپھڑوں میں ہونے والی سوزش ڈھانپنے والی جھلیوں تک پھیل جاتی ہے۔ پلورسی کے جھلاؤں میں

کبھی ایسے بھی نظر آ جاتے ہیں جن کو ظاہری طور پر دق سل نہیں ہوتی۔ لیکن علاج کرنے والے بیماری کو ہمیشہ دق کا نتیجہ جان کر تپ دق ہی کا علاج کرتے ہیں۔

حدیث شریف کے ایک مستند مجموعہ "جامع ترمذی" کے مؤلف امام محمد بن عیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب الطب میں جہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پلورسی کا علاج روایت کیا ہے وہاں پر وہ اس بیماری کی وضاحت میں فرماتے ہیں۔

قال اصحاب العلم ان الذات الجنب سل

(علماء کی رائے میں ذات الجنب حقیقت میں سل ہے)

جب دق کا اثر پھیپھڑوں پر ہو تو پرانے طبیب اسے سل کہا کرتے تھے۔ اسلامی تعلیمات میں 1200 سال پہلے ہی پلورسی کو تپ دق کا نتیجہ قرار دے دیا گیا تھا۔

2- پھیپھڑوں کی اکثر سوزشیں جھلیوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہیں۔ جیسے کہ نمونیہ۔ سانس کی نالیوں کے پھیلاؤ والی سوزش (BRONCHIECTASIS) وائرس سے ہونے والی بیماریاں۔

3- پھیپھڑے کا کینسر (LUNG CANCER)

4- گنٹھیا (RHEUMATOID ARTHRITIS)

5- پھیپھڑوں میں دوران خون کا منقطع ہو جانا (INFARCTION)

6- چھاتی کے زخم، چوٹیں اور جارحانہ صدمات۔

زخم اگر دیوار سے پار ہو جائے تو جھلیاں براہ راست زد میں آ جاتی ہیں۔ اور ان میں سوزش ہو جاتی ہے۔

اگر پسلی ٹوٹ جائے یا پسلیوں کی ہڈیوں میں سوزش ہو جائے تو چوٹ یا سوزش اندرونی جھلیوں پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔

علامات

بیماری کی نوعیت بڑی واضح ہے۔ یہ پھیپھڑوں کو ملفوف کرنے والی جھلیوں کی سوزش ہے۔ جراثیم ان جھلیوں کو متورم کرتے۔ ان میں پیپ پیدا کرتے یا تپ دق اور کینسر میں ان میں سے سیال مادہ بہتا ہے۔ یہ مادہ مقدار میں اتنا بڑھ جاتا ہے کہ چھاتی کا اندرون اس سے بھر جاتا ہے۔ پھیپھڑوں پر بوجھ کی وجہ سے ان کے لئے سانس لینے یا نکالنے کے سلسلے میں ہلنا جلنا ممکن نہیں رہتا۔ ان کیفیات کو سامنے رکھیں تو علامات سمجھ میں آ سکتی ہیں۔

اگر پلورسی ایک طرف ہو تو متاثرہ سمت میں شدید درد ہوتا ہے۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے اندر سے کوئی کند چھری سے کاٹ رہا ہے۔ چھاتی کے اندر کی چیزوں کے پھٹ جانے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ درد زور سے سانس لینے۔ کھانسنے۔ چھینکنے اور کروٹ لینے پر بھی شدت سے محسوس ہوتا ہے۔

ابتدا میں سردی لگتی ہے۔ پھر بخار ہو جاتا ہے۔ یہ بخار مسلسل نہیں رہتا۔ صبح کو کم ہوتا ہے۔ شام کو بڑھ جاتا ہے۔ کبھی ایک آدھ دن کا ناغہ بھی کر لیتا ہے۔

سانس کی رفتار تیز ہوتی ہے۔ لیکن گہرا یا اطمینان دینے والا سانس نہیں لیا جا سکتا۔ کھانسی ہوتی ہے' لیکن اس کے ساتھ بلغم نہیں ہوتی۔ اور اگر ہو تو اس کی مقدار کم ہوجاتی ہے۔

چھاتی میں کسی قسم کی حرکت کے پیدا ہونے یا ملنے جلنے یا اس کو دبانے سے درد بڑھتا ہے۔

پلورسی کے ساتھ تپ دق کا تعلق اور تشخیص

اب یہ بات یقین کی حد تک چلی گئی ہے کہ پانی والی پلورسی تپ دق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جن مریضوں میں ابتدائی دق نہ ہو 10 - 5 سال کے عرصہ میں تپ دق میں

مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اس کے مشاہدے اور تشخیص یوں بھی ممکن ہے۔

1- پھیپھڑے ابتداء ہی میں دق کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ اس بیماری کا پتہ چھاتی سے پانی نکالنے کے بعد چلے۔

2- مریض کے تھوک میں دق کے جراثیم موجود ہوں۔ یہ ایک آسان سا ٹیسٹ ہے جو دق کے تمام ہسپتالوں میں کیا جاتا ہے اور معمولی اخراجات پر اس کا جواب ایک گھنٹے میں مل سکتا ہے۔

3- چھاتی سے نکلا ہوا پانی اپنی مشکل صورت اور خوردبینی معائنہ پر دق کی علامات پر پورا اترتا ہے۔

4- چھاتی سے نکالے گئے پانی کو لیبارٹری میں کلچر کیا جائے تو اس میں دق کے جراثیم ملتے ہیں۔ بدقسمتی سے یہ ٹیسٹ کم از کم تین ہفتوں میں انجام پاتا ہے۔

5- اس پانی کا ٹیکہ اگر سفید چوہوں (GUINEA PIGS) کو لگایا جائے تو ان کو تپ دق ہو جاتی ہے۔ یہ طریقہ ہفتوں پر منحصر ہے۔

6- جسم کے دوسرے مقامات سے بھی دق کی موجودگی کے آثار اور علامات ملتے ہیں۔

7- مریض کے بازو پر دق کا ٹیکہ اگر جلد میں لگایا جائے تو بیمار ہونے کے 8 ہفتوں بعد وہ مثبت نکلتا ہے۔ اسے MONTOUX'S TEST کہتے ہیں۔ آجکل یہ ٹیسٹ اپنی اہمیت کھو گیا ہے۔ اس ٹیسٹ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ جسم میں دق کا مادہ موجود ہے یا نہیں۔

آج کل بچوں کو دق سے بچاؤ کے (B C G) ٹیکے ابتدائی عمر ہی میں لگا دیے جاتے ہیں۔ اس ٹیکہ میں تپ دق کے کمزور جراثیم جسم کے اندر داخل کیے جاتے ہیں۔ اندر جا کر یہ بچے کو معمولی قسم کی دق پیدا کرتے ہیں۔ بچے بغیر کسی خاص علاج کے اس

کیفیت سے نکل جاتا ہے۔ لیکن اس سے جسم میں دق کی موجودگی کے نشانات رہ جاتے ہیں۔ جس سے اچھے اچھے ماہر بھی دھوکہ کھا جاتے ہیں۔

چھاتی میں درد۔ بخار۔ سانس لینے میں دشواری خشک اور پانی والی پلوری میں یکساں ہوتے ہیں۔ مریض ابتدا ہی سے کمزور۔ تھکاماندہ ہوتا ہے۔ بھوک اڑ جاتی ہے۔ اکثر جی متلاتا ہے مگر قے نہیں ہوتی۔

چھاتی میں پانی کی مقدار جب 500 CC سے بڑھ جاتی ہے تو تکلیف کی شدت میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ اور سانس لینا دوبھر ہو جاتا ہے۔

تشخیص

ایکسرے بیماری کی واضح تشخیص کر سکتا ہے۔ پانی کی موجودگی آسانی سے نظر آ جاتی ہے۔ جھلیوں کی سوزش بھی پہچانی جا سکتی ہے۔

BRONCHOSCOPY آلہ کی مدد سے چھاتی میں سانس کی نالیوں کے اندر دیکھا جا سکتا ہے۔ اس طرح کینسر کی ابتدا میں تشخیص ہو سکتی ہے۔ اگر کوئی چیز باہر سے اندر چلی گئی ہو تو اس کو بھی نکالا جا سکتا ہے۔ نالیوں کے اندر سے بلغم۔ جھلیوں کے ٹکڑے معائنہ کے لئے نکالے جا سکتے ہیں۔

ہم نے پروفیسر ایچ۔ ایچ مرزا صاحب کو ایک مریض کا یہ ٹیسٹ کرتے دیکھا۔ انہوں نے اسے بے ہوش کئے بغیر ساری کارروائی کی مریض تکلیف میں نہ تھا۔ نالیوں میں بلغم اور پیپ کی کافی مقدار جمع ہو چکی تھی۔ انہوں نے یہ دونوں چیزیں بڑے اطمینان کے ساتھ نکال دیں اور اسے بہت سی تکلیف سے فوراً آرام آ گیا۔

تھوک کا معائنہ

مریض کے تھوک کا ZIEHL NELSON TEST ایک آسان اور ارزاں طریقہ

ہے۔ جس سے دق کے جراثیم براہ راست دیکھے جا سکتے ہیں۔

خون کا E S R ٹیسٹ ایک آسان ترکیب ہے۔ اگر اس کا جواب 10 MM سے زیادہ آئے تو جسم میں دق کی موجودگی کا پتہ چلتا ہے خواتین میں یہ 20 MM تک نارمل کہا جاتا ہے۔

بدقسمتی سے یہ ٹیسٹ ہر بخار میں بڑھ جاتا ہے۔

پیچیدگیاں

چھاتی کے اندر سوزش یا وہاں پانی پڑ جانا کوئی آسان سا مسئلہ نہیں۔ اس پانی میں خون اور پیپ بھی شامل ہو کر خطرات میں اضافہ کا باعث بن سکتے ہیں۔

تپ دق جسم میں پھیل سکتی ہے۔ یہ اس کا زہریلا مادہ کمزور کرتے کرتے ہلاکت کا باعث بنتا ہے۔ پھیپھڑوں میں ورم آ جائے تو ان کا مکمل طور پر تندرست ہونا یا سانس لیتے رہنا ممکن نہیں رہتا۔ پھیپھڑے سکڑ کر بے کار ہو سکتے ہیں۔ یہ سوزش پاس آتے ہوئے دل اور اس کی جھلیوں کو آلودہ کر کے جان کا خطرہ پیدا کر سکتی ہے۔ جھلیوں میں پیپ پڑ کر یا ان کی زد میں خون کی نالیاں آ جائیں تو ان میں سوراخ کر کے شدید کمزوری اور خون کی کمی کا باعث ہو سکتی ہے۔

چھاتی میں سے پانی اگر جلد نہ نکالا جائے تو وہ بھی متعدد مسائل پیدا کر سکتا ہے۔ مگر آج کل بعض ماہرین کا خیال ہے کہ مریض کا علاج شروع کر دیا جائے اور پانی کی مقدار پر نظر رکھی جائے۔ اگر وہ روز بروز کم ہو رہا ہے اور سانس کی تکلیف میں کمی آ رہی ہو تو پھر پانی نکالنے والا طریقہ کچھ عرصہ کیلئے موخر کیا جا سکتا ہے۔

علاج

مریض عملی طور پر بستر پر لیٹا رہے۔ اگر کمزوری۔ بخار۔ اور درد زیادہ نہ ہو تو وہ

بیت الخلاء تک جا سکتا ہے۔

چھاتی کے درد کیلئے دافع درد گولیاں۔ مسکن ادویات استعمال کی جائیں۔ درد والے مقام پر KAOLIN POULTICE گرم کرکے لگائی جائے یا کپڑے پر Antiphlogistine کو گرم کرکے لگایا جائے۔

گرم پانی کی بوتل سے سینک کیا جائے اور چپکنے والے پلستر کو پسلیوں اور ان کے آس پاس لگایا جائے۔

کھانسی کی شدت کیلئے ایسے شربت استعمال کیے جائیں جن میں الرجی کی دواؤں کے ساتھ کچھ مقدار DEXAMETHORPHON HYDROBROMIDE ضرور شامل ہو۔

پلورسی کے چھ اسباب کا تذکرہ ابتدا میں کیا گیا ہے۔ علاج ان کے مطابق کیا جائے۔

پلورسی عام طور پر دق کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی اور سبب واضح طور پر معلوم نہ ہو تو یہ باور کر لیا جاتا ہے کہ یہ بیماری دق کی وجہ سے ہے۔ دق کا یہ علاج عام طور پر کیا جاتا ہے۔

1- RIFAMPICIN Tablets
روزانہ 450 ملی گرام

2- INH 100 mg. Tablets
تین گولیاں روزانہ

-3 MYAMBUTOL 400 mg. Tablets
ایک گولی صبح۔ دوپہر۔ شام۔

اگر تکلیف اور بخار زیادہ ہوں تو ابتدا میں نمبر 3 کی جگہ پر STREPTOMYCIN I GM کا ٹیکہ روزانہ 3 ماہ تک۔ اس کے بعد MYAMBUTOL کی گولیاں شروع کی جا سکتی ہیں۔ یہ علاج کم از کم سال بھر تک

لگاتار کیا جائے۔

ان ادویہ کے ذیلی اثرات کلی ہیں۔ اس لئے کسی اچھی کمپنی کی VIT. B- COMPLEX کی کم از کم 3 گولیاں روزانہ بھی کھائی جائیں۔

سانس کی نالیوں کی تندرستی کے لئے VIT. A ضروری جزو ہے۔ پرانے استاد ہر مریض کو مچھلی کا تیل ضرور پلاتے تھے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ دوائیں درآمد کرنے والے احساس سے محروم ہوتے ہیں۔ کاڈلیور آئل کی وہ شیشی جو دو سال پہلے 12 روپے میں آتی تھی۔ آجکل 125 روپیہ میں ملتی ہے۔ اس تیل کا ایک چھوٹا چمچہ روزانہ ایک مفید دوائی ہے۔ اس کے استعمال سے مریض کو توانائی میسر آتی ہے اور بیماری پر قابو پانے میں مدد ملتی ہے۔

طب نبویؐ

طب جدید میں مچھلی کے تیل کو بڑی اہمیت حاصل رہی ہے۔ اس سے بہت پہلے اسلام نے زیتون کے تیل کو بیماریوں میں شفا کے لئے تجویز کیا۔ سورۃ الانعام میں اسے مفید قرار دے کر اس سے فائدہ اٹھانے کی ہدایت فرمائی گئی۔

کلوا من ثمرہ اذا اثمر

(جب اس کے پھل پک جائیں تو ان کو خوب کھاؤ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زیتون سے علاج کرنے کے بارے میں بار بار تاکید فرمائی۔ انہوں نے اسے شفاء بخش قرار دیا کہ وہ ایک مبارک درخت سے حاصل ہوتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزیت و ادھنوا بہ فان فیہ شفاء من سبعین داء منہا الجذام

(ابو نعیم)

(زیتون کو کھایا کرو اور لگایا کرو۔ کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے۔
جن میں سے ایک کوڑھ بھی ہے)

تپ دق اور کوڑھ کے جراثیم ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ دوائی جو کوڑھ میں شفا دے سکتی ہے وہ دق میں بھی مفید ہوگی۔ اب لوگوں کو کوڑھ کے خلاف اتنی دہشت نہیں رہی اور زیادہ مریض بھی دیکھنے میں نہیں آ رہے۔ کیونکہ تپ دق کے علاج میں بڑی ترقی ہوئی ہے۔ وہ تمام دوائیں جو دق کیلئے ایجاد ہوئی تھیں اب کوڑھ میں استعمال ہو رہی ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وہ پہلے سائنس دان ہیں جنہوں نے طب کو یہ اصول مرحمت فرمایا۔

حضرت زید بن ارقمؓ روایت فرماتے ہیں۔

امرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نتداوی ذات الجنب با لقسط البحری والزیت۔

(ترمذی۔ مسند احمد۔ ابن ماجہ)

(ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب (پلورسی) کا علاج زیتون کے تیل اور قسط البحری سے کریں)

انہوں نے پلورسی کے لئے براہ راست علاج مرحمت فرما کر ایک اشارہ بھی عطا کیا کہ یہ نسخہ تپ دق میں بھی مفید ہوگا۔

حضرت زید بن ارقمؓ اپنی ایک دوسری روایت میں یوں بیان کرتے ہیں۔

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ینعت الزیت والورس من ذات الجنب۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ۔ مسند احمد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیتون کے تیل اور ورس کی ذات الجنب
کے علاج میں بڑی تعریف فرمایا کرتے تھے)

اسی مسئلہ پر ایک اور ارشاد گرامی یوں میسر ہے۔

حضرت ام قیس بنت محصنؓ

قال رسول اللہ صلی اللہ وسلم۔ علیکم بالعود الھندی یعنی بہ
الکست فان فیہ سبعتہ اشفینہ منھا ذات الجنب

(ابن ماجہ)

(تمہارے لئے یہ عود الھندی یعنی کست موجود ہے۔ اس میں سات بیماریوں
سے شفا ہے۔ جن میں سے ایک ذات الجنب بھی ہے)

بخاری نے انہی ام قیس بنت محصنؓ سے یہی روایت زیادہ تفصیل سے بیان کی ہے۔

ان احادیث سے ہمیں یہ خوشخبری میسر آتی ہے کہ پلوری کے علاج میں قسط البحری یا قسط شیریں کے ساتھ زیتون کا تیل ملا کر دینا پلوری کا علاج ہے۔ یہ بات نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے جو اللہ کے رسول تھے اور قرآن مجید اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ وہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے تھے۔ وہ جو کچھ بھی کہتے تھے وحی الٰہی پر مبنی ہوتا تھا۔ اس لئے یہ نسخہ صرف مفید ہی نہیں بلکہ حتمی اور یقینی ہے۔

ہم تپ دق، آنتوں کی دق اور دق کے جملہ اقسام کے مریضوں کو ایک عرصہ سے قسط شیریں اور زیتون کا تیل دیتے آئے ہیں۔ یہ علاج ہر طرح سے جامع اور مکمل ہے۔ اس میں کسی ردوبدل کی کبھی ضرورت نہیں پڑی اور بیماری کے جملہ مسائل کا حل بھی اسی میں موجود ہے۔ پلوری کے مریضوں میں درد ایک اہم لغت ہوتی ہے۔ سانس کی نالیوں میں ورم کی وجہ سے کھانسی تکلیف دہ ہوتی ہے۔ بلغم نکلنے میں نہیں آتی۔ سانس لینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ قسط درد کو رفع کرنے کے ساتھ سانس کی نالیوں کو

کھولتی ہے اور اس طرح مریض کی اہم علامات میں چند دنوں میں ہی کمی آ جاتی ہے۔

مرض کے مکمل طور پر ٹھیک ہونے میں تین' چار ماہ لگ جاتے ہیں' لیکن پہلے ہفتے کے بعد مریض کی بھوک ٹھیک ہو جاتی ہے۔ سانس آنے لگتا ہے۔ بلغم نکلتی ہے اور کمزوری جاتی رہتی ہے۔ ایک عام مریض کیلئے عام طور پر یہ نسخہ تجویز کیا جاتا رہا ہے۔

1- ابلتے پانی میں بڑا چمچ شہد۔ نہار منہ اور دن میں تین' چار مرتبہ

2- قسط شیریں (پیس کر) (چھوٹا چمچہ صبح' شام' کھانے کے بعد)

3- رات کو سوتے وقت اور دن کو 11 بجے بڑا چمچ زیتون کا تیل۔ اٹلی یا ترکی کا بنا ہوا۔

علاج کے ابتدا میں مریض کا ESR کروایا جائے اور ہر مہینے خون کا یہ ٹیسٹ دوبارہ کروایا جائے۔ تاکہ اندر سے بیماری کے ختم ہونے کی رفتار توجہ میں رہے۔

کمزوری اگر زیادہ ہو تو نہار منہ چھ' سات کھجوروں کا اضافہ کر دیا جائے۔ شہد اور کھجوریں مریض کی غذائی کمی اور خون کی کمی کا علاج بھی کر دیں گے۔

ایکسرے کے ذریعے
چھاتی کی بیماریوں کی تشخیص
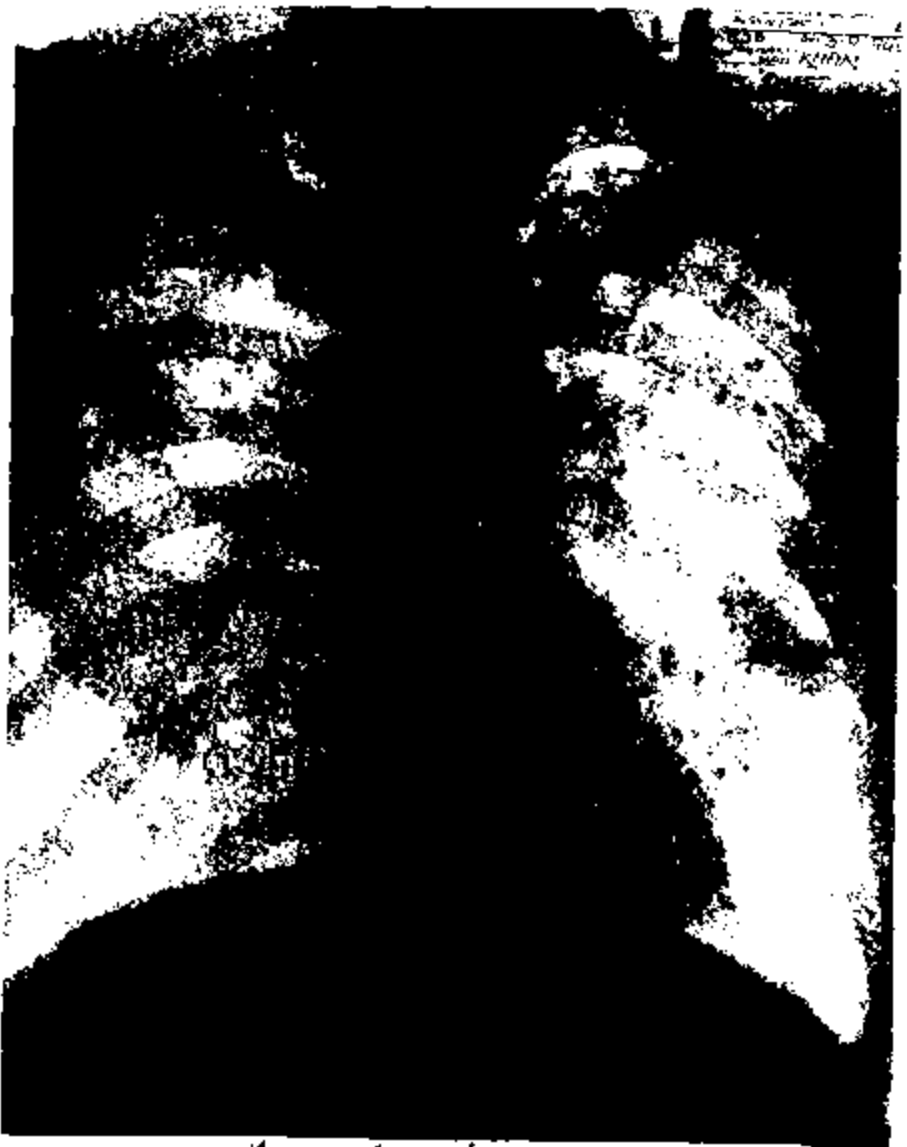
پھیپھڑوں میں متعدد مقامات پر زخم بھرنے کے بعد ان پر کیلسیم جما ہوا ہے۔ اور زخموں کے بھرنے کے سلسلہ میں بالائی حصوں پر Fibrosis نظر آ رہا ہے۔

دل کا حجم اعتدال کے مطابق ہے۔

یہ ایکسرے تپ دق کے ایک ایسے مریض کا ہے جو تقریباً تندرست ہو چکا ہے اور زخم بھر گئے ہیں۔

اس مریض کے پھیپھڑے بذات خود تندرست ہیں۔ لیکن دل کا بطن Left Ventricle پھیل گیا ہے جس سے دل کا حجم بھی بڑھ گیا ہے۔
دل کے پھیلاؤ کی وجہ سے پھیپھڑوں میں خون کا ٹھہراؤ واقع ہو گیا ہے۔

اس کیفیت میں سانس کی تکلیف ہوتی ہے جو کہ دمہ کی وجہ سے نہیں بلکہ اسے Cardiac Asthma کہتے ہیں اور مریض کو لیٹ کر سانس نہیں آتا اور وہ سہولت کیلئے رات بھر بھی بیٹھا رہتا ہے۔

یہ ایک تندرست مریض کی چھاتی کا ایکسرے ہے۔ جس کے دونوں پھیپھڑے تندرست ہیں اور دل کا حجم بھی اعتدال کے مطابق ہے۔

البتہ پھیپھڑوں کے ساتھ ملحقہ غدودیں متورم ہیں۔ خاص طور پر دائیں طرف کی غدودیں واضح نظر آتی ہیں۔

یہ قرب وجوار میں کسی جگہ سوزش کی نشان دہی کرتی ہیں۔
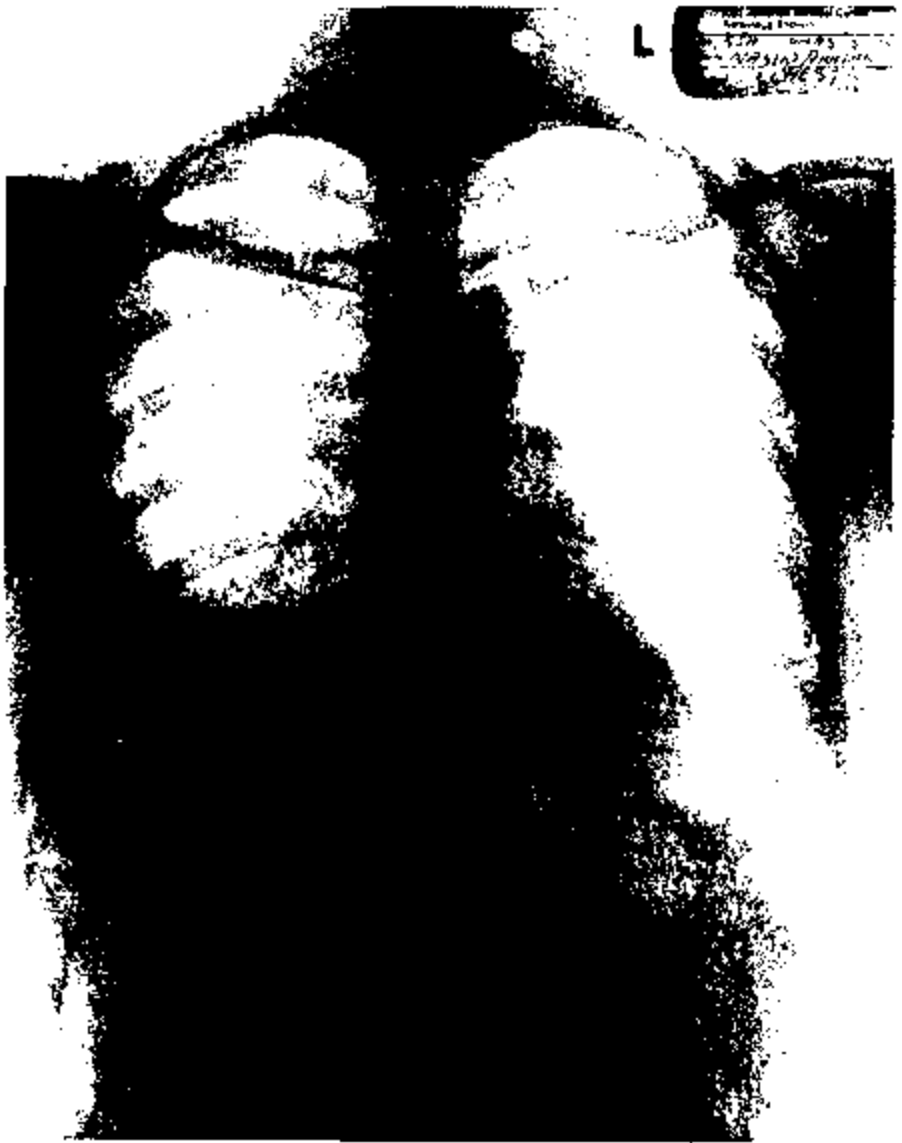
یہ پلورسی کے ایک ایسے مریض کا ایکسرے ہے۔ جس کے دائیں طرف پلورسی کے ساتھ چھاتی میں پانی بھی بھر گیا ہے۔ دائیں طرف چھاتی میں ساتویں پسلی تک پانی بھرا ہوا ہے۔ جس کی وجہ سے پھیپھڑوں کو ٹھیک سے دیکھا نہیں جا سکتا۔

یہ نمونیہ کے ایک مریض کا ایکسرے ہے

بائیں پھیپھڑے کے درمیان میں ایک بڑا سا دھبہ نظر آ رہا ہے۔ جو وہاں پر

پھوڑا بننے کی کیفیت کو ظاہر کر رہا ہے

دائیں طرف سے پیٹ کو علیحدہ کرنے والی دیوار بھی اوپر اٹھی ہوئی ہے

یہ ایکسرے ایک ایسے مریض کا ہے جو عرصہ دراز سے دمہ کا شکار ہے۔ خون اور سانس کی نالیاں ہوا سے بھری ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تصویر میں سیاہ لکیریں ہر جگہ نظر آ رہی ہیں۔ یہ صورت حال دونوں پھیپھڑوں کو متاثر کر رہی ہیں۔ لیکن بائیں طرف اس کی شدت زیادہ ہے۔
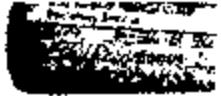
یہ تپ دق کے ایک ایسے مریض کا ایکسرے ہے جس کے دونوں پھیپھڑے بری طرح متاثر ہو چکے ہیں۔ لیکن اکثر جگہوں پر پرانے زخم بھرنے کی وجہ سے Fibrosis نظر آ رہا ہے اور دوسری طرف نئے زخم بھی نمودار ہو رہے ہیں۔

متعدی بیماریاں

اور ان سے بچاؤ کے منصوبے

متعدی بیماریاں
اور ان سے بچاؤ کے منصوبے

ابتدائے آفرینش سے انسان کو بیماریوں اور وباؤں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے جب اسے بیماریوں کے پھیلاؤ کا علم نہ تھا تو وہ اس وقت بھی ان کو روکنے کی کوشش کرتا رہا۔ قحط' بیماریاں اور فتنہ فساد خدا کے غضب کا مظہر قرار پائے۔ اور اس غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے تاریخ کے ہر دور میں مذہبی پیشوا لوگوں سے مال بٹورتے رہے۔

45 - 39ء کی جنگ عظیم کی تباہ کاریوں' مہنگائی اور روز مرہ پھیلنے والی طاعون اور ہیضہ کی وبائیں دیوتاؤں کی ناراضگی کا باعث قرار پائیں۔ ان کے غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہندوستان کے اکثر شہروں میں "ہون" کئے گئے۔ ان اجتماعی عبادتوں میں درجنوں پنڈت دعائیں پڑھتے ہوئے مقدس آگ میں دیسی گھی ڈالتے رہے۔

امرتسر میں منعقد ہونے والے ایک "ہون" کو ہم نے دیکھا ہے۔ ایک سو پنڈت روزانہ پانچ من دیسی گھی آگ میں ڈالتے رہے۔ 400 من گھی جلا کر جو رقم برباد کی گئی اس سے ہزاروں غریبوں کا پیٹ بھر سکتا تھا۔

گھی کی رقم غریبوں کو دینی اس لئے بھی ممکن نہ تھی کہ مہنگائی' بلیک مارکیٹ اور ذخیرہ اندوزی کرنے والے ہی "ہون" کروا رہے تھے۔ اگر وہ غریبوں کو مفت اناج دے

دیتے تو جنگ کے فوائد کیسے حاصل کرتے

بابل۔ مصر۔ یونان اور روم کی تہذیبوں میں بیماریاں دیوتاؤں کے غصہ کا اظہار قرار پائی تھیں۔ اس لئے ان سے نجات کی بہترین ترکیب اس غصہ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے پروہتوں کی خاطر داری تھی۔

اسلام اور متعدی بیماریاں

دنیا کو جہالت کے ان اندھیروں سے نکالنے کا اعزاز اسلام کو حاصل ہے۔ جس نے بیماریوں کو ایک سے دوسرے کو لگنے کی حقیقت کا انکشاف کیا۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان کان شیء من الداء یعدی فھو ھذا یعنی الجذام

(ترمذی)

(اگر کوئی بیماری ایک سے دوسرے کو لگتی ہے تو یہی جذام ہے)

جذام کو مثال رکھ کر بیماریوں کے پھیلاؤ کے طریقے ہی نہیں بلکہ ان سے بچاؤ کے طریقے بھی بتائے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سات الشعر فی الانف امان من الجذام

(ابو یعلی۔ طیالسی)

(ناک کے اندر کے بال کوڑھ سے محفوظ رکھتے ہیں)

اس کا واضح مطلب یہ تھا کہ بیماریوں کے جراثیم جسم میں ناک کے راستے داخل ہوتے ہیں۔ ناک کے اندر کے بال ان جراثیم کی راہ میں رکاوٹ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کو نہ چھیڑا جائے۔ کیونکہ یہ ایک مفید خدمت سرانجام دیتے ہیں۔

مریض جب بات کرتا ہے تو اس کے منہ سے نکلنے والی ہوا جراثیم آلودہ ہوتی ہے۔ اس لئے اس کے قریب جانا خطرے کا باعث ہو سکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ اور عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلم المجذوم و بینک و بینہ قدر رمح او رمحین

(ابن السنی۔ ابو نعیم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو)

ایک سے دو تیر کے برابر فاصلہ کا مطلب ایک سے ڈیڑھ میٹر کا فاصلہ ہے۔ مریض کے منہ سے نکلنے والے جراثیم اس مسافت تک مار نہیں کرتے' لیکن مریض اگر کھانس رہا ہو یا چھینک مارے تو وہ زور سے خارج ہونے والی ہوا کی وجہ سے جراثیم کو زیادہ دور تک پہنچا سکتا ہے۔ اس اضافی خطرے کا بندوبست کرتے ہوئے ہدایت فرمائی گئی کہ چھینک مارتے اور کھانستے وقت منہ کے آگے کپڑا یا ہاتھ رکھ لیا جائے تاکہ جراثیم دور تک نہ جاسکیں۔

وبائی علاقوں سے دور رہنے اور قرنطینہ کا اصول بھی اسلام ہی نے مرحمت فرمایا ہے۔

جب تم کسی علاقہ میں طاعون کی وباء کا سنو تو وہاں پر مت جاؤ اور اگر وباء پھوٹتے وقت تم وہاں موجود ہو تو پھر وہاں سے باہر مت نکلو۔

یہ ایک اور اہم حفاظتی نسخہ تھا۔ مثلاً بھارت میں طاعون کی وباء پڑی۔ اگر وہاں کے رہنے والے ادھر ادھر سفر کرتے رہتے یا دوسرے مقامات کے باشندے وہاں جاتے رہتے تو یہ وباء آس پاس کے تمام ممالک اور پاکستان میں بھی پھیل جاتی۔ یہ وہی صورت

ہوئی جو 1895ء میں ہانگ کانگ میں طاعون کی وباء کی صورت میں ہوئی تھی۔ یہ چین سے لے کر بمبئی تک پھیل گئی اور کم از کم ایک کروڑ افراد اس سے ہلاک ہوئے۔ بھارت جانے اور وہاں سے آنے پر پابندیوں کی وجہ سے وباء کا دائرہ وسیع نہ ہو سکا اور یہ فائدہ اس ارشاد نبوی ﷺ پر عمل کے نتیجہ میں ہوا۔

اب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ جب کسی علاقہ میں کوئی بیماری پھیلتی ہے تو کچھ لوگ اس کا شکار نہیں ہوتے۔ کیوں اس لئے کہ ان کے جسم میں اس کے خلاف قوت مدافعت ہوتی ہے۔ قوت مدافعت کا تصور بھی اسلام نے دیا ہے۔

حضرت علیؓ اور ابوسعیدؓ اور حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اصل کل داء البردۃ ○

(ابن السنی۔ ابونعیم۔ دار قطنی)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم میں ٹھنڈک ہے)

یعنی بیماری کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت یا IMMUNITY یہ صلاحیت خوراک سے حاصل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں وقت پر کھانے کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا۔

خیر الغداء بواکرہ

(بہترین ناشتہ وہ ہے جو صبح جلدی کیا جائے)

جو لوگ وقت پر ناشتہ نہیں کر سکتے یہ بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم بڑا ہلکا ناشتہ جیسے کہ ایک سلائس اور چائے کا کپ پی لیتے ہیں وہ ہمیشہ بیمار رہتے ہیں۔

رات کا کھانا بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اگر ایک شخص دوپہر کا کھانا ایک بجے کھائے اور رات کا کھانا نہ کھا کر اگلے روز صبح آٹھ بجے ناشتہ کرے تو اس نے کم از کم 17 گھنٹے فاقہ کیا۔ اس کے خون میں گلوکوس کی مقدار کم ہو جائے گی اور اس کے جسم میں

بیماریوں کا مقابلہ کرنے والی صلاحیت کم ہوتی جائے گی۔ جیسے حضرت انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تعشوا۔ فان ترک العشاء مھرمۃ

(ترمذی)

(رات کا کھانا ضرور کھایا کرو' کیونکہ اسے ترک کر دینے سے بڑھاپا طاری ہو جاتا ہے)

بڑھاپے سے مراد کمزوری ہے' چونکہ بوڑھے آدمی ہمیشہ بیمار رہتے ہیں اس لئے وہ بھی بیمار ہوتے رہا کریں گے۔ اسی باب میں تاکید کی ایک اور روایت حضرت ابی الدرداؓ سے یوں میسر ہے۔

اکل اللیل امانتہ

(مسند فردوس۔ ابوبکر بن داؤد)

(رات کا کھانا امانت ہے)

رات کے کھانے کے سلسلہ میں اور بھی بہت سے ارشادات گرامی موجود ہیں' بلکہ ایک جگہ تو فرمایا کہ "اگر اور کچھ نہ مل سکے تو مٹھی بھر روی کھجوریں ہی کھالو"

انسانی جسم میں قوت مدافعت پیدا کرنے کی ایک جدید صورت ویکسین کے ٹیکے یا قطرے ہیں۔

اتفاق کی بات ہے کہ چیچک کی اکثر و بیشتر بیماریاں چھوت کی ہیں۔ زکام سے لے کر خسرہ تک سبھی ایک سے دوسرے کو لگتی ہیں۔ اس لئے ان سے بچاؤ کے بارے میں جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے وہ اسلام ہی سے میسر آسکتا ہے۔ جدید تحقیقات نے ہمیں صرف ٹیکے مہیا کئے ہیں۔ جبکہ بیماریوں کی روک تھام کے بارے میں جو کچھ بھی کیا جا سکتا ہے یا مفید ہے وہ اسلامی تعلیمات سے حاصل ہوتا ہے۔

متعدی بیماریوں کے خلاف توسیعی پروگرام

EXPANDED PROGRAMME OF IMMUNISATION

ہمارے شہروں میں ہر سال ہزاروں بچے متعدی بیماریوں کی وجہ سے ہلاک ہو رہے تھے ان کے مستقل بندوبست کیلئے "متعدی امراض کی روک تھام" کا ایک شعبہ ڈاکٹر راجہ سلطان محمود نے میاں ایم۔ اے سعید کے مشورہ پر قائم کیا۔ اس محکمہ کی سربراہی کے لئے ڈاکٹر خالد غزنوی کو منتخب کیا گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر غزنوی نے 1947ء میں ہیضہ کی وباء میں کام کیا تھا۔

اس محکمہ کو ابتداء میں تین مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔

1۔ اسلامی سربراہی کانفرنس۔

2۔ ملیریا کنٹرول۔

3۔ چیچک کی شدید وباء۔

اسلامی سربراہی کانفرنس میں شرکت کے لئے 45 ممالک کے سربراہ لاہور تشریف لائے۔ ان کو مچھر، مکھی، کھٹمل وغیرہ سے محفوظ رکھنا ایک اہم مسئلہ تھا۔ اس مسئلہ کو اس خوبصورتی سے حل کیا گیا کہ چین کے میڈیکل مشن نے نے اس کامیابی کو کمال کی بات قرار دیا۔

ستر کی دہائی میں بھارت اور پاکستان میں چیچک کی شدید وباء پھیلی ہوئی تھی۔ بھارتی وزیراعظم مسز اندرا گاندھی کو ٹی وی کی ایک پریس کانفرنس میں یہ ماننا پڑا کہ دنیا میں سب سے زیادہ چیچک بھارت میں ہے، اور دنیا میں اس کے جتنے کیس ہوتے ہیں ان میں سے نصف بھارتی صوبہ بہار سے آتے ہیں۔ یہ چیلنج پاکستانیوں نے قبول کیا اور پاکستان پہلا ملک تھا جس نے چیچک کو ختم کر دیا۔ کسی بیماری کو مکمل طور پر ختم کر

دنیا طبی تاریخ کا ایک منفرد واقعہ تھا۔ عالمی ادارہ صحت نے اپنا ایک نمائندہ ڈاکٹر عمر سلیمان محمد کو ڈاکٹر خالد غزنوی کے ساتھ لگا دیا۔ ان دونوں نے بیماری کو ختم کر کے آئندہ کی منصوبہ بندی کو ممکن بنا دیا۔

1977ء میں عالمی ادارہ صحت نے لاہور میں بچوں کی چھ بیماریوں سے بچاؤ کا پروگرام شروع کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ خالد غزنوی نے یہ پروگرام شروع کیا۔ اس کے لئے سامان حاصل کیا اور کارکنوں کو تربیت دی۔ ابتداء 10 مراکز سے ہوئی اور پنجاب کے دیگر اضلاع کا عملہ ان مراکز سے تربیت لے کر دوسرے شہروں میں اسی قسم کے پروگرام شروع کرنے لگا۔ ڈاکٹروں کو مزید تربیت دینے کے لئے مری، لاہور اور پشاور میں کورس منعقد ہوئے اور بچوں کو بیماریوں سے بچانے کا پروگرام لاہور سے شروع ہو کر پورے ملک میں پھیل گیا۔

لوگ ان ٹیکوں کی افادیت سے آشنا نہ تھے۔ ان کو قائل کرنا اور بچوں کو صحیح شکل میں محفوظ کرنا جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔ مفت کی سہولت میسر ہونے کے باوجود بچے نہیں آتے تھے۔ اس پروگرام کو تازہ ترین اہمیت وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنے بچوں کو ٹیکے لگوا کر مہیا کی۔

بچپنے کی بیماریوں میں سے اکثر چھوت سے ہوتی ہیں۔ اس لئے ان بیماریوں سے بچے رہنے کیلئے ان بیماریوں سے بچاؤ کے طریقے کو سیکھنا اور عمل کرنا ضروری ہے۔

حفاظتی ٹیکوں کا پروگرام

EXPANDED PROGRAMME OF IMMUNISATION

تپ دق

سے بچاؤ کا ٹیکہ BCG کہلاتا ہے۔ اس میں تپ دق کے ایسے زندہ جراثیم ہوتے ہیں جن کو مصنوعی پرورش سے کمزور کر دیا گیا ہوتا ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس کا ٹیکہ لگوانے کے بعد 80 فیصدی بچے دق سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔

بچے کو پیدا ہونے کے ایک دن بعد بھی یہ ٹیکہ لگایا جا سکتا ہے۔ عام طور پر پانچ سال کی عمر تک لگایا جا سکتا ہے۔ لاہور میں ڈاکٹر خالد غزنوی نے تپ دق کے عالمی ماہرین کی ایک کانفرنس منعقد کرنے کے بعد 1985ء میں ساتویں جماعت تک پڑھنے والے سکول کے ہر بچے کو BCG کا ٹیکہ لگا دیا۔ بڑی عمر میں خدشہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کو اگر تپ دق کی بیماری موجود ہو تو ٹیکہ پک جاتا ہے۔ اس کا شدید Reaction ہوتا ہے۔ اس ردعمل سے قطع نظر 78000 بچوں کو یہ ٹیکہ اس امید پر بھی لگایا گیا کہ اگر کسی بچے کو تکلیف ہوئی تو اس کے جسم میں دق کی موجودگی کا سراغ بھی لگ جائے گا۔ ردعمل کو دیکھنے کے بعد بچے کے دوسرے ٹیسٹ بھی کروائے جا سکتے ہیں۔ اگر بیماری ہوئی تو اس کا بروقت علاج بھی کیا جا سکتا ہے۔

اس ٹیکہ کی خشک دوائی کو خصوصی محلول میں حل کرنے کے بعد بچوں کو ان کے دائیں کندھے کے نیچے بازو کی جلد کو موٹائی میں Intradermal لگایا جاتا ہے۔ B C G کی خصوصی سرنج سے یہ کسی تجربہ کار ہاتھ سے ہی درست لگایا جاسکتا ہے۔

دوائی تیار ہونے کے بعد صرف دو گھنٹے تک کار آمد رہتی ہے۔ اس کے بعد یہ بیکار ہو جاتی ہے۔ اس لئے ضائع کر دی جائے۔ بعض پرائیویٹ ادارے بھی یہ ٹیکہ لگاتے ہیں۔ دیکھا گیا ہے کہ وہ دوائی کو دھوپ اور گرمی سے بچانے کی احتیاط نہیں کرتے اور ایک مرتبہ کی تیار کی ہوئی دوائی کئی دن استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ٹیکے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

یہ ٹیکہ ہمیشہ بلدیاتی اداروں کے مراکز یا سرکاری ہسپتالوں سے لگوایا جائے۔ البتہ ہر بچے کیلئے پلاسٹک کی نئی سرنج استعمال کی جائے۔ ایک دفعہ کی استعمال شدہ سرنج دوبارہ استعمال کرنا خطرناک ہوتا ہے۔

D. P. T.

تین بیماریوں خناق، کالی کھانسی اور تشنج کے خلاف یہ مرکب ویکسین DIPHTHERIA- PERTUSSIS- TETANUS بڑی کام کی چیز ہے۔ بشرطیکہ اسے ٹھنڈی جگہ پر دھوپ اور روشنی سے محفوظ رکھا جائے۔ اسے رکھنے کا صحیح درجہ حرارت 4 - 8c ہے۔

اس کی پہلی خوراک 1/2 cc کی مقدار میں مصفا سرنج سے بچے کی ران کے باہر کی طرف درمیان میں 3 ماہ کی عمر میں لگائی جاتی ہے۔

اسی جگہ پر دوسری خوراک دو ماہ کے وقفہ کے بعد دی جائے۔ اسی طرح تیسری خوراک 7 ماہ کی عمر میں دی جائے۔

جب بچہ سال بھر کا ہو جائے تو اس کو ایک اور خوراک دی جائے

جب بچہ 5 سال کا ہو جائے اور سکول جانے لگے تو پھر ایک اور خوراک دی جائے جسے 2nd Booster کہتے ہیں۔

جن بچوں کو اس سے پہلے کالی کھانسی ہو چکی ہو ان کو یہ ٹیکہ نہ لگایا جائے۔ ان کو D. T. لگائی جائے۔ جس کی صرف دو خوراکیں دی جاتی ہیں۔

پولیو ویکسین

بچوں کے فالج سے بچانے والی یہ مفید ویکسین D P T کے ٹیکوں کے ساتھ انہی ایام میں دی جاتی ہے۔ بچے کو دوائی کے 3-2 قطرے پلا دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح یہ قطرے پانچ مرتبہ پلائے جاتے ہیں۔

اس ویکسین کو 4C - 0 پر رکھا جانا چاہیے۔

خسرہ کا ٹیکہ

جس بچے نے اپنی ماں کا دودھ پیا ہو وہ عام طور پر 9 ماہ کی عمر تک خسرہ سے محفوظ رہتا ہے۔ خسرہ کا ٹیکہ بچے کو 9 ماہ کی عمر میں لگایا جاتا ہے۔ اس کی ویکسین بڑی نازک ہے۔ اسے فریج میں رکھنا چاہیے۔ اگر ایک مرتبہ گھول کر اس کا محلول بنا لیا جائے تو پھر اس کی عمر دو گھنٹے سے زیادہ نہیں ہوتی۔ اس سے زائد عرصہ کی بنی ہوئی دوائی خواہ برف میں بھی رکھی جائے بیکار ہو جاتی ہے۔

سرکاری مراکز پر بچوں کو جو ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ وہ صرف خسرہ کا ہے۔ بازار میں ایسے ٹیکے دستیاب ہیں جو خسرہ کے علاوہ کن پیڑوں کے لئے بھی مفید ہیں۔ اگر ممکن ہو بچوں کو بازار سے MMR کا ٹیکہ لا کر فوری طور پر لگوا دیا جائے اسے رکھنا ممکن نہیں ہوتا۔

دیگر ٹیکے

بچوں کے مراکز پر .T.T اور .D.T کے ٹیکے بھی لگتے ہیں۔ .D.T کا ٹیکہ ان بچوں کو لگتا ہے جن کو کالی کھانسی ہو چکی ہو۔ ورنہ ان کے لئے صحیح ٹیکہ DPT تھا۔

.T.T کا ٹیکہ Tetanus سے بچاؤ کیلئے لگتا ہے۔ ایک ایک ماہ کے وقفہ پر دو ٹیکے اس بیماری سے محفوظ رکھتے ہیں۔ چونکہ یہ ایک خطرناک بیماری اور سڑک پر لگی ہوئی چوٹوں سے ہو سکتی ہے۔ اس لئے ہر شخص کو یہ ٹیکہ ہر پانچ سالوں کے بعد اسی طرح ضرور لگوا لینا چاہئے۔

متعدی بیماریوں کے اعداد و شمار

ان بیماریوں کی اہمیت اور ایذا رسانیوں کو واضح کرنے کیلئے پاکستان میں ان بیماریوں کے اعداد و شمار پیش خدمت ہیں۔

یہ اعداد و شمار عالمی ادارہ صحت سے حاصل کئے گئے ہیں اور یہ انتہائی قابل اعتماد ہیں۔

خسرہ MEASLES

1974	2353
1975	6892
1976	3069
1977	6571
1978	26163
1979	26263
1980	28573
1981	29010
1982	19890
1983	21004
1984	17322
1985	26686
1986	42304
1987	43996

55543	1988
2349	1989
21785	1990
617	1991
2967	1992
1967	1993

کالی کھانسی PERTUSSIS

7554	1974
10028	1975
7094	1976
6362	1977
10028	1978
33433	1979
42947	1980
58280	1981
50932	1982
61680	1983
38677	1984
55659	1985
538.35	1986
47676	1987
62382	1988
1324	1989
24545	1990
140	1991
276	1992
473	1993

خناق DIPHTHERIA

1137	1974
3138	1975
1722	1976
923	1977
2629	1978
5631	1979
14328	1980
14338	1981
6520	1982
1402	1983
670	1984
1450	1985
3179	1986
2720	1987
2011	1988
167	1989
1371	1990
26	1991
72	1992
34	1993

تپ دق TUBERCULOSIS

1974	66443
1975	92687
1976	95930
1977	66083
1978	88652
1979	263842
1980	316340
1981	324576
1982	326492
1983	117739
1984	91572
1985	111419
1986	149004
1987	179480
1988	194323
1989	170562
1990	156759
1991	194323
1992	658
1983	313

یہ درست ہے کہ 1990ء کے بعد تپ دق کے علاج میں تبدیلیاں آئیں۔ سریع الاثر ادویہ سے مریض جلد تندرست ہونے لگے۔ شرح اموات کم ہو گئی۔ بچوں کو B.C.G کے ٹیکے لگانے سے ان میں دق کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہوئی اور وہ اس طرح

قدرے محفوظ ہو گئے۔

ترقی پذیر ملکوں میں متعدی امراض کے کیس اور اموات

اگست ۹۴ء

کل مریض = 241.03 ملین

اموات = 2.067 ملین

جبکہ یورپی ممالک میں شرح اس طرح رہی

کل مریض = 10.797 ملین

اموات = 0.0163 ملین

اس موازنہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ٹیکے لگوانے کی ترکیب سے انہوں نے اپنے بچوں کو ان بیماریوں کی اذیت سے اور اموات سے محفوظ کر لیا۔

بیماریوں کی اطلاع

وہ بیماریاں جو ایک سے دوسرے کو لگتی ہیں ان کی روک تھام کے کچھ اصول مقرر کیے گئے ہیں۔

1۔ مریض کو تندرست افراد سے علیحدہ کر دیا جائے۔

2۔ مریض کے قریب آنے والوں کو بیماریوں سے محفوظ کرنے والے ٹیکے لگائے جائیں۔

3۔ بعض بیماریوں میں تعلق میں آنے والوں کو دوائیں کھلائی جاتی ہیں۔ جیسے کہ طاعون کے مریض کے قریب آنے والوں کو Tetracyclin کے کیپسول یا خناق کے مریض کے سلسلہ میں Erythrocin کی گولیاں۔

ان حفاظتی تدابیر پر عمل اسی صورت میں ممکن ہے جب مریض کا پتہ چل جائے۔ اس لئے قانون کے مطابق ہر ڈاکٹر ہسپتال' بلدیاتی ادارے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ کسی متعدی بیماری کا اگر کوئی مریض دیکھے تو اس کی اطلاع محکمہ صحت کے حکام کو دے تاکہ وہ بیماری کے پھیلنے کے عمل کو روک سکیں۔ اس عمل کو NOTIFICATION کہتے ہیں۔

اس غرض کیلئے ایک فارم مقرر ہے جس کا نمونہ شامل ہے۔

متعدی امراض کی اطلاع کا فارم

WEEKLY RETURN OF CASES AND DEATHS FROM NOTIFIABLES INFECTIOUS DISEASES WITHIN THE LIMIT OF METROPOLITAN CORPORATION LAHORE.

WEEK ENDING

بیماریوں کے نام Name Of Disease	During The Week مریضوں کی تعداد Case	اموات Deaths	Total Since The 1st January 1995 Cases مریض	 Deaths اموات
Plague طاعون				
Cholera ہیضہ				
Small Pox چیچک				
Influenza انفلوئنزا				
Measles خسرہ				
Chicken Pox لاکڑا کاکڑا				
Diphtheria خناق				
Tubercle Of Lungs تپ دق				
Scarlet fever سرخ بخار				
Typhus fever ٹائی فس				
Erysipelas اری سپلاس				
Enteric fevet تپ محرقہ				
Mumps کن پیڑے				
Relapsing fever معیاری بخار				
Whooping Cough کالی کھانسی				
Perpueral fever پرسوت کا بخار				
Cerebro Spinal Feer گردن توڑ بخار				
Dysentery پیچش				
Leprosy کوڑھ				
Sprue سپرو				
Acute Anterior Pollonyitis پولیو				
Yellow fever زرد بخار				
Total				

MEDICAL OFFICER OF HEALTH
METROPOLITAN CORPORATION LAHORE.

ہر بلدیاتی ادارے ہسپتال یا ڈاکٹر کیلئے یہ قانونی طور پر ضروری ہے کہ وہ جب ان 22 میں سے کوئی مریض دیکھے وہ اپنے ضلع کے ہیلتھ آفیسر کو اس مریض کی تفصیل مہیا کرے۔ ہیلتھ آفیسر حفاظتی تدابیر اختیار کرنے کے بعد صوبہ کے ڈاکٹر ہیلتھ سروسز کو مطلع کرے۔

کالی کھانسی

WHOOPING COUGH

شفیقہ سعال الدیکی

بچوں میں کھانسی کے ساتھ غوطے آنے کی اذیت ناک بیماری متعدی ہے۔ ایک بیمار بچہ پورے محلہ میں یہ بیماری پھیلا سکتا ہے۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ کالی کھانسی کا شکار ہونے کے بعد کوئی بچہ سکول آتا ہے یا بعض اوقات تندرست ہونے کے بعد بھی سکول آتا ہے تو اس کے سانس سے بیماری پورے سکول میں پھیل جاتی ہے۔ بچے کے تندرست ہونے سے کچھ عرصہ بعد تک بھی جراثیم اس کے سانس کے ساتھ باہر نکلتے رہتے ہیں اور دوسروں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔

لاہور کے دو سکولوں میں اس طرح کی وبا پھیلتی ہم نے ذاتی طور پر دیکھی ہے۔

یہ بنیادی طور پر 10 سال تک کی عمر کے بچوں کو ہوتی ہے۔

ایک مریض کے خون کے ٹیسٹ کا یہ نتیجہ ہے

A.A.LAB.

319 Riwaz Garden Opp. PIA Planettarium Lahore

TLC = 21000/cmm

DLC

Poly Morphs	-	76%
Large Mono Nuclears	-	16%

Mono Cytes = 4%

Eosinophils = 4%

ESR = 40 mm Ist. Hour

علامات

جراثیم سانس کی نالیوں کے ذریعے جسم میں داخل ہوتے ہیں جسم میں جانے کے 7 - 14 دن بعد علامات کی ابتدا ہو جاتی ہے۔ کبھی کبھی خسرہ کا مریض جب شفا یاب ہوجاتا ہے تو اس کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے کالی کھانسی کے جراثیم بھی آ جاتے ہیں۔ بچہ جانکنی کے ایک مرحلہ سے نکلنے کے بعد دوسری مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے' لیکن یہ تب ہو سکتا ہے جب کالی کھانسی کا کوئی مریض اس بچے کے نزدیک آئے۔ بیماری کو دو دو ہفتوں کے تین مراحل میں بیان کیا جاتا ہے۔

کھانسی سے پہلے کا مرحلہ

اچھے بھلے بچے کو ایک روز نزلہ ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ معمولی بخار۔ تھوڑی تھوڑی کھانسی۔ آہستہ آہستہ کھانسی کی شدت میں اضافہ ہونے لگتا ہے۔ ہفتہ بھر میں اس کے ساتھ سانس الٹنے لگتی ہے۔

دوروں کا مرحلہ

شروع میں دورے لمبے نہیں ہوتے۔ کھانسی شروع ہوتی ہے۔ کھانستے کھانستے سانس الٹ گئی۔ آنکھیں باہر کو نکل آئیں۔ چہرا سرخ ہو گیا۔ کھانسی کے یہ اچھو اتنے شدید ہوتے ہیں کہ بچے کا سب کھایا پیا باہر نکل جاتا ہے۔ یہ قے متلی کے بغیر ہوتی ہے۔ کھانسی کا دباؤ اتنا شدید ہوتا ہے کہ معدہ کے اندر پڑی ہوئی غذا الٹ کر باہر آ جاتی ہے۔ اس کھانسی کے ساتھ بلغم نہیں نکلتی۔ کھانسی کا دورہ طویل ہو تو ہونٹ نیلے پڑ

جاتے ہیں۔

بچہ جب بھی کچھ کھانے کی کوشش کرتا ہے تو حلق میں معمولی سی خراش یا احساس سے ایک اور دورہ پڑ جاتا ہے۔ بار بار کے دوروں سے بچہ تھکن سے بے حال ہو جاتا ہے۔ اکثر اوقات دورے کے بعد وہ تھک کر سو جاتا ہے۔

بخار اکثر نہیں ہوتا' کبھی کبھی تھوڑا سا ہو جاتا ہے۔

خوراک جب قے کی صورت میں بار بار نکلنے لگتی ہے تو بچے کو کھانے سے ڈر لگنے لگتا ہے۔ بیماری کے ساتھ فاقہ کشی کی بدولت وہ اور کمزور ہو جاتا ہے۔

کھانسی کی شدت سے جسم کے اندر کسی مقام پر خون کی نالیاں پھٹ سکتی ہیں۔

غذائی کمی کی وجہ سے دوسری بیماریاں بھی اذیت میں اضافہ کے لئے شامل ہو سکتی ہیں۔

تندرستی کی جانب

بیماری کے چوتھے ہفتے ہی کھانسی کے دورے مختصر ہونے لگتے ہیں اور ان کا درمیانی وقفہ بڑھنے لگتا ہے۔ بچے کو تھوڑا تھوڑا کھانے کی مہلت مل جاتی ہے۔ بخار نہیں ہوتا۔ دیکھنے میں صحت بہتر نظر آتی ہے۔

تشخیص

بیماری کی تشخیص علامات اور کھانسی کے دوروں کی خصوصی نوعیت سے کی جا سکتی ہے۔ اگرچہ وائرس سے ہونے والی بعض بیماریوں میں کھانسی کے دورے پڑ سکتے ہیں' لیکن اتنی شدت کسی میں نہیں ہوتی۔ ایکسرے کرنا بیکار ہوتا ہے۔ البتہ خون کے DLC TLC سے معمولی مدد مل سکتی ہے۔ جیسے کہ ایک بچے کا یہ نتیجہ

TLC 28400 /cmm

DLC

Neutrophils 80%

Lymphocytes 17%

Monocytes 2%

Eosinophils 1%

Basophils

ESR (Westgern) 8 mm/1 Hour

خون کے اس معائنہ میں سفید دانوں کی تعداد میں معتدبہ اضافہ اور ان کی اقسام LYMPHOCYTES اور NEUTROPHILS کی زیادہ تعداد توجہ کے قابل ہے' لیکن یہ صورت حال سوزش کی متعدد اقسام میں ہو سکتی ہے۔

بیماری کے جراثیم کو پہچاننے کی کچھ صورتیں بھی ہیں۔ مریض کو کلچر پلیٹ سامنے رکھ کر کھانسنے کا کہتے اور اسی کھانسی سے حاصل ہونے والی بلغم کو کلچر کیا جاتا ہے۔ نتائج یقینی نہیں ہوتے۔

مریض کے گلے کے اندرونی حصہ اور ناک کی پچھلی سمت سے قریب روئی کی پھریری پر وہاں کا لعاب لگا کر کلچر کیا جاتا ہے۔ ایک مریض کی رپورٹ یہ رہی۔

QAZI CLINICAL LABS

17-SHALIMAR LINK ROAD, Lahore

NAME Waqar Ahmed

Age_ 6 Sex_ MC

Date_ 10_9_93

CULTURE

Growth Obtained

After 24 Hours Of Incubation At 37C.

on Bordet gengou medium

1- Luxurious Growth Of

Bordetella Pertussis obtainel

PATHOLOGIST

اس بیماری کو پیدا کرنے والے جرثومہ کا نام BORDETELLA PERTUSSIS

ہے جسے کلچر کی ایک خاص قسم کے کیمیاوی مرکب

Bordet - gengou Medium پر ہی کلچر کیا جاسکتا ہے۔

علاج

بچاؤ

بچوں کو کالی کھانسی سے بچاؤ کے لئے پاکستان میں ایک نہایت ہی موثر اور عمدہ پروگرام موجود ہے۔ اس میں چھوٹے بچوں کو دوسری بیماریوں کے علاوہ کالی کھانسی سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ان کی ایک ویکسین D P T کالی کھانسی سمیت تین بیماریوں کے خلاف موثر ہے۔ اس کا ٹیکہ ہر ایک ماہ کے بعد مفت لگایا جاتا ہے چونکہ اس پروگرام کو پاکستان میں شروع کرنے کی سعادت ہمیں حاصل ہے۔ ہماری ذاتی رائے میں دو ٹیکوں کے درمیان ایک ماہ کا وقفہ کم ہے۔ ہر ٹیکہ دو ' ڈھائی ماہ کے وقفہ کے بعد لگایا جائے تو فائدہ زیادہ ہوتا ہے۔

جس بچے کو تین ٹیکے بروقت لگ چکے ہوں اس کو کالی کھانسی ہونے کے امکانات 80 - 85 فیصدی کم ہو جاتے ہیں۔ یہ ٹیکہ چھ سال کی عمر کے بعد نہ لگوایا جائے۔

اس بیماری سے بچاؤ کی ویکسین کو کارآمد رکھنے کے لئے برف میں رکھنا ضروری ہے۔ کچھ دوکاندار اپنی ذاتی منفعت کے لئے ٹیکے لگاتے یا فروخت کرتے ہیں۔ جبکہ ان

کی دوائی ٹھنڈی جگہ پر رکھی نہیں ہوتی۔ اس سے ویکسین کی کارکردگی متاثر ہوتی ہے اس لئے ٹیکہ ہمیشہ سرکاری مراکز سے لگوایا جائے۔ جہاں قابل اعتماد ویکسین گرمی سے محفوظ مفت میسر آتی ہے۔

بچے کی نگہداشت

بچے کو گھر کے دوسرے افراد سے علیحدہ ہوادار کمرے میں رکھا جائے۔

دوسرے بچوں کو اس کے کمرے میں نہ آنے دیا جائے۔ تاکہ وہ بیماری سے بچے رہیں۔

گلے سے خوراک گزرنے پر کھانسی کا دورہ پڑ سکتا ہے۔ اس لئے دودھ یا کھانا تھوڑی تھوڑی مقدار میں وقفوں کے ساتھ دیا جائے۔ ایک مرتبہ قے کے بعد اگر خوراک پھر سے دی جائے تو اس کے باہر نکلنے کے امکانات کم ہوتے ہیں۔ اس لئے قے کے فوراً بعد غذا دینی زیادہ محفوظ ہے۔

جب بچے کو کھانسی کا دورہ پڑے تو اسے گود میں اٹھا کر الٹا کر دیا جائے اور اس کی کمر کو تھپکایا جائے۔ اس طرح تھوک پھیپھڑوں میں واپس جا کر وہاں پر کسی نئی مصیبت کو پیدا کرنے کا باعث نہیں بن سکتا۔

بچے کو مدہوش رکھنے کے لئے خواب آور ادویہ اور Trichloryl Syrup دیئے جاتے ہیں۔ کھانسی کے دوروں میں نالیاں کھولنے کے لئے Atropine کے قطرے دیتے ہیں۔

محفوظ طریقہ یہ ہے کہ کھانسی کے وہ شربت جو دمہ میں استعمال ہوتے ہیں ان کو کھانسی اور دورے کی شدت کو کم کرنے کے لئے بار بار دیا جائے۔

یہ کھانسی اگرچہ جراثیم کی وجہ سے ہے لیکن ان کو ختم کرنے والی ادویہ زیادہ موثر

نہیں۔ ERYTHROCIN کی شہرت زیادہ ہے۔ اس کے بعد TETRACYCLIN کی مقبولیت ہے۔ ان کے شربت دن رات میں ہر چار گھنٹے کے بعد دینا مفید بیان کیا جاتا ہے' لیکن بیماری کا عرصہ کسی حال میں 21 دن سے کم نہیں ہوتا۔ یہ ممکن ہے کہ Erythrocin دینے سے دوروں میں وہ شدت نہ رہے یا بچہ قدرے کوشش سے غذا کو قبول کر لے۔

میری ایک عزیزہ کو پانچ سال کی عمر میں کالی کھانسی ہوئی۔ بیمار ہونے سے پہلے وہ اپنے کسی رشتہ دار کے گھر گئی تھی۔ جن کے ایک بچے کو کالی کھانسی ہو کر ہٹ چکی تھی۔ اس کے باوجود یہ بچی بیمار ہو گئی۔

لاہور میں متعدی امراض کے ہر ماہر۔ بچوں کے ہر ڈاکٹر نے اسے دیکھا۔ نسخے تقریباً ایک سے تھے۔ اتنے ماہروں کی شمولیت اس کی بیماری کی شدت کو کم نہ کر سکی۔

بچی کو کھانستے دیکھ کر اس کے عزیزوں کو ہونے والی اذیت کسی بیان کی محتاج نہ تھی۔

ایک دوست کے مشورہ پر کیلے کے درخت کا پتہ سکھا کر توے پر جلایا گیا۔ اس کی راکھ کو شہد میں ملا کر دن میں کئی بار چٹایا گیا۔ مریضہ تین دن میں ٹھیک ہو گئی۔

یہ ایک ایسی مریضہ کی کہانی ہے جسے تشخیص اور علاج کے بہترین ذرائع میسر تھے۔ مگر اسے مشورہ یہی دیا گیا کہ 21 روز صبر کریں۔

بچوں کو بیماری سے محفوظ رکھنے کے لئے ٹیکہ لگوانا درست ہے' لیکن جدید علاج ایک مصیبت ہے۔

طب نبویؐ

بیمار بچہ غذائی کی کی وجہ سے شدید کمزوری کا شکار ہوتا ہے۔ ایسے بچوں کی توانائی کو برقرار رکھنے کے لئے شہد بہترین غذا ہے۔

شہد بہترین غذا ہونے کے علاوہ کھانسی کا علاج' گلے کی خرابیوں کا مداوا اور جراثیم کے خلاف جسم کو قوت مدافعت مہیا کرتا ہے۔

مریض کو چمچے سے چند قطرے شہد' دن میں کئی بار چٹایا جائے' شہد کی مقدار اتنی کم ہو کہ وہ منہ ہی میں حل ہو کر اندر چلا جائے۔

دیکھا گیا ہے کہ اکثر بچوں کو صرف شہد سے ہی شفا ہو جاتی ہے کسی دوسرے اضافہ کی ضرورت نہیں پڑتی۔

قرآن مجید نے جنت میں پائی جانے والی بہترین چیزوں کے تذکرہ میں انار' کیلا اور ادرک کا تذکرہ فرمایا ہے۔ شہد کی شفا بخشی کی خوش خبری بھی قرآن مجید سے ہی میسر ہے۔ ان میں سے ہر چیز کالی کھانسی سے شفا دیتی ہے۔

خشک ادرک کو پیس کر اسے شہد پر چھڑک دیا جائے۔ یہ کھانسی کی ہر قسم کیلئے شفا ہے۔

میٹھے انار کا پانی نکال کر اسے چولہے پر پکائیں۔ جب وہ گاڑھا ہو جائے تو مریض کو بار بار چٹایا جائے۔ یونانی طب کا ایک مرکب "جوارش انارین" کے نام سے آتا ہے۔ اس میں شہد ملا کر بار بار چٹانا مفید ہے۔

کیلے کے درخت کا پتہ سکھا کر توے پر رکھ کر جلایا جائے۔ اس راکھ کو شہد میں ملا کر بار بار چٹایا جائے۔

خسرہ حصبہ

MEASLES

خسرہ بچوں کے لئے ایک مصیبت ہے جو زمانہ قدیم سے چلی آ رہی ہے۔ یہ سانس کی نالیوں۔ گلے اور ناک میں سوزش کے ساتھ بخار کی شکل میں آتی ہے اور اچھے بھلے بچے کو بے حال کر جاتی ہے۔ پروفیسر اشفاق احمد خان نے WHO کے لئے دنیا کے اکثر ممالک میں خسرہ کی ایذا رسانیوں کا تحقیقی جائزہ لیا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ بیمار ہونے والوں میں سے کم از کم 25 فیصدی بچے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ درست ہے کہ جدید علاج اور معلومات سے شرح اموات میں کمی آئی ہے' لیکن بیماری کے دوران فاقہ کشی' بعد میں دل' کان اور دماغ میں اورام کے باعث بھی اموات ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے جب ان سب کو جمع کریں تو بات 25 فیصدی پر ہی ٹھہرتی ہے۔

مغربی ممالک میں خسرہ کو چیچک کی آسان سی شکل قرار دیا جاتا رہا ہے۔ 900ء میں ابوبکر الرازی نے بیماریوں کی تشخیص کرتے ہوئے ایک رسالہ تالیف کیا جس میں اس نے خسرہ کو چیچک سے علیحدہ بیماری قرار دیا۔ اور آج کے ماہرین بھی معترف ہیں کہ خسرہ کے بارے میں معلومات کا اصل ماخذ ابوبکر الرازی ہی رہے ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ طب کی تاریخ مرتب کرنے والے محسن انسانیت کو بھول گئے۔

حضرت ہشامؒ فرماتے ہیں کہ میں نے فاطمہ بنت المنذرؓ سے یہ واقعہ سنا۔

سمعت اسماء سالت امراۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم' فقالت یا رسول اللہ ان ابنتی اصابتھا الحصبتہ' فامرق شعرھا' جا وانی زوجتھا افاصل فیہ' فقال لعن اللہ الواصلۃ والموصتہ

(بخاری)

(میں نے اسماء سے سنا کہ ان کی موجودگی میں ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور ان سے یہ سوال پوچھا اے اللہ کے رسول میری بیٹی کو خسرہ نکل آیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے تمام بال گر گئے۔ میں نے اس کی شادی کرنی ہے۔ کیا میں اس کو نقلی بال لگا دوں ؟

انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی بال لگانے اور بال لگوانے والیوں پر)

ساتویں صدی عیسوی کے اطباء خسرہ سے واقف نہ تھے۔ اگر اس لڑکی کی بیماری کو کسی نے خسرہ تشخیص کیا تو یہ اطباء کا کمال نہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طبی کمالات کا مظاہرہ ہی ہو سکتا ہے۔

اس سے اگلی دلچسپ بات یہ ہے کہ بخاری شریف کی احادیث کی شرح اور ان پر تبصرہ کرنے والوں میں ابتدائی دور کے علماء میں سے حافظ ابن حجر عسقلانی بڑے اہم ہیں۔ انہوں نے بخاری شریف کی شرح "فتح الباری" کے نام سے لکھی ہے۔ وہ اس حدیث کی تشریح میں خسرہ کی علامات اور اسباب بھی بیان کر گئے۔ انہوں نے جسم پر دانے نکلنے' کھانسی وغیرہ کا تفصیل سے تذکرہ کیا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت پر جو پے در پے احسانات فرمائے ہیں ان میں

بیماریوں کی تشریح اور خسرہ کی تشخیص بھی شامل ہیں۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ابوبکر الرازی سے 250 سال پہلے بھی خسرہ کے بارے میں معلومات حاصل تھیں اور غالباً ان ہی معلومات کی اساس پر اس نے اپنی تحقیقات کو مرتب کیا۔ اور خسرہ کو چیچک سے الگ بیماری قرار دیتے ہوئے ایک شاندار رسالہ لکھا۔

مشرقی ممالک میں بچوں کو خسرہ نکلنا لازمی سمجھا جاتا ہے۔ جس بچے کو کبھی خسرہ نہ نکلا ہو والدین اس کے بارے میں بڑے پریشان رہتے ہیں۔

بنیادی طور پر یہ بچوں کی بیماری ہے' لیکن ماں کا دودھ پینے والے بچوں کو نو ماہ کی عمر سے پہلے خسرہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ ماں کے دودھ میں پائے جانے والے حفاظتی عناصر اس کو نو ماہ کی عمر تک اس سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اس لئے بچوں کو خسرہ سے بچاؤ کا ٹیکہ نو ماہ کی عمر کے بعد لگایا جاتا ہے۔ کمزور بچوں کو ٹیکہ چھ ماہ کی عمر میں بھی لگایا جا سکتا ہے۔ عام طور پر اس کی وباء ہر دو' تین سال بعد پڑتی ہے جس میں تین سال تک کی عمر کے بچے متاثر ہوتے ہیں۔ امریکہ میں 1963ء تک ہر ایک لاکھ کی آبادی میں 204 بچے اس کا شکار ہوتے تھے' لیکن ٹیکے لگانے کا پروگرام شروع ہونے کے بعد 1973ء میں یہ تعداد ہر ایک لاکھ کی آبادی میں 11 رہ گئی۔

بھارت کی ہر ایک لاکھ کی آبادی میں 190 بچے خسرے کا شکار ہوتے ہیں۔ یہ تعداد ٹیکوں کا پروگرام شروع ہونے کے باوجود دیکھی جا رہی ہے۔

بیماری کا اسلوب

یہ بنیادی طور پر بچوں کی بیماری ہے۔ ماں کا دودھ پینے والے بچے نو ماہ کی عمر تک اس سے محفوظ رہتے ہیں۔ اس کے بعد دبلے پتلے' کمزور بچوں کے بیمار ہونے کا خدشہ تندرست بچوں سے 400 گنا زیادہ ہوتا ہے۔

یہ ایک متعدی بیماری ہے جو وائرس سے ہوتی ہے۔ بیمار بچے کی سانس میں ہزاروں وائرس ہوتے ہیں۔ یہ اس کی سانس کے ساتھ باہر نکلتے اور قریب کے بچوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ بچہ جب کھانستا اور چھینک مارتا ہے تو اس وقت باہر نکلنے والے وائرس زیادہ دور تک مار کر سکتے ہیں۔

خسرہ کے مریض کے تمام جسم پر دانے نکلتے ہیں۔ ان دانوں کے نکلنے کے چار دن پہلے اور چار دن بعد یہ مریض دوسروں کو بیمار کرنے کی بدترین استعداد رکھتا ہے۔ اس کے بعد یہ مریض بچے دوسروں کے لئے خطرناک نہیں رہتا۔

مریض کے استعمال شدہ رومال' چوسنی' چمچے' گلاس' پیالی بھی بیماری دے سکتے ہیں' لیکن تھوک خشک ہونے کے ساتھ وائرس بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اس لئے مریض کے استعمال کے فوراً بعد ہی اس کے مستعملات خطرناک ہوتے ہیں۔

جس بچے کو ایک دفعہ خسرہ نکل آئے' اسے دوسرا حملہ شاذونادر ہی ہوتا ہے۔ بیماری کا ایک حملہ آئندہ پوری زندگی کے لئے محفوظ کر دیتا ہے۔ بچوں کو بعض اوقات خسرہ کے ایک حملہ کے کچھ عرصہ بعد اسی قسم کی دوسری بیماریاں ہوتی ہیں۔ جن کو اکثر لوگ خسرہ قرار دیتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ بچے کی پہلی بیماری ہی خسرہ نہ ہو اور اسے خواہ مخواہ خسرہ قرار دیا گیا یا بعد میں ہونے والی بیماری خسرہ نہ تھی۔

یہ بیماریاں عام طور پر

Q - fever یا Scarlet Fever یا Mononucleosis یا Typhus

Paratyphoid یا Rubella یا Rocky mountain spotted fever

وغیرہ میں سے کوئی ایک ہو سکتی ہے۔

مریض کے پاس جانے کے 16-8 دن بعد بیماری کی علامات شروع ہو جاتی ہیں۔ بچہ اگر کمزور ہو تو وائرس کے جسم کے اندر جانے کے چند دن بعد ہی بیماری شروع ہو جاتی

ہے۔ بڑی عمر میں بیماری شروع ہونے کا وقفہ قدرے زیادہ ہوتا ہے۔

علامات

بیماری کی ابتدا بخار سے شروع ہوتی ہے۔ اکثر بچوں میں یہ بخار زیادہ نہیں ہوتا' لیکن 102F تک جا سکتا ہے۔ شدید نزلہ' کھانسی کے ساتھ آنکھیں سرخ ہونے کے ساتھ روشنی کو پسند نہیں کرتیں۔

دوسرے دن منہ کے اندر' ہونٹوں کی اندرونی طرف نیلگوں دانے نکلتے ہیں جن کے اردگرد گلابی حاشیہ ہوتا ہے۔ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہوتی۔ اگر یہ بڑے بڑے ہوں تو تعداد میں کم ہوتے ہیں۔ کبھی کبھی یہ تالو اور گلے میں بھی نکل آتے ہیں۔

پہلے چار دنوں کے اندر پیٹ میں جلن' متلی اور اسہال ہونے لگتے ہیں۔ گلا بیٹھ جاتا ہے آواز بھاری ہو جاتی ہے۔

پانچویں دن تمام جسم پر دانے نکل آتے ہیں۔ سرخ دھبے پہلے کانوں کے پیچھے نکلتے ہیں پھر سر کے بالوں کے ساتھ کناروں پر۔ رخساروں کی پچھلی سمت' چند گھنٹوں میں یہ چھوٹے چھوٹے دھبے سارے جسم پر پھیل جاتے ہیں۔ ان کا رنگ گہرا ہونے لگتا ہے اور کئی دھبے آپس میں مل کر بڑا سا سرخ داغ بنا لیتے ہیں۔

خسرہ اگر شدید ہو تو آنکھوں میں سرخی کے ساتھ چہرے پر ورم آ جاتا ہے تمام جسم پر سوزش اور ورم آ جاتے ہیں۔

کچھ دنوں میں دھبوں کا رنگ ہلکا پڑنے لگتا ہے۔ یہ عمل چہرے سے شروع ہو کر نیچے کی طرف جاری ہوتا ہے۔ پہلے یہ بھورے پڑتے ہیں۔ پھر ان پر چھلکا اترنے لگتا ہے۔ کچھ مریضوں میں داغ ایسے لگتے ہیں جیسے کہ ان کے نیچے خون جمع ہو گیا ہے' لیکن یہ بھی ایک سے دو ہفتوں میں ختم ہو جاتے ہیں۔

جن بچوں کو ٹیکہ لگ چکا ہو' ان کو یہ بیماری نہیں ہوتی۔ اگر کبھی ہو بھی جائے تو حملہ شدید نہیں ہوتا۔ معمولی بخار کے بعد ٹانگوں پر دھبے اور گھٹنے کے نیچے پیروں تک ورم ہوتا ہے۔

بہت کمزور بچوں میں رنگدار دھبے آبلے بن جاتے ہیں اور اس طرح مریض کی تندرستی کچھ دور چلی جاتی ہے۔

خسرہ کی ایک قسم کالا خسرہ BLACK MEASLES کہلاتی ہے۔ اس میں دانتوں میں خون کے نشان ہونے کے علاوہ جسم کے کسی ایک یا تمام سوراخوں سے خون بہنے لگتا ہے۔ جیسے کہ ناک' کان' منہ وغیرہ۔

خسرہ کے بعد اسہال' بھوک کی کمی' مسوڑھوں میں سوزش' کان بہنا' جسم پر آبلے' مسلسل بخار' نمونیہ کے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔ کچھ بچوں میں تندرستی کے سات سال بعد دماغی مراکز اور اعصاب پر ناخوشگوار اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کیفیت کے بعد زندگی بچنی محال ہو جاتی ہے۔

تشخیص

بیماری کی تشخیص کیلئے لیبارٹری میں کوئی آسان یا قابل اعتماد طریقہ موجود نہیں۔ اس لئے مرض کا فیصلہ معالج کے علم اور فراست پر منحصر ہے۔

علاج

1- مریض اندھیرے یا کم روشنی والے کمرے میں بستر پر لیٹا رہے۔

2- غذا میں سیال چیزیں زیادہ دی جائیں۔ جیسے کہ جو کا پانی' ہارلکس' کیپلان' دودھ' یخنی وغیرہ

3- بخار کی شدت کو کم کرنے کے لئے ڈسپرین یا PARACETAMOL کا شربت یا

گولیاں دی جائیں۔

4۔ کھانسی کی شدت کو کم کرنے کے لئے کھانسی کے شربت۔

5۔ بورک ایسڈ کو صاف پانی میں ابال کر اس سے آنکھوں کو دن میں کئی بار دھویا جائے۔

6۔ جراثیم کش ادویہ کا اس بیماری پر کوئی اثر نہیں۔ البتہ کان بہنے یا نمونیہ کی صورت میں AMPICILLIN وغیرہ ان بچوں کو دیئے جاسکتے ہیں خصوصاً جو زیادہ کمزور ہوں۔

7۔ جسمانی قوت کو بحال رکھنے کے لئے وٹامن A-B-C کی گولیاں یا شربت لگاتار دیئے جائیں۔

خسرہ سے بچاؤ کا ٹیکہ

خسرہ کے وائرس کو لیبارٹری میں پرورش کرنے کے بعد کمزور کیا گیا اور اس کی 1963ء میں ویکسین بنائی گئی۔ اس ویکسین کا ٹیکہ جسم میں خسرہ کی بیماری کی سی کیفیت پیدا کرتا ہے اور اس طرح ٹیکہ لگنے سے عمر بھر کے لئے قوت مدافعت پیدا ہوتی ہے۔

یہ ویکسین شیشی میں سفوف کی مانند آتی ہے۔ جس کو گھولنے کے لئے علیحدہ سیال ساتھ ہوتا ہے اس دوائی کو انتہائی کم درجہ حرارت پر رکھا جاتا ہے۔ دوائی کے علاوہ سیال کو بھی حد درجہ ٹھنڈا رکھا جائے۔ اس ویکسین کو اگر کسی عام کمرے میں رکھا جائے تو بیکار ہو جاتی ہے۔ عام دوکاندار اسے رکھنے کے لئے ضروری درجہ حرارت مہیا کرنے اور بجلی چلی جانے کے باوجود اسے قائم رکھنے کے قابل نہیں ہوتے۔ اس لئے ٹیکہ صرف سرکاری مراکز سے لگوایا جائے ورنہ کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

دوائی کا محلول جب ٹیکہ لگانے کے لئے تیار کر لیا جائے تو اسے پھر بھی برف میں رکھا جائے۔ تیار شدہ دوائی کو ٹھنڈک میں رکھنے کے باوجود دو گھنٹوں کے بعد تلف کر

دیا جائے۔ اس مجبوری کی وجہ سے ٹیکہ لگانے کے مراکز میں ہفتہ کا ایک خاص دن ٹیکہ لگانے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ علاقہ کے زیادہ سے زیادہ بچے اس دن جمع ہو جائیں تاکہ بچی ہوئی ویکسین تلف نہ کرنی پڑے۔

ٹیکہ لگانے کی صحیح عمر 15 - 9 ماہ ہے۔ جس بچے نے ماں کا دودھ نہ پیا ہو اسے 6 ماہ کی عمر میں ٹیکہ لگا دینا چاہئے۔

ٹیکہ لگانے کے بعد سر درد ہو سکتا ہے۔ 9-6 دن بعد خسرے کی طرح کی کیفیت 2-1 دنوں کے لئے ہو سکتی ہے۔ جس میں معمولی بخار، کھانسی، زکام ہوتے ہیں۔ جلد پر پڑنے والے داغ 3-1 دنوں میں اپنے آپ ختم ہو جاتے ہیں۔ اگر بخار زیادہ ہو تو معمولی مقدار میں پیراسٹامول کا شربت دن میں ایک دو مرتبہ کافی ہوتا ہے۔

کن بچوں کو ٹیکہ نہ لگایا جائے

1- جن بچوں کو تشنجی دورے پڑتے ہوں۔

2- جن کو علاج کیلئے CORTISONES دیئے جا رہے ہوں۔

3- جن کو تپ دق یا کوئی شدید بیماری ہو۔

مریض سے تعلق میں آنے والے بچے

جب گھر میں کسی ایک بچے کو خسرہ نکلے تو اس گھر میں رہنے والے وہ تمام بچے بیماری کے خطرے میں ہونگے، جن کو ٹیکہ نہ لگا ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دوسری بیماریوں کی وجہ سے کچھ بچوں کو ٹیکہ لگانا ممکن نہ ہو سکا۔ گھر میں خسرہ ہونے کی وجہ سے یہ تمام بچے خطرے میں ہونگے ان بچوں کے لئے اب ایک ترکیب میسر ہے۔

حال ہی میں SERUM IMMUNE GLOBULIN نام سے ایک ٹیکہ تیار ہوا ہے خسرہ کے مبتلا بچے کے قریب آنے والے تمام بچوں کو یہ ٹیکہ لگا کر محفوظ کیا جا سکتا

ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ IMMUNO- GLOBULIN کا ٹیکہ بچے کے وزن کے ایک کلو گرام کیلئے 0.25ml کی مقدار کے حساب سے لگا دیا جائے۔

یہ ٹیکہ صرف ان بچوں کے لئے مفید ہے جو مریض سے قریبی تعلق میں آئے اور عام حالات میں ان کو خسرہ ہونے کا امکان موجود ہے لیکن یہ ٹیکہ تعلق میں آنے کے تین دن کے اندر لگا دیا جائے۔ تین دن گزرنے کے بعد ٹیکہ بے کار ہو گا۔ ٹیکہ لگانے کا مطلب یہ نہیں کہ اسے آئندہ خسرہ کا ٹیکہ لگانے کی ضرورت نہیں۔ فوری بچاؤ کے اس عارضی طریقہ کے 8-12 ہفتوں کے درمیان اس بچہ کو خسرہ سے بچاؤ کا باقاعدہ ٹیکہ لگا دیا جائے۔ اس طرح وہ زندگی بھر کیلئے اس اذیت سے محفوظ ہو جائے گا۔

طب نبویؐ

طب جدید میں خسرہ کا علاج نہیں ہے۔ علاج کا زیادہ تر دارومدار علامات کی شدت کم کرنے پر ہے۔ جو کہ قابل اعتماد طریقہ نہیں۔ اور ایک بچے کی زندگی کو بچانے کے لئے یہ طریقہ غیر یقینی ہے۔ طب نبوی اس مصیبت میں امید کی روشنی رکھتی ہے۔

1- منہ کے آبلوں اور کمزوری کیلئے گرم پانی میں شہد۔ بار بار دیں۔ یہ کمزوری کو دور کرتا، پھیپھڑوں کو توانائی مہیا کرتا اور سوزش کا علاج ہے۔

2- بچہ اگر زیادہ کمزور ہو تو اسے PEKING ROYAL JELLY کا آدھ ٹیکہ روزانہ پلایا جائے۔ اگر میسر آ جائے تو اس کی جگہ ROYAL JELLY کا شربت بھی دیا جا سکتا ہے۔

3- خسرہ کے خلاف شہد کی مکھی کے چھتے میں ایک زبردست ہتھیار PROPOLIS کی صورت میں موجود ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے یہ دوائی بیرونی ممالک میں تو مل جاتی ہے لیکن پاکستان میں نایاب ہے۔

جرمنی میں کئے گئے تجربات کے مطابق PROPOLIS سے انسانی جسم میں وائرس اور پھپھوندی سے ہونے والی تمام بیماریوں کا علاج کیا جاسکتا ہے۔

شہد کی مکھی کے چھتے میں ایک جالا ہوتا ہے۔ انگلستان میں لوگوں نے اس جالے کی چنے برابر گولی بنا کر مریضوں کو کھلائیں اور خوب فائدے اٹھائے

4- چونکہ خسرہ بھی انفلوئنزا کی طرح وائرس سے پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے انفلوئنزا کے علاج میں مذکور تمام علاج اس میں بھی اسی طرح کارآمد ہوں گے۔

خناق

DIPHTHERIA

یہ گلے کی ایک متعدی سوزش ہے۔ جس میں ایک جھلی پیدا ہو کر گلے کو بند کر دیتی ہے۔ یہ جھلی سانس اور غذا کی نالیوں کو بند کر سکتی ہے۔ کھانا پینا ناممکن بنا سکتی ہے' اس کی وجہ سے جسم میں پھیلنے والا زہر ایک سم قاتل ہے۔

اس بیماری کے جراثیم مریض کی سانس کے ذریعے خارج ہوتے رہتے ہیں اور قریب آنے والوں کی سانس کی نالیوں میں داخل ہونے کے بعد ان کو 6 - 2 دن میں بیمار کر سکتے ہیں۔ کچھ بچے ایسے ہیں جن میں اس بیماری کو حاصل کر لینے کی صلاحیت دوسروں سے زیادہ ہوتی ہے۔ پرانے زکام۔ گلے کی سوزشوں میں مبتلا بچوں کو یہ بیماری دوسروں سے زیادہ جلدی لگتی ہے۔ انسانی جسم میں اس بیماری سے بچنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے۔ ایک عام تندرست بچہ جس کا گلا خراب نہ ہوتا ہو وہ جراثیم کے اندر داخل ہونے کے باوجود ان کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ وہ بیمار نہیں ہوتا' اور اگر ہو بھی جائے تو اس کا جسم بیماری کو پھیلنے نہیں دیتا۔ حملہ شدید نہیں ہوتا اور سانس بند ہونے کی نوبت نہیں آتی۔ علامات کھانسی' بخار' گلے میں درد تک محدود رہتی ہیں۔

کچھ عرصہ پہلے خناق ایک عام بیماری تھی۔ اور ہر علاقہ میں بچوں کو درجنوں کی

تعداد میں جتلا دیکھا جاتا تھا۔ اب حفاظتی ٹیکوں کی وجہ سے بیماری کے پھیلاؤ میں کمی آ گئی ہے۔ 1941ء میں انگلستان میں 55000 بچوں کو خناق ہوا۔ جن میں سے 2790 ہلاک ہو گئے۔ لیکن 1971ء میں صرف 16 بچے بیمار ہوئے' جن میں سے صرف ایک ہلاک ہوا۔ ڈنمارک' سویڈن اور ناروے سے یہ بیماری ختم کر دی گئی ہے۔

بھارت میں صرف بمبئی کے متعدی امراض کے ہسپتال میں ہر سال 6000 بچے داخل ہوتے رہے۔ عالمی ادارہ صحت نے اندازہ لگایا ہے کہ ہر 10000 بچوں میں سے 4.7 بچے اس کا شکار ہوتے ہیں۔

علامات

علامات کو سمجھنے کے لئے بیماری کو چھ حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔ پانچ اقسام ناک اور گلے کو زد میں لیتی ہیں۔

ناک پر اثرات

جراثیم ناک میں گھس کر وہاں کی جھلیوں کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کا حملہ ایک طرف بھی ہو سکتا ہے اور دونوں اطراف بھی زد میں آ سکتے ہیں۔ ناک سے پانی بہنے لگتا ہے۔ پہلے یہ پانی لیسدار رطوبت کی شکل میں ہوتا ہے۔ پھر یہ گاڑھا اور پیپ سے بھرا نظر آتا ہے۔ ان رطوبتوں میں خون بھی شامل ہو سکتا ہے۔ اندر دیکھیں تو جھلی بنی ہوئی نظر آتی ہے اس کے علاوہ سرخی' جھلیوں میں زخم اور چھوٹے چھوٹے دانے نظر آتے ہیں۔ ناک کے اردگرد بالائی ہونٹ پر پھنسیاں نمودار ہوتی ہیں۔ ناک سے بہنے والی رطوبت سے بدبو آتی ہے۔

اس کیفیت میں بخار' کمزوری اور دوسری علامات کم سے کم ہوتی ہیں۔

گلے کا خناق

یہ اس کی عام ترین قسم ہے۔ سوزش، حلق، لوزتین میں وارد ہوتی ہے۔ شروع سے ہی ایک چمکدار، پتلی سفید جھلی گلے میں نمودار ہوتی ہے جو دنوں میں سخت ہو جاتی ہے۔ اگر اسے اتارنے کی کوشش کریں تو اطراف سے خون بہتا ہے۔ یہ جھلی گلے اور سانس کی نالیوں کو بند کر سکتی ہے۔

چھوٹے بچے گلے میں خراش اور درد کا اظہار نہیں کر سکتے، لیکن منہ سے زیادہ مقدار میں تھوک خارج ہوتا ہے۔ بخار 102 F تک ہو جاتا ہے۔ جراثیم کے زہر کی وجہ سے کمزوری اور بے قرار ہوتے ہیں۔

تالو اور حلق کا خناق

جراثیم کا زہر حلق سے براہ راست جذب ہو سکتا ہے۔ اس لئے گلے میں بننے والی جھلی بڑی لمبی بنتی ہے۔ یہ لوزتین کے علاوہ حلق کی دوسری اہم چیزوں پر چپک جاتی ہے۔ ناک کی نالیاں جہاں گلے میں کھلتی ہیں وہ بند ہو جاتی ہیں اور مریض کے لئے نگلنے کے علاوہ سانس لینا بھی ممکن نہیں رہتا۔

ابتداء میں جھلی شفاف اور نرم ہوتی ہے، لیکن ایک دو دن میں سخت اور مضبوط ہو جاتی ہے۔ آس پاس کی چیزیں ورم کر جاتی ہیں۔ سانس میں بدبو آ جاتی ہے کبھی کبھی ناک سے خون بھی بہنے لگتا ہے۔

سانس کی آمدورفت میں رکاوٹ کی وجہ سے مریض بڑی کوشش اور تکلیف سے سانس لیتا ہے۔ آکسیجن کی کمی موت کا باعث بن سکتی ہے۔ ورنہ موت جراثیم کے زہروں سے بھی ہو سکتی ہے۔ بیماری کی شدت ختم ہونے کے 7 ہفتے بعد تک جسم کے بعض حصوں میں فالج ہو سکتا ہے۔ بعض بچوں میں لقوہ بھی دیکھا گیا ہے۔

گندے اوزاروں سے بچے کی ناف کاٹنے یا ختنہ کرنے کے بعد وہاں سے جراثیم

جسم میں داخل ہو کر خناق کا باعث بن سکتے ہیں۔

تشخیص

جراثیم کی کثیر تعداد مریض کے حلق اور ناک کے پچھلے حصہ میں موجود ہوتی ہے۔ آسان طریقہ یہ ہے کہ روئی کی ایک پھریری لے کر حلق میں پھیر کر وہاں کا لعاب نکال کر اسے GIEMSA کے طریقہ سے سلائیڈ پر دیکھا جائے۔ جس کی رپورٹ میں CORYNEBACTERIUM DIPHTHERIAE نظر آ جاتا ہے۔ یہ جرثومہ خناق کا باعث بنتا ہے۔

حلق میں مصفا روئی کی پھریری داخل کر کے اسے پھیرا جائے اور اس مواد کو کسی معتبر لیبارٹری میں کلچر کیا جائے۔ اس کلچر کے ساتھ SENSITIVITY بھی کی جا سکتی ہے جس سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ مریض کو کونسی دوائی دی جائے۔

کلچر کا نتیجہ 48 - 24 گھنٹوں میں حاصل ہوتا ہے۔ جس بچے کا سانس رک رہا ہو جسم میں زہریلے مادے پھیلے ہوں اس کے لئے دوران انتظار مہلک ہو سکتا ہے۔

بچے کے خون کا TLC - DLC کیا جائے۔ اس میں TLC عام طور پر 50.000 فی C.MM کے لگ بھگ ہوتا ہے۔

ایک مریض کے خون کے DLC - TLC کا نتیجہ یہ رہا۔

A.A. LAB.

319 Riwaz Garden Opp. PIA Planettarium Lahore

TLC = 6100/cmm

DLC

Poly Morphs = 81%

Large Mono Nuclears = 12%

Mono Cytes = 3%

Eosinophils = 4%

E S R = 56 mm Ist Hour

خناق کے علاج کا ٹیکہ ANTI DIPHTHERIA SERUM اگر معقول مقدار میں لگایا جائے تو گلے میں بننے والی جھلی ایک دن میں سکڑتی نظر آتی ہے جبکہ 4 - 3 دن میں ختم ہو جاتی ہے۔

علاج

دل اور دوران خون پر برے اثرات رکھنے والی جراثیمی زہر سے بچاؤ کے لئے مریض بیماری کے دوران اور تندرست ہونے کے باوجود دو یا تین ہفتوں تک چارپائی پر لیٹا رہے۔ ورنہ دل کی تکلیف ہو سکتی ہے۔

جب تک گلا بند نہ ہوا ہو نیم سیال خوراک جیسے کہ دلیا' کسٹرڈ' یخنی' دیئے جا سکتے ہیں۔ بعد میں غذا صرف مشروبات تک محدود رہنی چاہئے۔ چونکہ مریض کے لئے نگلنا اکثر مشکل ہو جاتا ہے اس لئے توانائی کو بحال رکھنے کیلئے ورید کے ذریعہ گلوکوس کا ڈرپ مسلسل دیا جائے۔

گلے میں درد اور سر درد کے لئے اسپرین دی جا سکتی ہے۔ کھانسی کی شدت کو کم کرنے کے لئے کھانسی کے شربت مفید ہیں۔ گلے کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے گرم پانی میں نمک یا جراثیم کش ادویہ کے غرارے کروائے جا سکتے ہیں۔

DIPHTERIA ANTITOXIN SERUM جراثیمی زہروں کے خلاف ایک موثر دوائی ہے چونکہ اسے گھوڑے کے خون سے بنایا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا ٹیکہ جان لیوا بھی ہو سکتا ہے اسے بڑی احتیاط اور بعد میں ہونے والی گڑبڑ کے امکان کے پیش نظر کسی ہسپتال ہی میں لگایا جائے ٹیکہ لگانے کے بعد ڈاکٹر مریض کے پاس ایک

گھنٹہ تک موجود رہیں۔ خطرناک ہونے کے باوجود اکثر اوقات یہ ٹیکہ لگانا ضروری ہوتا ہے۔ اسے جان بچانے والا بھی قرار دیا جا سکتا ہے۔

ٹیکہ جراثیم کی زہر کو ختم کرنے کے لئے لگتا ہے۔ جراثیم کو ہلاک نہیں کرتا۔ اس لئے جراثیم کو ہلاک کرنے کے لئے جراثیم کش ادویہ کا استعمال ضروری ہے۔

بنسلین کی قسم Benzyl Penicillin خناق کے جراثیم کو ہلاک کرنے میں بڑی کارآمد دوائی ہے۔ عام طور پر اس کے 2.50.000 یونٹ کا ٹیکہ ہر چھ گھنٹوں کے بعد گوشت میں لگایا جائے۔ یہ ٹیکے چھ یا دس دن تک لگائے جاتے ہیں اور سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ ٹیکے کے علاوہ ERYHROCIN کی 250 ملی گرام کی گولی (بشرطیکہ گولی نگلی جا سکے) بڑی مفید دوائی ہے۔ اس کی تین یا چار گولیاں روزانہ دس دن تک دی جاتی ہیں۔ نگلنے کی مشکل کو حل کرنے کے لئے اس کا شربت بھی ملتا ہے۔ جس کے ایک چھوٹے چمچے میں 125 mg دوائی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کے دو چھوٹے چمچے دن میں چار بار دیئے جائیں اگر شربت پینا بھی ممکن نہ ہو تو ٹیکہ لگایا جا سکتا ہے۔ دن میں دو بار ٹیکہ کافی ہوتا ہے۔

اپریشن

خناق کے حملہ میں حلق میں ایک جھلی نمودار ہوتی ہے۔ یہ جھلی سانس کی آمدورفت کو بند کر دیتی ہے۔ کھانا پینا ممکن نہیں رہتا۔ یہ صورت حال مریض کی موت کا باعث ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کے حل کے لئے ٹھوڑی سے نیچے شاہ رگ کے وسط میں اپریشن کرکے ایک سوراخ بنایا جاتا ہے۔ سوراخ کو کھلا رکھنے کیلئے اس میں لوہے کی ایک گول RING فٹ کر دی جاتی ہے۔ اس سے فوری خطرہ ٹل جاتا ہے۔ اس سوراخ میں اکثر تھوک اور لیس جمع ہو کر سانس میں مشکل کا باعث بنتے رہتے ہیں۔ ایک

مشین سوراخ کے ساتھ لگا کر رطوبتیں چوس لی جاتی ہیں۔

اس دوران مریض کو آکسیجن کی اضافی مقدار مہیا ہوتی رہنی چاہیے۔ بہتر صورت یہ ہے کہ اسے مچھردانی کی طرح کا ایک خول چہرے پر لگایا جائے۔ جس میں پانی سے گزر کر آنے والی آکسیجن کی نالی ایک طرف سے داخل کر دی جائے۔ ہسپتالوں کا عملہ اس اپریشن کو گلے میں سیٹی لگانا کہتا ہے۔ یہ سیٹی تقریباً ایک ہفتہ رہتی ہے۔ اس دوران مریض ادویہ کے استعمال سے شفایاب ہو جاتا ہے۔

بیماری کے علاج کے دوران کچھ اضافی کام بھی کرنے پڑتے ہیں۔ جیسے کہ جراثیمی زہروں سے دل پر برے اثرات۔ ان چیزوں سے پڑھے لکھے ڈاکٹر آسانی کے ساتھ نپٹ سکتے ہیں۔

خناق سے بچاؤ

خناق ایک خطرناک قسم کی متعدی بیماری ہے۔ اس سے بچنے کا طریقہ اب آسانی سے میسر ہے۔

اگر گھر میں کسی بچے کو خناق ہو جائے تو دوسرے بچے اس کمرے میں داخل نہ ہوں۔ بچے کو تندرست ہونے کے بعد دو ہفتے بعد تک سکول نہ جانے دیا جائے۔ کیونکہ ایسے بچے دوسروں کیلئے خطرناک ہوتے ہیں۔

سنت نگر لاہور میں ایک آٹھ سالہ بچی خناق کی وجہ سے فوت ہو گئی۔ یہ بچی بیماری کے ابتدائی دنوں اور بخار کے باوجود سکول جاتی رہی۔ اس کے سکول جانے کی وجہ سے سکول کے تمام بچے خطرے میں تھے۔ اس کے بیمار ہونے پر جو عزیز عیادت کے لئے آتے وہ بھی خطرے میں تھے۔ جب مجھے اس کی وفات کی اطلاع ملی تو میں نے دو کام کیے۔

1- محلے کے تمام بچوں کو خناق سے بچاؤ کے ٹیکے لگائے گئے۔

2- سکول کے تمام بچوں کو ٹیکے لگائے گئے۔

3- مرحومہ بچی کی کلاس کی تمام بچیوں کو ایک ایک ماہ کے وقفہ پر تین ٹیکے لگائے گئے۔

4- مرحومہ کے گھر آنے والے تمام افراد' اس کی کلاس کی بچیوں اور استانیوں کو پانچ' پانچ دن کے لئے Erythrocin 250. mg کی گولیاں صبح' دوپہر' شام' دی گئیں۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے بعد خناق کا اور کوئی کیس نہ ہوا۔

بچوں میں بیماریوں کے حفاظتی ٹیکوں کے پروگرام میں D.P.T کا ٹیکہ 3 ماہ کی عمر سے لگایا جاتا ہے۔ ہر بچے کو دو' دو ماہ کے وقفوں پر تین ٹیکے لگتے ہیں۔ پھر ایک سال کے بعد ایک ٹیکہ لگتا ہے۔ بچہ جب سکول جانے لگے تو مزید اطمینان کے لئے ایک اور ٹیکہ لگتا ہے۔ اس طرح ہر بچے کو پانچ سال کی عمر تک پانچ ٹیکے لگتے ہیں۔

جن بچوں کو اس سے پہلے کالی کھانسی ہو چکی ہو ان کو D.P.T کی بجائے .D.T کا ٹیکہ لگتا ہے۔ کیونکہ پہلے پہلے P سے مراد کالی کھانسی تھی۔ اگر بچے کو کالی کھانسی ہو چکی ہو تو D.P.T کے ٹیکے سے الرجی ہو سکتی ہے۔ اس لئے اسے صرف خناق اور کزاز سے بچاؤ کرنے والی۔

DIPHTHERIA & TETANUS VACCINE لگائی جاتی ہے۔ بہتر صورت تو یہ ہے کہ اس کے بھی پانچ ٹیکے باقاعدہ پروگرام کے مطابق لگائے جائیں۔ اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ایک ایک ماہ کے وقفوں پر دو ٹیکے اور سکول جاتے وقت مزید اطمینان کا ایک ٹیکہ جسے BOOSTER DOSE کہتے ہیں لگایا جاسکتا ہے۔

پاکستان میں بچوں کے حفاظتی ٹیکوں کا پروگرام میں نے شروع کیا تھا۔ اور عالمی

ادارہ صحت نے مجھے ہی اس کی مزید تعلیم دینے کے لئے دوسرے شہروں کے لئے معلم قرار دیا تھا۔ ان تجربات کی بناء پر یہ بات واضح کر دینا مناسب ہے کہ دو ٹیکوں کے درمیان کا وقفہ کسی صورت میں بھی چھ ہفتوں سے کم نہیں ہونا چاہئے۔ اگر یہ وقفہ دو ماہ یا آٹھ ہفتے رکھا جائے تو بچے کیلئے زیادہ مفید ہے۔

پاکستان میں آجکل یہ ٹیکے ایک ایک ماہ کے وقفہ پر لگتے ہیں۔ وقفہ کو کم کرنے کا مقصد بہتر کارکردگی دکھانا یا اعداد و شمار میں اضافہ ہے۔ یہ عمل بچوں کے لئے مفید نہیں۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ پروگرام کے کارکنوں کے مشورہ کے خلاف بچوں کو ایک ٹیکے کے بعد دوسرا ٹیکہ ڈیڑھ ماہ یا چھ ہفتوں سے پہلے نہ لگوائیں۔

اگر اس دوران بچہ کسی مریض کے قریب رہا ہو ایک اضافی خوراک DT کی دینے کے علاوہ اسے Erythrocin 250 mg صبح' شام پانچ' چار دن دیں۔ ایسے تمام بچے انشاء اللہ خناق سے محفوظ رہیں گے۔

طب نبوی

خناق ایک ایسی بیماری ہے جس کے علاج میں وقت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ جراثیم کو ہلاک کرنے اور ان کی زہروں کے اثرات کو زائل کرنے والی ادویہ اگر پوری مقدار میں بروقت نہ دی جائیں تو مریض کی زندگی کو خطرات لاحق ہو سکتے ہیں۔ ہمارے ملک میں جدید علاج کے علاوہ دوسرے کئی طریقے بھی موجود ہیں۔ ان میں سے کئی ایک کے یہاں مفید ادویہ بھی موجود ہیں' لیکن ان کے اثرات آہستہ آہستہ سامنے آتے ہیں۔ جبکہ بیماری اتنی تیز رفتاری سے چلتی ہے کہ ادویہ کا اثر ہونے تک جراثیم کی تخریب کاری کوئی گل کھلا چکی ہوتی ہے۔ اس لئے مریض کے مفاد میں ضروری ہے کہ اس کا علاج سریع الاثر جدید ادویہ سے کیا جائے۔

جدید علاج میں خامی یہ ہے کہ وہ مریض کی قوت مدافعت کو بڑھانے کی بجائے کم کرتا ہے۔ اس میں بیماری کی پیچیدگیوں سے کوئی پیش بندی نہیں۔ حلق میں جھلی بن جانے کے بعد مریض کی خوراک متاثر ہوتی ہے۔ ایسے میں اس کو اعصاب اور جسم کیلئے مقوی غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔

شہد وہ منفرد غذا ہے جو دوا بھی ہے۔ مریض کو تھوڑی تھوڑی مقدار میں اگر ابتدا ہی سے بار بار چٹایا جائے تو بیماری آگے نہیں بڑھتی۔ کیونکہ اس کے جسم میں قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے۔ جن بچوں کو شروع سے ہی شہد دیا گیا انشاء اللہ ان کے حلق میں راستے کو بند کرنے والا پردہ نمودار نہ ہوگا۔ جراثیمی زہریں ان کے اعصاب پر اثر کر کے فالج کا باعث نہ ہوں گی۔ ان کا دل محفوظ رہے گا۔

اگر ممکن ہو تو بچے کو اس کے ساتھ PROPOLIS کا شربت بھی دیا جائے۔ یہ میسر ہو تو بیماری چند دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔

گلے کے عضلات میں اگر فالج ہو جائے تو سخت خوراک دی جاتی ہے۔ اس کام کے لئے جو کا دلیا۔ شہد ڈال کر اور اس کے ہمراہ دو' چار کھجوریں کچل کر دینے سے بیماری کا عرصہ کم ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں جب کوئی بیمار ہو جاتا تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تلبینہ (دلیا) کی ہنڈیا چولھے پر چڑھا دی جاتی تھی۔ اور' یہ گرم گرم دلیا اس کو مسئلہ کے ختم ہونے تک بار بار دیا جاتا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو کا یہ دلیا مریض کے دل سے غم کو اتار دیتا ہے۔

اس مفید نسخے کو بار بار استعمال کرنے سے مریض کی توانائی بحال رہے گی۔ مریض

کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوا تو بیماری کا زیادہ اچھی طرح مقابلہ کر کے علالت کے عرصہ کو کم کر سکتا ہے۔ جدید ادویہ بلاشبہ مفید ہیں۔ اور ان چیزوں کے ساتھ ان کو دیا جا سکتا ہے۔ بلکہ ان کے یہاں مریض کی توانائی کو قائم رکھنے۔ پیچیدگیوں کو روکنے اور عرصہ علالت کو کم کرنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔

انفلوئنزا

INFLUENZA

(جنگلی بخار) کھانسی بخار

کھانسی بخار کی وباء کا اکثر سننے میں آتا ہے۔ ایک ہی وقت میں ایک ہی علاقہ کے سینکڑوں افراد کھانسی، زکام، شدید بخار میں مبتلا ہوتے ہیں۔ پچھلے چند سالوں میں اس بخار کو لوگوں نے ہانگ کانگ فلو کا نام دیا تھا۔

وبا جب آتی ہے تو چند شہروں تک محدود نہیں رہتی۔ پورا ملک اس کی لپیٹ میں آ جاتا ہے۔ انفلوئنزا کی اہم وبا 19 - 1918ء میں پہلی جنگ عظیم کے ختم ہونے کے بعد مشاہدے میں آئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں یہ پوری دنیا میں پھیل گئی۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وباء کی لپیٹ میں آنے کے بعد 20 کروڑ افراد ہلاک ہوئے۔ صرف ہندوستان میں 60 لاکھ اشخاص لقمہ نشگ اجل ہوئے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ جنگ میں استعمال ہونے والے بارود کی وجہ سے یہ بیماری پھیلی۔ جراثیم کے علماء نے اس وبا کو خنزیر والا انفلوئنزا قرار دیا ہے۔

انفلوئنزا کی دوسری بڑی وباء 1957ء میں پھیلی جسے ایشیائی فلو کا نام دیا گیا۔ یہ

پوری دنیا میں پھیلی اور 10 ارب افراد اس میں مبتلا ہوئے۔ بھارت میں 25 لاکھ افراد بیمار ہوئے اور 767 اموات توجہ میں آئیں۔

(معذرت _ پاکستان کے ڈاکٹروں کے یہاں مصدقہ اعداد و شمار کا فیشن نہیں۔ اس لئے بھارتی ذرائع کو بخصوص کے ساتھ استعمال کیا گیا)

1968ء کے بعد انگلینڈ' سکاٹ لینڈ' ٹیکساس اور بنکاک میں وبائیں پھیلیں' لیکن انہوں نے زیادہ نقصان نہ کیا۔ 1957ء والی وباء کا وائرس بیس سال بعد چین اور روس میں دوبارہ مشاہدے میں آیا۔ اس نے 1977ء میں ان علاقوں میں وباء پھیلانے کی کوشش کی لیکن زیادہ لوگ متاثر نہ ہوئے۔ شاید اس لئے کچھ لوگ اس کا 20 سال پہلے بھی شکار ہو چکے تھے اس لئے ان میں اس کے خلاف قدرے قوت مدافعت پیدا ہو چکی تھی۔

یہ وائرس سے پیدا ہوتی ہے۔ مریض کے بات چیت کرنے۔ اس کے قریب جانے یا اس کے گلاس سے پینے کی وجہ سے وائرس کے جراثیم آدمی کے جسم میں داخل ہو جاتے ہیں اور اسے بیمار کر دیتے ہیں۔

علم جراثیم نے انفلوئنزا کے وائرس کو A-B-C- قسموں میں بیان کیا ہے۔ دنیا بھر میں پھیل جانے والی اکثر وبائیں A قسم کے وائرس سے ہوتی ہیں جبکہ B اور C اقسام کے وائرس بیماری کے پھیلاؤ میں زیادہ فعال نہیں ہوتے۔ لیکن بیماری کو ایک سے دوسرے تک منتقل کرنے میں یہ بھی اپنی خباثت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔

انفلوئنزا ہر عمر کے افراد کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ لیکن 5-15 سال کی عمر پر زیادہ اثرات دیکھے جاتے ہیں۔ وائرس ایک شہر یا ملک سے دوسرے تک مسافروں کے ذریعے جاتا ہے۔ پھیلاؤ کے لئے موسم سرما بہترین ہے' لیکن بھارت اور پاکستان میں چند وبائیں گرمی کی شدت کے باوجود دیکھی گئیں۔ البتہ یہ دیکھا گیا ہے کہ گرمی کے

موسم میں پھوٹنے والی وبائیں جلد ختم ہو جاتی ہیں۔

بھیڑ بھاڑ سے وائرس زیادہ لوگوں کو متاثر کر سکتا ہے۔ ریل کے ڈبے' سینما ہال کی ٹکٹ والی کھڑکی اور وہ تمام مقامات جہاں کافی لوگ جمع ہوں بیماری کے پھیلاؤ کے باعث ہوتے ہیں۔ طبی حلقوں میں بعض پرندوں اور جانوروں پر بھی بیماری پھیلانے کا شبہ کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ پرندوں اور چوپایوں میں انفلوئنزا دیکھا جاتا ہے۔ یہ بیماری کو ایک سے دوسرے تک پہنچانے یا اپنی بیماری پاس آنے والوں کو منتقل کرنے کا باعث ہو سکتے ہیں۔

یہ بیماری بہت جلد ہوتی ہے۔ مریض کے پاس جانے کے 72-18 گھنٹوں میں سوزش شروع ہو جاتی ہے اور علامات کا سلسلہ فوری طور پر شروع ہو جاتا ہے۔

علامات

ابتدا بخار سے ہوتی ہے۔ جو سردی لگ کر بھی آ سکتا ہے۔ جی متلانے لگتا ہے۔ سر میں شدید درد' جسم میں دردیں' گلے میں درد' آنکھیں سرخ' بھوک اڑ جاتی ہے' دل کی رفتار کم ہو سکتی ہے۔ مریض دیکھنے میں اچھا خاصا نظر آتا ہے۔ لیکن شدید بخار ہوتا ہے یہ بخار 6-4 دن تک رہتا ہے' اور اپنے آپ بھی اتر سکتا ہے۔

خشک کھانسی تکلیف دہ شکل اختیار کر لیتی ہے' کچھ مریضوں میں بیماری کی ابتدا میں نمونیہ بھی ہو جاتا ہے۔ کبھی کبھی ایک عجیب صورت حال سامنے آتی ہے۔ مریض کو کھانسی' بخار' جسم میں دردیں ہوئیں' 10-4 دن میں بیماری کی شدت جاتی رہی اور تندرستی کی توقع ہونے لگی۔ اس مرحلہ پر نمونیہ ناگہانی طور پر مسلط ہو جاتا ہے۔ اس مرحلہ پر تھوک کی مقدار بڑھ جاتی ہے اور اس میں سرخی کی آمیزش محسوس ہوتی ہے۔

پیٹ میں درد، متلی اور قے کے ساتھ بھوک اڑ جاتی ہے۔ کھانا نہ کھانے اور آنتوں میں سوزش سے قبض ہو جاتی ہے۔ ہوا نکلنی بند ہو جاتی ہے اور اسہال ہو سکتے ہیں۔ اس مرحلہ پر علامات میں گڑبڑ کی وجہ سے تپ محرقہ کا شبہ بھی پڑ سکتا ہے۔

سر درد کے ساتھ سوزش دماغ کی جھلیوں کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔ مریض بے ربط گفتگو کرتا ہے جو کہ پاگل پن کے قریب قریب ہوتی ہے۔ گھبراہٹ اور بے قراری بڑی شدت سے محسوس ہوتے ہیں اور یہ کیفیات تندرستی کے بعد بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ بخار اگرچہ 102F کے قریب رہتا ہے' لیکن ہونٹ نیلے اور دل پر برے اثرات سے حرکت قلب بند ہونے کا امکان موجود رہتا ہے۔

انفلوئنزا کے وائرس نمونیہ پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں' لیکن مریض کی کمزوری۔ سانس کی نالیوں میں ورم اور خیزش سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دوسری قسموں کے جراثیم بھی حملہ آور ہو جاتے ہیں اور نمونیہ کی بدترین شکلیں اس لئے بھی دیکھنے میں آتی ہیں کہ مریض کی قوت مدافعت کو بیماری پہلے ہی ختم کر چکی ہے۔ اس لئے دوسرے جراثیم کو بھی حملہ آور ہونے کا موقعہ مل جاتا ہے۔

دل کے عضلات اور والو ہمیشہ متاثر ہوتے ہیں۔ اگرچہ بیماری کا حملہ ختم ہونے کے بعد اکثر اوقات یہ کیفیت ختم ہو جاتی ہے لیکن کبھی مریض بخار سے نجات پانے کے بعد دل کے مستقل مریض بن جاتے ہیں۔

کان بہنے لگ جاتے ہیں۔ جوڑ ورم کر جاتے ہیں اور ان میں دردیں شروع ہو جاتی ہیں۔ گردوں کے خراب ہو جانے کا امکان بھی موجود ہے۔

انفلوئنزا کی اصل وحشت وہ تکالیف ہیں جو وہ اپنے جانے کے بعد جسم میں چھوڑ جاتا ہے۔

حفاظتی تدابیر علاج

انفلوئنزا سے بچاؤ کی اب تک صرف ایک صورت سامنے آئی ہے' اور وہ ہے اس سے بچاؤ کا ٹیکہ۔ انفلوئنزا کے وائرس کی متعدد قسمیں ہیں اور ہر قسم کے انداز اور اسلوب مختلف ہیں۔ اس لئے ویکسین صرف اس وائرس سے بنائی جائے جو حالیہ وباء کا باعث ہو رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ پہلے وباء پھیلے۔ پھر اس کے وائرس کی قسم پہچانی جائے اور پھر اس سے ویکسین تیار کی جائے ایک مختصر مدت میں ایسی کسی ویکسین کی تیاری ممکن نہیں اور اگر بنا بھی لی جائے تو اس کی اتنی مقدار حاصل نہیں ہو سکتی کہ سب لوگ محفوظ ہو جائیں۔ اس قسم کی ویکسین کے کچھ اچھے برے اثرات بھی ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے ہر قسم کے لوگوں کو ٹیکہ لگانا ممکن نہیں ہوتا۔ امریکی ماہرین کا خیال ہے کہ ہر کسی کو ٹیکہ لگانے کی بجائے بصرف اہم افراد کو محفوظ کر لیا جائے۔ اہم افراد سے ان کی مراد ڈاکٹر' نرسیں' شہری سہولتوں کا عملہ اور انتظامیہ کیونکہ ان لوگوں کا مریضوں سے تعلق رہے گا اور یہ اپنی خدمات اسی صورت میں تندہی سے ادا کر سکیں گے جب وہ خود بیماری سے بچے رہیں۔

ٹیکے کی افادیت کچھ زیادہ نہیں۔ اس لئے اس پر مکمل بھروسہ کرنا درست نہیں۔ دوسرے الفاظ میں ہر شخص کو اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جیسے کہ

1- جس جگہ دوسرے لوگ زیادہ تعداد میں ہوں وہاں نہ جایا جائے۔ جیسے کہ جلسے' جلوس' ریل اور بس کا سفر' سینما' تھیٹر وغیرہ۔

2- کھانستے اور چھینکتے وقت منہ کے آگے رومال یا ہاتھ رکھیں۔

3- فرش پر تھوکنے سے احتراز کیا جائے۔

4- دوسروں کا تولیہ' رومال' سگریٹ اور حقہ استعمال نہ کیا جائے۔

5- چائے خانوں اور ہوٹلوں میں جانے سے احتراز کیا جائے۔

6- بچوں کو پیار نہ کیا جائے۔

7- وباء کے دنوں میں صبح کا ناشتہ بھرپور کیا جائے۔ اور رات کا کھانا ضرور کھایا جائے۔ تاکہ کمزوری نہ ہو۔

علاج بالادویہ

وائرس اور ان کی زہریں اعصابی نظام اور دل پر تباہ کن اثرات رکھتے ہیں۔ اس لئے مریض مکمل طور پر آرام کرے۔ آمدورفت میں جسم کی جو توانائی صرف ہوتی ہے اس کو بچا کر رکھا جائے تاکہ وہ بیماری کے مقابلے میں کام آئے۔

اٹھنے چلنے' چلنے پھرنے' سیڑھیاں چڑھنے سے دل پر بوجھ پڑتا ہے وہ پہلے ہی خطرے میں ہوتا ہے۔ اس لئے چارپائی پر آرام کرنا ضروری ہے۔ کمرہ ہوادار ہو' لیکن ٹھنڈا نہ ہو۔ موسم کے مطابق لباس اور بستر استعمال ہوں۔

سردرد اور جسم کی دردوں کے لئے اسپرین کے خاندان کی دافع الم ادویہ یعنی ANALGESICS کی گولیاں یا شربت دیئے جائیں۔

گلے میں جلن اور سوزش کے لئے لسٹرین وغیرہ یا گرم پانی میں نمک کے غرارے کئے جائیں۔

ناک میں دوائی ڈالی جائے جیسے کہ

FENOX - NEOSYNEPHRINE - DELTARHINOL -

کھانسی کی شدت کو کم کرنے کے لئے وقتی سکون کے شربت استعمال کئے جائیں۔

انفلوئنزا وائرس سے ہوتا ہے اور اس پر کسی عام دوائی کا کوئی اثر نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود

TETRACYCLINS - CEPOREX - ERYTHROCIN

وغیرہ قسم کی جراثیم کش ادویہ ابتدا ہی سے دی جائیں۔ ان سے بیماری کی شدت میں کسی کمی کا کوئی اندیشہ نہیں' لیکن یہ بعد میں آنے والے جراثیم بلکہ بعض مہلک قسم کی پیچیدگیوں سے بچاتی ہیں۔

عمومی کمزوروں کے لئے VIT. B- COMPLEX کی گولیاں۔ مچھلی کا تیل' یخنی' بارلکس' کمپلان دیئے جائیں۔

حال ہی میں وائرس کے خلاف موثر ادویہ ایجاد ہوئی ہیں۔ یہ AMANTADINE اور RIMANTADINE ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک دوائی 200mg روزانہ اس بیماری سے نجات دلانے کی امید مہیا کرتی ہے۔

مریض سے براہ راست تعلق میں آنے والے تیمار داروں اور نرسوں کو یہی ادویہ 100mg صبح' شام کی مقدار میں دی جاتی ہیں' لیکن یہ ادویہ انفلوئنزا کی صرف قسم A کے خلاف کارآمد ہیں۔

طب نبویؐ

انفلوئنزا ان بیماریوں میں سے ہے جو صرف ان افراد پر حملہ آور ہوتا ہے جن کی قوت مدافعت کمزور ہو۔ کوشش کی جا رہی ہے کہ ویکسین دے کر قوت مدافعت میں اضافہ کیا جائے لیکن اس باب میں کوئی قابل ذکر کامیابی نہیں ہوئی۔ ماہرین نے اب تک جسم میں انفلوئنزا کے وائرس کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرنے کی جدوجہد کی ہے۔ یہ قوت مدافعت جب پیدا ہوتی ہے تو وائرس کی خاص اقسام کے خلاف ہوتی ہے۔ ابھی تک یہ ممکن نہیں ہو سکا کہ انفلوئنزا پیدا کرنے والے وائرس کی تمام اقسام کے خلاف کوئی ویکسین بنائی جا سکے۔ بیماریوں سے بچاؤ کی اس ترکیب کا بنیادی تصور

ہمیں محسن انسانیت سے میسر ہے۔

حضرت ابی الدرداءؓ اور انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اصل کل داء البردۃ۔

(دار قطنی' ابن عساکر' ابن السنی)

(ہر بیماری کا اصل باعث ٹھنڈک ہے)

یہاں پر ٹھنڈک سے مراد جسم میں قوت مدافعت لیا گیا ہے۔ اس کا موسمیاتی ٹھنڈک سے کوئی تعلق نہیں۔ انہوں نے ہمیں راستہ اور منزل کی نشان دہی فرما دی ہے کہ بیماریاں جسم کی قوت مدافعت میں کمی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ اس انکشاف کے بعد بیماریوں سے بچاؤ کیلئے راستہ متعین ہو جاتا ہے۔ اگر ہم قوت مدافعت کو بڑھا لیں تو ہر بیماری سے بچنے کی ایک جامع اور ہمہ گیر ترکیب میسر آ جاتی ہے۔

انفلوئنزا سے بچاؤ اور پھر علاج کے لئے قوت مدافعت کا ہونا ضروری ہے۔ جدید علاج پیش کیا جا چکا ہے۔ اس میں کسی جگہ بھی قوت مدافعت پر کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ وائرس کو آسانی سے مارنا ممکن نہیں۔ پھر بیماری کے علاج کی ترکیب کیا ہوئی ؟ سارا علاج علامات کو دبانے اور اس توقع پر مبنی ہے کہ 6-4 دنوں میں مریض کا اپنا حفاظتی نظام بہتر ہو کر بیماری پر غلبہ پا لے گا۔

جسم میں قوت مدافعت پیدا کرنے کے لئے شہد سے بہتر کوئی چیز نہیں۔ بیماری سے پہلے یہ بچاؤ کی خدمت سرانجام دے گا اور ہونے کے بعد جسم کی توانائی کو بہتر بنانے لگے۔ ہم نے اپنے اکثر مریضوں کو دن میں 5-4 مرتبہ ابلتے پانی میں شہد کا چمچہ چلایا اور صبح نہار منہ جو کا دلیہ۔ شہد ڈال کر دیا (تلبینہ) اور اس کے ساتھ 6-4 کھجوریں مریض کی توانائی کو بحال رکھنے میں لاجواب پائے گئے۔

قرآن مجید نے حضرت مریم علیہا السلام کو زچگی کی کمزوری کیلئے تازہ پکی ہوئی

کھجوریں تجویز فرمائیں۔ اور وہ یہ کھجوریں کھانے کے بعد اپنے نونہال کو گود میں لے کر گاؤں تک پیدل چلتی ہوتی گئیں۔

حضرت عامر بن سعدؓ روایت فرماتے ہیں کہ

سمعت سعدا یقول سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم یقول من تصبح بسبع تمرات عجوۃ لم یضرہ ذلک الیوم سم ولا سحر ○

(بخاری' مسلم' ابو داؤد)

(میں نے اپنے والد سعد (سعد بنؓ ابی وقاص) سے سنا کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ جس کسی نے صبح اٹھتے ہی عجوہ کھجور کے سات دانے کھا لئے۔ اس دن اس کو جادو اور زہر بھی نقصان نہ دے سکیں گے)

یہ ایک اصول بیان ہوا کہ کھجور جسم کو اتنی توانائی مہیا کر سکتی ہے کہ وہ زہروں سے بھی محفوظ ہو گیا۔ دن بھر کی فاقہ کشی کے بعد توانائی کو بحال کرنے کے لئے کھجور سے روزہ افطار کرنے کا ارشاد ہوا۔ حضرت عائشہؓ شادی سے پہلے کمزور تھیں ان کو تندرست کرنے کیلئے کھجوریں دی گئیں۔ اسلامی لشکر میں جنگی راشن بھی کھجوروں پر مشتمل تھا۔

کھجور اور شہد مریض کو توانائی مہیا کرتے ہیں۔ عام حالات میں اس شاندار علاج کے بعد بیماری 4-6 دنوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ وائرس دل اور دوسرے اعضاء رئیسہ پر حملہ آور نہیں ہوتا۔ ہم نے اس بیماری کے اکثر مریضوں کے لئے عام طور پر جو نسخہ تجویز کیا ہے وہ پیش ہے۔

1- دن میں تین' چار مرتبہ ابلتے پانی میں بڑا چمچہ شہد۔

2- نہار منہ جو کا دلیا' شہد ڈال کر اور 4-5 کھجوریں۔

(یہ مکمل اور مقوی ناشتہ ہے)

3- قسط شیریں	80 گرام
حب الرشاد	10 گرام
کاسنی کے پتے	5 گرام
میتھی کے بیج	5 گرام

ان کو ملا کر پیس کر ایک چھوٹا چمچہ صبح' شام' کھانے کے بعد۔

4- سوتے وقت بڑا چمچہ زیتون کا تیل' املی کا بنا ہوا۔

اس کے ساتھ وٹامن B کی گولیاں بھی دی جا سکتی ہیں۔ نسخہ میں میتھی کے بیج شامل ہوں تو زیتون کے تیل کی خاص ضرورت نہیں رہتی۔ مرض شدید ہو تو پھر تیل ضروری ہے۔

خوراک میں چکنی' کھٹی چیزوں سے پرہیز کیا جائے۔ قیمہ' یخنی' کسٹرڈ کھائے جا سکتے ہیں۔

قسط شیریں والا مرکب اگر بیماری کی ابتدا سے شروع کر دیا جائے تو جراثیم کش ادویہ کی ضرورت کبھی محسوس نہیں ہوتی۔ اگر یہ نسخہ دیر سے شروع کیا جائے تو جراثیم کش ادویہ کا معمولی اضافہ مناسب رہتا ہے۔

شہد کے چھتے کے بیروزہ کے کیپسول PROPOLIS اگر میسر آ جائیں تو پھر کسی اور دوائی کی ضرورت نہیں رہتی۔

کمزوری اگر زیادہ ہو تو PEKING ROYAL JELLY کا ایک ٹیکہ روزانہ پی لیا جائے۔

کن پیڑے

MUMPS

EPIDEMIC PAROTITIS

درمیانی عمر کے بچوں میں ایک وبائی بیماری پھیلتی ہے جس میں بچوں کے کان کے اردگرد ورم آجاتا ہے۔ سکول میں ایک بچے کو یہ تکلیف ہو جائے تو چند دنوں میں اکثر بچے لپیٹ میں آجاتے ہیں۔ اگرچہ یہ کسی بھی موسم میں ہو سکتی ہے لیکن زیادہ تر سردی اور بہار کے دنوں میں ہوتی ہے۔ منہ میں لعاب پیدا کرنے والی غدودوں میں PAROTID GLAND کافی بڑا ہے۔ یہ کان کے سامنے کی طرف چہرے کی دونوں سمتوں میں واقع ہے۔ کن پیڑوں کا وائرس MYXOVIRUS جب کسی تندرست بچے کی سانس کی نالیوں میں داخل ہوتا ہے تو وہ چل پھر کر اس غدود میں آکر اس میں سوزش پیدا کرتا ہے۔

کن پیڑے MYXOVIRUS کی بدولت PAROTID GLAND کی سوزش ہے۔ یہ مریض کے قریب جانے کے 3 - 2 ہفتوں کے بعد یا تقریباً 18 دنوں میں ہو جاتی ہے۔ ایک وقت میں ایک ہی گلینڈ زد میں آتا ہے۔ لیکن دوسرا اس کے ساتھ ہی یا کچھ دنوں کے بعد متورم ہو سکتا ہے اور اس طرح چہرے پر گھوڑے کے نعل کی شکل

کی ایک سوجن نمودار ہوتی ہے جو ایک کان سے دوسرے تک ٹھوڑی کے راستے چلی جاتی ہے۔ ماں کے دودھ میں اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت ہوتی ہے اس لئے ماں کا دودھ پینے والے بچوں کو چھ ماہ کی عمر تک کن پیڑے نہیں نکلتے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کہ ان بچوں کو 9 ماہ کی عمر تک خسرہ نہیں ہوتا۔

آلات تنفس کی دوسری بیماریوں کی طرح یہ بھی مریض کے منہ سے نکلنے والے جراثیم کے ذریعہ Droplet Infection کی صورت میں ہوتے ہیں۔ مریض کو دوسروں سے علیحدہ رکھا جائے یا تندرست بچے مریض کے قریب نہ آئیں تو ان کو کن پیڑے نہیں ہوتے' لیکن بیمار بچے کو تلاش کرنا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

بیماری کی علامات وائرس کے جسم میں داخل ہونے کے 21 - 16 دن بعد ظاہر ہوتی ہیں۔ اس عرصہ میں مریض اچھا بھلا نظر آتا ہے اور اس سے کسی خطرہ کی علامت ظاہر نہیں ہوتی۔ اس طویل عرصہ میں 10 دن بعد مریض کے تھوک اور سانس سے وائرس نکلنے لگ جاتے ہیں۔ یہ وہ مرحلہ ہے جب مریض دوسروں کے لئے خطرے کا باعث بن جاتا ہے۔ اس طرح انجانے میں ایک بچہ ظاہری طور پر بیمار نہ ہونے کے باوجود دوسروں میں بیماری پھیلانے لگتا ہے۔

ایک بچے کو چھ سال کی عمر میں کن پیڑے نکلے۔ ان کو سمجھایا گیا کہ مریض کے قریب سانس لینے سے یہ بیماری دوسروں کو بھی ہو سکتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے بہن بھائیوں اور دوسرے عزیزوں کے قریب نہ جائے اور اپنے برتن (گلاس' پیالہ' چمچہ اور پلیٹ) علیحدہ رکھے۔

بیماری کے پھیلاؤ کے طریقہ سے واقف ہونے کے بعد اپنی والدہ سے لے کر گھر کے ہر فرد کے منہ کے قریب جا کر زور زور سے سانس لئے اور اس طرح اس کے دور رہنے والوں عزیزوں سمیت خاندان کے گیارہ افراد

بیمار ہوسکے۔

عام طور پر یہ 5 - 4 سال کی عمر میں ہوتے ہیں' لیکن یہ کسی بھی عمر میں ہو سکتے ہیں' لیکن زندگی میں صرف ایک مرتبہ ہوتے ہیں۔ جس کو ایک دفعہ نکل آئیں وہ عام حالات میں آئندہ پوری زندگی کے لئے محفوظ ہو جاتا ہے۔

علامات

کان کے نیچے دبانے اور چبانے پر درد محسوس ہوتا ہے۔ منہ کھولنے پر درد محسوس ہوتا ہے۔ منہ کے اندر چند ایک سرخ دانے نظر آتے ہیں۔ متاثرہ گلینڈ کان کے سامنے واقع ہوتا ہے۔ اس میں ورم آتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کان کے ارد گرد سوجن کا دائرہ بن گیا ہے۔ بیماری ظاہر ہونے کے 3 دن کے اندر گلینڈ پوری طرح ورم کر جاتا ہے۔ بیماری کا حملہ اگر شدید ہو تو منہ کے اندر کے گلینڈ' زبان کے نیچے اور تھوڑی کے نیچے بھی ورم آ جاتا ہے۔ اگر بیماری ایک وقت میں دونوں گلینڈوں کو زد میں لے تو چہرے پر گھوڑے کی نعل کی شکل کی ورم نظر آتی ہے۔ اکثر اوقات ایک ہی گلینڈ زد میں آتا ہے۔ البتہ اس کے ٹھیک ہونے کے بعد ورم دوسری طرف کے گلینڈ کی طرف پہنچ جاتا ہے۔

ورم کے ساتھ ہلکا بخار ہو جاتا ہے۔ نگلنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ تکلیف زیادہ ہو تو چبانا بھی تکلیف دہ ہوتا ہے۔ پورا چہرا سوج جاتا ہے۔ اندر گلا پک جاتا ہے اور مریض خاصی اذیت میں ہوتا ہے۔ بیماری کی شدت میں کھانا کھانے کی مشکل کی وجہ سے اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ کچھ لڑکوں میں بیماری فوطوں کو بھی متاثر کر دیتی ہے۔ ان میں ایک طرف یا دونوں اطراف میں درد ہوتا ہے۔ ورم آ جاتا ہے اور بچے کیلئے چلنا پھرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ لڑکیوں میں بچے دانی کے ساتھ بیضے Ovaries میں ورم آ

جاتا ہے۔ چونکہ ان کو باہر سے دیکھا نہیں جا سکتا اس لئے بچی پیٹ درد کی شکایت کرتی ہے۔

بیماری کا حملہ 4 - 3 روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ مگر اس عرصہ میں دماغ کی جھلیوں میں سوزش سے مرگی کی طرح کے دورے پڑ سکتے ہیں یا سر میں پانی پڑ جاتا ہے۔

تندرست ہونے کے بعد کئی بچوں کو پیشاب میں شکر آنے لگتی ہے۔ کیونکہ وائرس نے Pancreatic gland کو بھی متاثر کیا۔ بچے بہرے ہوتے بھی دیکھے گئے ہیں۔ جن بچوں کے فوطوں میں ورم آتی ہے ان کے بارے میں اب تک یہ خیال رہا ہے کہ وہ آئندہ اولاد پیدا کرنے کے قابل نہ رہیں گے۔ جرمن ماہرین کو اس پر اعتراض ہے ان کے خیال میں اس کے اثرات مستقل نہیں ہوتے اور اگر کسی لڑکے میں اس قسم کی کوئی کیفیت پیدا ہو جائے تو بلوغت کے بعد وہ معمولی علاج سے تندرست ہو جاتا ہے۔

حال ہی میں ایک صاحب کو دیکھا گیا۔ کن پیڑوں کے بعد ان کی زبان بند ہو چکی ہے۔ اور اولاد پیدا نہیں کر سکتے۔ دس سال سے زیر علاج ہیں۔ مگر بیکار۔

بچاؤ

کن پیڑوں سے بچاؤ کیلئے ایک نہایت مفید اور عمدہ ویکسین بازار میں دستیاب ہے۔ اس کا ٹیکہ بچے کو اگر ایک سال کی عمر میں لگا دیا جائے تو وہ کافی عرصہ کیلئے محفوظ ہو جاتا ہے۔

بازار میں ایسے ٹیکے بھی ملتے ہیں جو ایک وقت میں تین بیماریوں کے خلاف موثر ہوتے ہیں جیسے کہ MMR کا ٹیکہ بیک وقت خسرہ کن پیڑوں اور سرخ بادہ

(MEASLES - MUMPS - RUBELLA) کے خلاف مفید ہے۔

بعض ماہرین کو کن پیڑوں سے بچاؤ کا ٹیکہ لگانے پر اعتراض ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ٹیکے سے حاصل ہونے والی مدافعت کا عرصہ متعین نہیں۔ جب اس کا اثر ختم ہو گا تو مریض بچپن سے نکل کر بلوغت میں داخل ہو گا۔ اگر اس عمر میں کن پیڑے نکلیں تو وہ زیادہ خطرناک ہو سکتے ہیں۔ جبکہ بچپن میں زیادہ خطرناک نہیں ہوتے۔ اس لئے ہر بچے کو یہ آسان سی بیماری بچپن ہی میں ہو جائے تو زیادہ اچھا ہے۔

یہ ٹیکہ حاملہ عورتوں۔ دائم المریض بچوں اور CORTISONE کے مرکبات کھانے والے بچوں کو نہ لگایا جائے۔

علاج

کن پیڑوں کا حملہ اگر زیادہ شدید نہ ہو تو کوئی خاص علاج نہیں کیا جاتا۔ درد اگر زیادہ ہو تو اسپرین' پونسٹان' ڈسپرین میں سے کوئی دوائی دی جا سکتی ہے۔

لاہور کے بھاٹی دروازہ کے اندر ماموں بھانجے کا کنواں بڑا مشہور تھا۔ لوگ بیمار بچوں کو اس کنوئیں پر لے کر جاتے تھے اور ورم والی جگہ پر کنوئیں کی گیلی گیلی مٹی کا لیپ کر دیتے تھے۔ سوزش کی تپش میں ٹھنڈے کیچڑ سے کمی آ جاتی تھی۔ یہ کمال تو کسی بھی کنوئیں کی مٹی سے کیا جا سکتا ہے۔

بچوں کو برتن بنانے والے کمہاروں کے پاس بھی لیجایا جاتا ہے۔ وہ مٹی کوٹنے والی تھاپی اس کے گال پر پھیرتے ہیں۔

میرے سکول کے راستہ میں ایک کمہار کچے برتن بنایا کرتا تھا۔ اس کا سارا کاروبار سڑک پر تھا۔ کئی دفعہ دیکھا گیا کہ لوگ اس کے پاس کن پیڑوں والے بچوں کو تھاپی پھروانے کے لئے لے کر آتے۔ کمہار ان پر لکڑی

پھیرنا۔ منہ میں کچھ پڑھتے پڑھتے دم بھی کرتا اور نیاز کا سوا روپیہ وصول کر لیتا۔

کن پیڑوں کا علاج کسار کیلئے خاصا منافع بخش کاروبار تھا۔ اگرچہ یہ علاج مفید نہ تھا۔ منہ کے اندر کی سوجن اور گلے کی خرابی کیلئے Glycerine Thymol لگائی جاسکتی ہے۔ یا 5000 : 1 طاقت کے پوٹاشیم پر میگنیٹ سے کلیاں کی جائیں۔ ورم پر Belladona glycerine لگائی جاتی تھی۔ مگر اب ان چیزوں کا بازار میں دستیاب ہونا بھی ممکن نہیں رہا۔

ورم کے لئے

CLINORIL - CHYMORAL - DANZEN - TAM TUM

کی گولیاں ملتی ہیں۔ یہ مفید رہتی ہیں۔ مگر مشکل یہ ہے کہ جتنی دیر میں ان کا اثر ہوتا ہے اتنی دیر میں ورم ویسے بھی اتر جاتا ہے۔ البتہ بیماری اگر پھیل گئی ہو اور فوطوں۔ میض یا لعاب پر اثر انداز ہو رہی ہو تو ان کا استعمال مفید ہو سکتا ہے۔

جب فوطوں پر ورم آ جائے تو ان کو چوٹ اور ہلنے جلنے کی تکلیف سے بچانے کے لئے بچے کو ڈھیلی سی لنگوٹی بندھوا دیں۔ جس میں روئی بھی رکھی ہو۔ درد اگر تکلیف دہ ہو تو برف کوٹ کر فوطوں پر اردگرد رکھی جائے۔ یا پلاسٹک' ربڑ کی تھیلی میں برف بھر کر وہاں رکھی جائے۔ بیماری شدید ہونے کی صورت میں ڈاکٹر Cortisone کی ایک گولی دن میں چار مرتبہ تجویز کرتے ہیں۔ چار دن گولیاں دینے کی بجائے ACTH - 100 کا ایک ہی ٹیکہ بھی کافی ہوتا ہے' مگر یہ علاج بڑی احتیاط سے کسی ماہر ڈاکٹر کے ہاتھوں انجام پائے۔

کن پیڑے وائرس سے ہونے والی سوزش ہے۔ اس پر جراثیم کش ادویہ میں سے کسی ایک کا بھی کوئی اثر نہیں۔ اس لئے جدید ANTIBIOTICS پر پیسے اور وقت

ضائع نہ کیے جائیں۔

طب نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدی بیماریوں کے مریضوں سے بات کرتے وقت ایک سے ڈیڑھ میٹر کا فاصلہ رکھنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ انہوں نے مریضوں کو کھانسنے اور چھینکنے کے دوران منہ کے آگے کپڑا یا ہاتھ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ ان ہدایات کی پیروی کی جائے تو کن پیڑوں کا خطرہ کم ہو جاتا ہے۔

مریض کی قوت مدافعت بڑھا کر بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کیلئے شہد پلایا جائے۔

منہ میں درد اور ورم کیلئے یہ لوشن استعمال کیا جائے۔

مرمکی	چھوٹا چمچہ
برگ مہندی	2 بڑے چمچے
صعتر فارسی	ایک بڑا چمچہ
پانی	ایک لیٹر

ان کو پانچ منٹ ابال کر چھان لیں۔ صبح، شام اس کی کلیاں یا غرارے کئے جائیں۔

شہد کی مکھی کے چھتے سے نکلنے والا بیروزہ جراثیم کش ہے۔ ڈنمارک میں کئے گئے تجربات کے مطابق یہ خسرہ کے وائرس پر بھی اثر انداز ہے۔ یہ بیروزہ یا عام باغبانوں کی اصطلاح میں چھتے کا جالا کن پیڑوں کا مفید علاج ہے۔ اس کی چنے کے دانے کے برابر گولی بنا کر بچے کو روزانہ کھلائی جائے۔ ورنہ جرمنی اور امریکہ میں یہ جوہر PROPOLIS کے نام سے ملتا ہے۔

بیماری اگر بڑھ جائے تو مریض کو یہ دوائی دی جائے۔

قسط شیریں 85 گرام

برگ مہندی 10 گرام

کاسنی کے بیج 5 گرام

ان کو پیس کر ایک چھوٹا چمچہ صبح، شام کھانے کے بعد۔ بچوں کو دوائی کی مقدار ان کی عمر کے مطابق کم کر دی جائے۔ یا شہد میں ملا کر چٹا دی جائے۔

نزلہ - زکام

خشام

COMMON COLD (CORYZA)

زکام ایک عام ہونے والی متعدی بیماری ہے جو ہر ملک' ہر عمر اور ہر آب و ہوا میں ہوتی ہے۔ اس کی اہم ترین علامت ناک کا مسلسل بہنا اور پھر بند ہو جانا ہے۔ کہتے ہیں کہ زکام کے پکنے میں تین دن' بہنے میں تین دن اور خشک ہونے میں تین دن لگتے ہیں اور یوں زکام کا ایک عام مریض 10-9 دن تک اذیت کا شکار رہتا ہے۔

زکام بذات خود بیماری نہیں بلکہ ناک' گلے اور سانس کی نالیوں کے بالائی حصوں کی سوزش ہے جو وائرس کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ناک کی دوسری بیماریوں اور الرجی سے بھی زکام یا اسی قسم کی علامات ہو سکتی ہیں۔

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ سردی میں باہر نکلنے' سردی میں گیلے کپڑے پہننے یا زیادہ ٹھنڈ میں جانے سے زکام ہو جاتا ہے۔ یہ سارے مفروضے غلط ہیں۔ برفانی پہاڑوں' قطب شمالی' سائبیریا اور ماؤنٹ ایورسٹ پر جانے والے سیاحوں کو زکام نہیں ہوتا۔ ان کی انگلیاں یخ بستہ ہو کر گل سڑ سکتی ہیں' لیکن زکام نہیں ہوتا۔ اس لئے سردی کی شدت یا ٹھنڈی ہواؤں کو زکام کا باعث قرار نہیں دیا جاسکتا۔ برفانی علاقوں میں گھومنے والے مہم جو جب شہری آبادیوں میں آتے ہیں تو ان کو زکام ہو جاتا ہے۔

امریکہ' برطانیہ اور جرمنی میں ایسے تحقیقی مراکز موجود ہیں جو کئی سالوں سے صرف زکام کے بارے میں تحقیقات کر رہے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ جب کوئی شخص کسی گرم کمرے میں بیٹھا ہو یا ائرکنڈیشن یا آگ کی بدولت اس کا جسم گرم ہو چکا ہو

اور وہ اس گرم کمرے سے نکل کر جب کسی سرد حصے میں جاتا ہے تو ناک کی جھلیاں گرم ہو کر ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ ایسے میں وہ وائرس کے حملہ سے بچاؤ کی صلاحیت سے محروم ہوتی ہیں اور اگر ان کو اس مرحلہ پر کہیں سے وائرس میسر آ جائے تو زکام ہو جاتا ہے۔

ایک دوست کو ذیابطیس کی تکلیف ہے جس کی وجہ سے ان کو رات میں پیشاب کے لئے اٹھنا پڑتا ہے۔ انھوں نے آجکل ہی بتایا کہ وہ جب گرم بستر سے نکل کر غسل خانے جاتے اور واپس آتے ہیں تو کمرے میں آنے کے بعد ان کو چھینکیں آنے لگتی ہیں۔
اکثر اوقات 3 - 2 چھینکوں کے بعد بات ختم ہو جاتی ہے۔

یہ صاحب بستر سے نکل کر جب غسل خانے جاتے ہیں تو ان کا کسی اور فرد سے رابطہ نہیں ہوتا اس لئے یہ ناک میں درجہ حرارت کی کمی سے پیدا ہونے والی خراش کو دو چار چھینکوں میں نپٹا کر فارغ ہو جاتے ہیں۔ راستہ میں زکام کا کوئی مریض مل جائے تو یہ زکام میں مبتلا ہو جائیں۔

ایک امریکی جائزہ کے مطابق ملک کی پوری آبادی میں سے نصف لوگوں کو سردی میں کم از کم ایک مرتبہ زکام ضروری ہوتا ہے۔ جبکہ گرمی کے موسم میں 20 فیصدی آبادی کا متاثر ہونا ایک اہم مشاہدہ ہے۔

زکام دنیا کی عام ترین بیماری ہے۔ گرم اور استوائی ملکوں میں رہنے والے سردی کے موسم میں اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ صنعتی اداروں میں ایک سروے کے مطابق ہر کارکن سال میں تقریباً 5 دن زکام کی وجہ سے کام کا ناغہ کرتا ہے۔ ایک امریکی سروے کے مطابق بالغ افراد میں سے ہر شخص ہر سال میں 3.67 دن زکام کی بیماری میں گزارتا ہے۔ بچوں میں یہ بیماری زیادہ شدت سے اثر انداز ہوتی ہے۔ سکول کے

اگر کسی ایک بچے کو زکام ہو جائے تو آہستہ آہستہ پورا سکول لپیٹ میں آجاتا ہے۔ ایک علاقہ میں جائزہ لیا گیا تو پوری آبادی میں ہر بچے نے ہر سال میں 5.65 دن ناغہ کیا۔ کیونکہ سردی' جسم میں رکاوٹ اور دوسروں کو محفوظ رکھنے کے لئے بچوں نے اتنے دن پڑھائی سے ناغہ کیا یا ان کو ایسا کرنے پر مجبور کیا گیا۔

زکام وائرس سے ہوتا ہے۔ وائرس سے ہونے والی بیماریوں کی برائی میں اچھائی کا پہلو یہ ہے کہ ان میں سے اکثر زندگی میں ایک بار ہوتی ہیں۔ جیسے کہ خسرہ۔ کن پیڑے اگر ایک مرتبہ ہو جائیں تو دوبارہ نہیں ہوتے' لیکن زکام وہ خبیث بیماری ہے جو زندگی بھر ہوتی رہتی ہے اور جسم میں اس کے خلاف قوت مدافعت پیدا نہیں ہوتی۔

ایک دوست دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنے لیٹ گئے۔ وہ ساڑھے چار بجے سہ پہر کو بیدار ہوئے۔ ہاتھ منہ دھونے کے دوران چھینکیں آئیں اور زکام کا باقاعدہ حملہ ہو گیا۔ پانچ روز کی شدید علالت کے بعد شفا پائی۔ ابھی کمزوری رفع نہیں ہوئی تھی کہ چھ دن بعد دوسرا حملہ ہو گیا۔ اگرچہ یہ قدرے مختصر تھا' لیکن ان کا برا حال کر گیا۔

علامات

دنیا کی کوئی بیماری اتنی جلدی نہیں ہوتی جتنی جلدی زکام ہوتا ہے۔ مریض کے پاس جانے کے چند منٹ کے اندر زکام ہو سکتا ہے۔ ورنہ عام طور پر 3 - 1 دن لگ جاتے ہیں۔ بیماری ہونے میں جسم کی عام صحت کو بھی قدرے اہمیت حاصل ہے۔ جن کی عام صحت اچھی ہو وہ اکثر اوقات مریض کے پاس جانے کے باوجود بچ جاتے ہیں یا حملہ ہونے میں دو چار دن لگ جاتے ہیں۔ اگر حملہ ہو بھی تو شدید نہیں ہوتا۔

بیماری کی ابتدا گلے میں خراش' ناک میں خیزش سے ہوتی ہے' پھر ناک بہنے لگتی

ہے۔ چھینکیں آتی ہیں۔ خشک کھانسی اور ناک میں بہنے والے پانی کے ساتھ آنکھوں میں بھی سرخی اور نمی رہتی ہے۔

زکام بنیادی طور پر ناک اور گلے کی جھلیوں کی سوزش ہے۔ جھلیاں دیکھنے میں سرخ۔ متورم نظر آتی ہیں۔ ان سے لعاب خارج ہوتے ہیں۔ ورم اور سوزش کی وجہ سے کھانسی اور چھینکیں آتی ہیں۔ ناک سے پانی بہتا ہے۔ پھر یہ بند ہو جاتا ہے۔ ناک بند ہونے کی وجہ سے اس راستے سے سانس لینا ممکن نہیں رہتا۔ مریض جب منہ سے سانس لیتا ہے تو گلے میں خراش بڑھتی ہے۔ سانس لینے میں مشکل پڑتی ہے اور تکلیف میں اضافہ ہوتا ہے جسم میں دردیں ہوتی ہیں اور بھوک اڑ جاتی ہے۔

چھینک اور کھانسی کے ذریعے مریض کے گلے اور سانس کی نالیوں سے نکلنے والے وائرس آس پاس میں پھیل کر قریب آنے والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ گلے اور ناک کا ورم، کانوں اور Sinuses کو بھی متاثر کر کے ان میں سوزش پیدا کر دیتا ہے۔ جسمانی علامات زیادہ نہیں ہوتیں۔

یورپ میں زکام کو Flu کہتے ہیں۔ حالانکہ زکام کا وائرس انفلوئنزا سے مختلف ہے۔ انفلوئنزا پورے جسم کے علاوہ پھیپھڑوں کو متاثر کرتا ہے۔ اس سے موت ہو سکتی ہے۔ زکام خطرناک نہیں ہوتا یہ صرف تکلیف دیتا ہے۔ کام کاج کی صلاحیت کو متاثر کرتا۔ پریشان کرتا اور اپنے وقت پر چلا جاتا ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ زکام کی وجہ سے جھلیوں میں آنے والی سوزش سے جراثیم کی کوئی اور قسم فائدہ اٹھا کر اسے کسی خطرناک بیماری میں تبدیل کر دے۔ ایسا ہونا اس لئے بھی ممکن ہے کہ مریض کی جھلیوں میں تکلیف ہے۔ قوت مدافعت میں کمی اور بیزاری کی وجہ سے بھوک اڑ جاتی ہے اور بیماریاں پیدا کرنے والے دوسرے جراثیم کو دعوت عام میسر رہتی ہے۔ اس لئے مریض کسی اور بیماری کا اضافی طور پر شکار ہو سکتا ہے لیکن ایسا کم ہوتا ہے۔ سال

میں دو چار مرتبہ کا زکام اگر ہر مرتبہ ساتھ میں پیچیدگیاں لے کر آئے تو لوگوں کا جینا دوبھر ہو جائے۔ بہتے ناک کو بار بار صاف کرنے سے چہرے کی کھال چھل جاتی ہے۔ منہ کا مزا خراب۔ بھوک غائب ہونے کے ساتھ کبھی کبھی نگلنے میں تکلیف ہوتی ہے۔ جب کوئی چیز گلے سے گزرتی ہے تو کھانسی شروع ہو جاتی ہے۔ ناک میں رکاوٹ اور حلق میں سوزش کی وجہ سے آواز بدل جاتی ہے۔ یہ کیفیت 10 - 8 روز جاری رہتی ہے۔

آنکھوں میں سرخی' ورم اور پانی بہنے کی وجہ سے بیزاری میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ اکثر لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ وہ اپنی جان سے بیزار ہوتے ہیں۔ کسی سے بات کرنا دوبھر ہو جاتا ہے۔ زکام اگر گرمی میں ہو تو زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔ کیونکہ جسم کے اندر تپش کی وجہ سے ٹھنڈے مشروبات کو جی چاہتا ہے جبکہ ان کو پینے سے کھانسی اور زکام میں اضافہ ہوتا ہے۔

عام طور پر ناک کا بہنا دو روز میں بند ہو جاتا ہے۔ اس مرحلہ پر ناک میں رکاوٹ۔ اندر کی جھلیوں پر چھلکے آ جاتے ہیں۔ چھلکوں کے اکڑاؤ کی وجہ سے جی چاہتا ہے کہ ان کو نکالا جائے۔ سارے دن ناک میں انگلی پھیرتے رہنا بدنما لگتا ہے۔ چھلکے اتارنے میں جھلیاں چھل جاتی ہیں۔ وہاں پر سوزش بھی ہو سکتی ہے۔

بیماری کے دس دن گزرنے کے بعد مریض جسمانی طور پر بے حال ہو جاتا ہے۔ طبی نقطہ نظر سے مریض کو بیماری کا پورا عرصہ گرم بستر میں ہوادار کمرے میں گزارنا چاہئے لیکن زندگی کی ذمہ داریوں کا کیا کیجئے کہ ان سے کبھی مفر نہیں ہوتا۔ بچوں نے سکول جانا ہے۔ چھٹیاں کریں گے تو کئی مضمون سمجھ میں نہ آسکیں گے۔ ملازموں کو لمبی چھٹیاں دینا مالکوں کا دستور نہیں۔ کاروبار اپنا ہو تو نگران کی غیر حاضری مسائل کا باعث بنتی ہے۔ اس لئے مریض کی کمر بستر کے ساتھ لگنے میں نہیں آتی - وہ اپنی مجبوریوں کی

طرف بھاگتا ہے تو تکلیف میں اضافہ کے ساتھ دوسروں کو بیمار کرتا چلا جاتا ہے۔

زکام کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نہایت ہی دلچسپ بنیاد عطا فرمائی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فاذا هاج سلط الله تعالیٰ علیہ الزکام فلا تداوو الہ

(مستدرک الحاکم)

دیلمی میں یہی روایت حضرت جریرؓ سے ہے۔

(جب اللہ تعالیٰ کو ذہ کے کسی مریض پر مہربان ہوتا اور اسے شفا دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اسے زکام ہو جاتا ہے اور اس کا علاج نہ کیا جائے)

اس حدیث کے مطابق زکام کا ہونا تندرستی کی بشارت ہے یا دوسرے الفاظ میں مریض کو زکام سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ اب تندرست ہو جانے کو ہے۔

زکام سے بچاؤ

زکام سے بچاؤ کا کوئی طریقہ موجود نہیں۔ پرانے ڈاکٹر مریض کی ناک سے نکلنے والے مواد کو لیبارٹری بھیج کر اس سے ویکسین بنوا کر مریضوں کو ٹیکے لگایا کرتے تھے جسے Auto Vaccine کہتے تھے۔ ہم نے کسی کو ان ٹیکوں کے بعد تندرست ہوتے نہیں دیکھا۔

یورپ میں زکام سے بچنے اور علاج کے لئے وٹامین "C" کو بڑی شہرت حاصل ہے۔ کہتے ہیں کہ موسم سرما میں سنگترے کا جوس گرم کر کے پینے سے زکام ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اسے باقاعدہ پینے والے کو زکام نہیں ہوتا۔

امریکہ میں تین ادارے۔ برطانیہ اور جرمنی میں ایک ایک طبی ادارہ پچھلے پچاس

سالوں سے صرف زکام کے علاج اور بچاؤ کے طریقوں پر تحقیقاتی کام کر رہے ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک بھی زکام سے بچاؤ یا علاج کا کوئی قابل اعتماد طریقہ بتانے کے قابل نہیں ہوا۔

زکام سے بچاؤ کیلئے طبیب اعظمؐ نے یہ زبردست ترکیب عطا فرمائی ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

غسل القدمین بالماء البارد بعد الخروج من الحمام امان من الصداع۔

(ابو نعیم)

(غسل کرنے کے بعد حمام سے نکلنے کے بعد اپنے دونوں پیروں کو ٹھنڈے پانی سے دھونا' زکام سے محفوظ رکھتا ہے)

صداع کے لفظی معنی سر درد ہیں لیکن عام بول چال میں صداع سے مراد سر درد اور زکام لیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ زکام میں بھی مفید ہے۔

کچھ متعدی بیماریاں ناک کے ذریعہ پھیلتی ہیں۔ ان سب سے بچاؤ کے طریقے یکساں ہیں۔ چونکہ یہ مریض کی سانس سے پھیلتی ہیں۔ اس لئے سانس کی ہوا سے دور رہنا ایک یقینی بچاؤ ہے۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلم المجذوم و بینک و بینہ قدر رمح او رمحین۔

(ابن السنی۔ ابو نعیم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان 2 - 1 تیر کے برابر فاصلہ موجود رہے)

کوڑھ کے جراثیم بھی ناک کے راستے داخل ہوتے ہیں۔ اس لئے بچاؤ کی یہ ترکیب Droplet infection سے ہونے والی تمام بیماریوں کے لئے یکساں کارآمد ہے اور آج دنیا بھر کے سائنس دان اس اصول پر عمل پیرا ہیں۔

سرکار دو عالم کی بارگاہ سے بیماریوں سے بچاؤ کا ایک اور کارآمد طریقہ حضرت عائشہ صدیقہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت فرماتی ہیں۔

نبات الشعر فی الانف امان من الجذام

(مسند ابو یعلی۔ طیالسی)

(ناک کے اندر کے بال کوڑھ سے بچاتے ہیں)

جب جراثیم سانس کے ذریعہ ناک میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی کچھ مقدار بالوں سے لگ سکتی ہے یا ان کی کارکردگی کا کوئی اور طریقہ ہوگا جس کو ہم ابھی نہیں جانتے۔ وہ لوگ جو ناک کے اندر کے بال کٹواتے ہیں ان کو بیماریاں ہونے کا اندیشہ دوسروں کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔

زکام سے بچاؤ اور علاج کے بارے میں وٹامن "C" کا بڑا شہرہ رہا ہے۔ مگر اب یہ یقین کچھ متزلزل ہو گیا ہے۔ یورپ میں سنگترے کے جوس کو گرم کرکے پینے کا بڑا رواج رہا ہے۔

پاکستان میں مکھن، گھی، بادام روغن، بداموں کی سردائی کو لوگ زکام سے محفوظ رہنے کیلئے استعمال کرتے آئے ہیں۔ دودھ کو موسم سرما میں بڑی مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔

مچھلی کے تیل کو زکام سے بچانے میں بڑی اہمیت رہی ہے۔ کرنل الٰہی بخشؒ اس کے بڑے معترف تھے، لیکن یہ تیل برفانی سمندروں کی مچھلیوں کے جگر کا ہونا چاہئے کیونکہ وہ یخ بستہ پانیوں میں رہ کر بھی سردی سے محفوظ رہتی ہیں۔ ان کے دفاعی نظام

کے کچھ اجزا اس تیل کے ذریعہ جسم میں داخل ہو کر زکام سے بچاتے ہیں۔

زکام سے بچاؤ کے جدید طریقوں کا جائزہ لینے کے بعد یہ دلچسپ انکشاف ہوتا ہے کہ طب جدید اس کو روکنے کے قابل نہیں اس کے مقابلے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے محفوظ رہنے کے متعدد نسخے عطا فرمائے ہیں۔ ان میں سے ہر نسخہ مفید اور موثر ہے۔

علاج

زکام ایک عام بیماری ہے۔ اس لئے لوگ اس کے علاج میں اپنے طور پر کافی محنت کرتے آئے ہیں۔ عام حالات میں یہ گھریلو نسخے استعمال ہوتے ہیں۔

- گرم ریت میں چنے بھون کر ان کی بھاپ لی جاتی ہے گرم گرم چنے رومال میں رکھ کر ان کو سونگھا جاتا ہے۔
- Egg Philip ایک مشہور نسخہ ہے۔ جس میں گرم دودھ میں کچا انڈا۔ برانڈی اور شہد ملا کر پیا جاتا ہے۔ اس نسخہ میں برانڈی کے مضر اثرات زیادہ ہیں۔
- دودھ میں کھجوریں، کشمش، چاروں مغز، بادام، ناریل ملا کر پکایا جاتا ہے اس مرکب میں پیتے وقت مکھن ملایا جاتا ہے۔
- سوجی کے حلوہ میں خشخاش بھون کر کھلایا جاتا ہے۔
- سوجی کے حلوہ میں پوست کا پانی ملا کر کھایا جاتا ہے۔
- سبز چائے کے قہوہ میں بادیان خطائی، الائچی سبز، کے ساتھ دار چینی ابال کر بڑا مقبول مشروب ہے۔ چائے کے ساتھ دار چینی کا رواج یورپ میں بھی ہے اسے Cinnamon Tea کہتے ہیں۔
- بادام، چاروں مغز، کالی مرچ ملا کر گھوٹا جاتا ہے اس میں دودھ ملا کر خوب گرم کیا

جاتا ہے۔ مکھن کی ایک ٹکیہ ملا کر یہ مرکب صبح' شام پیا جاتا ہے۔ بعض لوگ اس میں خشخاش بھی شامل کر لیتے ہیں۔

- کسٹرڈ پکا کر اس میں کیلے ڈالے جاتے ہیں۔ اسے گرم گرم کھلایا جاتا ہے۔
- مرغ یخنی' گرم گرم پینے سے آفاقہ ہوتا ہے۔

جدید علاج

بدقسمتی سے ابھی تک زکام کا کوئی بھی شافی علاج دریافت نہیں ہوا۔ زکام کا سبب ایک وائرس ہے۔ اس وائرس کو مارنے والی کوئی بھی دوائی ابھی تک دریافت نہیں ہو سکی۔ چونکہ اس کی علامات الرجی سے ملتی جلتی ہیں اس لئے الرجی کے علاج میں استعمال ہونے والی تمام ادویہ اس کے علاج میں استعمال ہوتی ہیں۔ بعض دوا ساز ادارے اسپرین اور Anti Allergic ادویہ کو ملا کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کی گولیاں زکام کا علاج ہیں۔ انہی نسخوں کی بدولت وہ اپنی دوائی کے ڈبہ پر Anti Cold Tabs کا لیبل لگاتے ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کوئی بھی دوائی زکام کا علاج نہیں کرتی۔ البتہ وہ علامات کو کم کر کے مریض کی تکلیف کو کم کرتی ہیں۔

زکام کے علاج میں زمانہ قدیم سے افیون' پوست اور خشخاش استعمال ہوتے آئے ہیں۔ طب دیسی ہو یا ولائتی زکام کے علاج میں افیون کو ہر جگہ مقبولیت حاصل رہی ہے۔ افیون رطوبتوں کو خشک کرتی اور دافع الم ہے۔ اس لئے ہر قسم کے طبیب لوگوں کو افیون کھلا کر شہرت کماتے رہے۔

طب جدید کو کیمیاوی امداد کی بدولت افیون کے عوض میں متعدد منشیات حاصل ہیں جو رطوبتوں کو خشک کرنے کے علاوہ مریض کی تکلیف کو کم کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں کہ ان کو کھانے کے بعد مریض کا حلق خشک ہو جاتا ہے۔ اتنی

بیزاری محسوس ہوتی ہے کہ وہ دوائی کھانے کی بجائے زکام کی تکلیف کو قبول کرنا زیادہ پسند کرتا ہے۔ کچھ ایسی ہیں جن سے مریض کو اونگھ آ جاتی ہے' لیکن زکام کے باوجود اپنا روز مرہ کا کام اطمینان سے انجام دینا کسی بھی دوائی کے بعد ممکن نہیں رہتا۔

نزلہ' زکام کے سلسلہ میں طب جدید میں یہ ادویہ مقبول رہی ہیں۔

○ مشہور ترین نسخہ Dowers Powder ہے۔ جس میں افیون کے ست Morphine کے ساتھ دوسری دوائیں شامل ہوتی ہیں۔ اس سفوف کا نصف سے پورا چھوٹا چمچہ صبح' شام دیا جاتا ہے۔ نیند لانے کے ساتھ یہ قابض بھی ہے۔

عالمی ادارہ صحت کی سفارش کے مطابق درد کو روکنے والی تمام دوائیں جیسے کہ Aspirin - Paracitamol کے مرکبات وقتی آرام دیتے ہیں۔

○ بند ناک کو کھولنے اور بہنے کیلئے یہ دوائیں ناک میں ڈالی جاتی ہیں۔

Blissnasal - Fenox - Otrivin

Rinerge - Rino - clinil - Rynacrom - Xynosine

Vekfanol - Vasylox

Deltarhinol - Pakabson - Probeta

الرجی کی تمام اقسام میں Cortico Steroids کا استعمال فیشن بن گیا ہے۔ اسی مناسبت سے موخر الذکر تین دوائیں Cortisone سے تیار ہوتی ہیں۔ ان کا زیادہ دنوں تک استعمال مناسب نہیں۔

زکام کی علامات کو کم کرنے کے لئے Anti - Cold قسم کی یہ گولیاں اور کیپسول بازار میں ملتے اور مقبول ہیں۔

Actifed - p - Coldene - Cofcol - Cold Cuff -

Coldinac - Coldrex - Contac - Cufgo - Dosafed -

Flufed - Paramine - Rapceen - Rondec -

Sinutabe Tripolon P - Tritabrol - Panadol CF-

الرجی کے عنوان سے ملنے والی تمام Anti Histaminics زکام کے علاج میں استعمال ہوتی ہیں۔

کھانسی کے تمام شربت الرجی کو روکنے والی دوایہ سے بنتے ہیں۔ اس لئے کھانسی کا ہر شربت زکام میں دیا جاتا ہے۔

پرانے ڈاکٹر مچھلی کا تیل زیادہ پسند کرتے تھے اور یہ حقیقت ہے کہ مچھلی کا تیل زکام کو روکنے اور اس کی شدت کو کم کرنے میں لاجواب تھا۔ اب اس کو لکھنا فیشن نہیں رہا اور نخرے باز مریض اس کی بو کو ناپسند کرتے ہیں اور بدقسمتی یہ کہ اسے درآمد کرنے والوں نے اس کی قیمت افسوس ناک کر دی ہے۔ 10 روپے میں ملنے والی شیشی اب 125 روپے کی ہے۔

زکام کے علاج کے سلسلہ میں برانڈی کو بڑی شہرت رہی ہے۔ گرم پانی میں برانڈی ملا کر یا برانڈی کو گرم کر کے دینے کا رواج رہا ہے۔ برانڈی سے تکلیف میں فوری کمی آ جاتی ہے۔ لیکن یہ بیماری میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے۔ نالیوں میں سوزش کی وجہ سے دوسری بیماریوں کے جراثیم حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ برانڈی چونکہ جسم کی قوت مدافعت کو کم کرتی ہے۔ اس لئے برانڈی کے استعمال کے بعد بیماری لمبی اور پیچیدگیوں کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

طب یونانی

اطباء قدیم نے زکام کو نزلہ گرم اور نزلہ سرد کی قسموں میں بیان کیا ہے۔

نزلہ گرم میں آنکھیں اور رخسار سرخ ہوتے ہیں۔ خارج ہونے والی رطوبت گاڑھی اور تیز ہوتی ہے۔ ناک، گلا اور سینہ میں جلن محسوس ہوتی ہے۔

نزلہ سرد میں جسم سرد ہوتا ہے۔ گرمی اور سوزش محسوس نہیں ہوتے۔ بہنے والا مادہ کبھی گاڑھا اور کبھی پتلا ہوتا ہے، لیکن اس میں تیزی نہیں ہوتی۔

گرم نزلہ کے علاج میں بلغم کو گاڑھا کرنے والی ادویہ دی جاتی ہیں۔ یہ جوشاندہ مفید ہے۔

بہی دانہ	عناب	سپستان
3 ماشہ	5 دانہ	9 دانہ

کو پانی میں تھوڑی دیر پکانے کے بعد چھان کر شربت بنفشہ کے ساتھ صبح' شام دیا جاتا ہے' تکلیف اگر زیادہ ہو تو نسخہ میں شیرہ تخم کا ہو 3 ماشہ اور شیرہ مغز بادام کا اضافہ کریں۔ بعض حکما ابتدائی نسخہ میں 4 ماشہ تخم خطمی اور 5 ماشہ گاؤ زبان بھی شامل کرتے ہیں۔

گرم نزلہ کیلئے اور اگر حلق سے خون آتا ہو تو یہ نسخہ مفید ہے۔

گوند ببول (کیکر) گوند کتیرا رب السوس (ملٹھی)

ایک - ایک ماشہ

کو پیس کر خمیرہ خشخاش یا خمیرہ گاؤزبان ایک تولہ میں ملا کر کھائیں۔ پینے کیلئے

بہی دانہ	عناب	سپستان
3 ماشہ	5 دانہ	9 دانہ

کو پانی میں معمولی جوش دے کر شربت خشخاش یا شربت بنفشہ۔ 2 تولہ ملا کر صبح۔ شام پلائیں۔

موسم گرما میں اگر گرم نزلہ ہو تو یہ نسخہ مفید ہے۔

شیرہ مغز بادام شیریں مقشر (5 دانہ)

شیرہ مغز کدو شیریں۔ (3 ماشہ)

شیرہ مغز تخم کاہو۔ (3 ماشہ)

شیرہ مغز تربوز۔ (3 ماشہ)

کو 2 تولہ شربت بنفشہ ملا کر پلائیں۔

اس سلسلے میں ایک جوشاندہ مشہور ہے

بہی دانہ	عناب	سپستان
3 ماشہ	5 دانہ	9 دانہ

تخم خطمی	گاؤزبان	گوند کیکر	گوند کتیرا
2 ماشہ	2 ماشہ	1 ماشہ	1 ماشہ

ان کو پانی میں جوش دے کر اس کو خمیرہ خشخاش ایک تولہ یا شربت بنفشہ 2 تولہ کے ہمراہ دیں۔

نزلہ بارد کے لئے یہ جوشاندہ بڑا مقبول ہے۔

گل بنفشہ	تخم خطمی	تخم خبازی	گاؤزبان	عناب	مصری
7 ماشہ	7 ماشہ	7 ماشہ	5 ماشہ	5 دانہ	2 تولہ

پانی میں جوش دے کر خمیرہ گاؤزبان عنبری 7 ماشہ کے ہمراہ دیں۔

انفلوئنزا

گل بنفشہ	گل نیلوفر	خاکسی (پوٹلی میں باندھ کر)
7 ماشہ	7 ماشہ	5 ماشہ

بہی دانہ	عناب	سپستان
3 ماشہ	5 دانہ	9 دانہ

کو بیس تولہ پانی میں جوش دے کر شہد مغز کدو اور شیرہ تخم کاہو 3 ماشہ ملا کر شربت نیلوفر 2 تولہ کے ہمراہ صبح، شام پلائیں۔

نزلہ تریاق ایک مفید دوائی ہے۔ اس کے علاوہ خمیرہ خشخاش، لعوق سپستان بہ نسخہ

مشہور دوائیاں ہیں۔ طب یونانی میں اچھی دوائیں ہونے کے باوجود زکام کے علاج میں منشیات کا استعمال زیادہ ہوتا ہے۔ ان کے علاوہ مغزیات میں بادام، چلغوزہ، چاروں مغز زیادہ پسندیدہ ہیں۔

طب نبوی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زکام سے محفوظ رہنے کے قابل عمل اور کار آمد طریقے عطا فرمائے۔

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالمرز نجوش فانہ جید للخشام

(ذھبی۔ ابن القیم)

(تمہارے لئے مرزنجوش موجود ہے۔ یہ زکام کیلئے بڑی موثر دوائی ہے)

محدثین نے بیان کیا ہے کہ مرزنجوش کے درخت کے پتے سونگھنے سے بھی ناک میں جما ہوا نزلہ نکل جاتا ہے۔ یہ ناک کو کھولتے ہی نہیں بلکہ اس کی جھلیوں کی ورم اتار دیتے ہیں۔ یہ ایسے پائے کا دافع اورام ہے کہ پرانی دردوں پر اس کا لیپ کریں تو سوجن اتر جاتی ہے۔ اس کے پتوں کو کوٹ کر چونوں کے نیل پر لگایا جائے تو ورم اتارنے کے ساتھ نیل کو بھی ختم کر دیتے ہیں۔

اس کے پتوں کو پانی میں پکا کر یہ جوشاندہ شہد ملا کر پلایا جائے تو کھانسی اور زکام ختم ہو جاتے ہیں۔

مرزنجوش ایک خوشبودار درخت ہے جسے اردو میں مروا۔ ہندی میں ستھرا اور علم نباتات میں ORIGANUM MAJORANA کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہومیوپیتھک

طریقہ علاج میں بھی اسے ورم اتارنے کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت نے حال ہی میں بڑے افسوس کے ساتھ اعلان کیا ہے کہ بدقسمتی سے زکام جیسی عام اور سادہ بیماری کا علاج ابھی تک دریافت نہیں ہو سکا۔ لیکن ان کی تردید میں یہ ارشاد نبوی موجود ہے۔ ہم نے درجنوں بار آزمایا اور اللہ کے فضل سے کبھی ناکامی نہیں ہوئی۔

طب نبوی میں موجود متعدد ادویہ زکام کو روکنے یا درست کرنے میں کمال کا درجہ رکھتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کو ہم نے ذاتی طور پر آزمایا اور مفید پایا۔

- ابلتے پانی میں شہد ملا کر اسے چائے کی طرح دن میں 4 - 3 مرتبہ پیا جائے۔
- زیتون کے تیل کا بڑا چمچہ صبح' شام' خالی پیٹ۔
- حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے لئے جو فریقہ تیار کیا گیا۔ اس میں انجیر خشک' ملٹھی' میتھرے' جو کا آٹا' شہد اور پانی تھے شہد ڈالے بغیر باقی چیزوں کو اچھی طرح نا کر پیتے وقت شہد ملا لیا جائے۔ مریض کو صبح شام یہ فریقہ گرم گرم کھلانے سے زکام ...ر کھانسی ختم ہو جاتے ہیں۔

زیتون کے تیل کی افادیت کے بارے میں ایک مفید اطلاع یوں میسر ہے۔

عن خالد بن سعد قال خرجنا مع غالب بن ابجر فمرض فی الطریق فقدمنا المدینتہ و ھو مریض فعادہ ابن ابی عتیق و قال لنا علیکم بھذہ الحبتہ السوداء فخذا منھا خمسا او سبعا فا سحقوھا ثم اقطروھا فی انفہ بقطرات زیت فی ھذا الجانب و فی ھذا الجانب۔ فان عائشہ حدثتھم انھا سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ھذہ الحبتہ السوداء شفاء من داء الا ان یکون السام و قلت و ما السام قال الموت

(بخاری۔ ابن ماجہ)

(خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن ابجر کے ہمراہ سفر میں تھا وہ راستہ میں بیمار ہو گئے ہماری ملاقات کو ابن ابی عتیقؓ (حضرت عائشہؓ کے بھتیجے) تشریف لائے۔ مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کلونجی کے پانچ سات دانے لے کر ان کو پیس لو۔ پھر انہیں زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو۔ کیونکہ ہمیں حضرت عائشہؓ نے بتایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ان کالے دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے۔ مگر سام سے میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ (موت) اس علاج سے غالب بن ابجر تندرست ہو گئے۔

حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ غالب بن ابجر کو انفلوئنزا تھا یا شدید زکام۔ حضرت ابن ابی عتیقؓ کے مشورہ پر ناک میں کلونجی اور زیتون کا تیل ڈالتے گئے۔ جس سے وہ تندرست ہو گئے۔

ہمارا طریقہ یہ ہے کہ ایک چمچہ کلونجی پیس کر اسے 14 - 12 چمچے زیتون کے تیل میں ملا کر اسے 5 منٹ ابلا جاتا ہے۔ کلونجی کا اثر تیل میں آ جاتا ہے۔ پھر اسے چھان لیا جاتا ہے۔ اس تیل کے دو چار قطرے ناک میں دونوں طرف صبح' شام ڈراپر سے ڈالے جاتے ہیں۔

آجکل ناک میں ڈالنے والی جتنی دوائیں ملتی ہیں وہ پانی میں بنی ہوتی ہیں۔ ان کا فائدہ بڑے مختصر عرصہ کیلئے ہوتا ہے۔ چند سال قبل ناک میں ڈالنے والی دوائیں تیلوں میں بنی ہوتی تھیں جن کی وجہ سے ان کے اثرات زیادہ دیر تک رہتے تھے۔

بازار میں ملنے والی تمام جدید دواؤں کے مقابلے کلونجی اور زیتون کا تیل زیادہ موثر اور مفید ہے۔

میں اسے 15 سالوں سے استعمال کر رہا ہوں۔ پرانے زکام سے لے کر ناک میں مسوں تک یہ ہر بیماری میں مفید پایا گیا۔

مہندی جراثیم کش ہے اور گلے کی خراش میں فوری فائدہ دیتی ہے۔

مہندی کے پتے پانی میں چائے کی طرح ابال کر چھان لئے جائیں۔ اس جوشاندہ سے صبح' شام غرارے گلے کی تکلیف کو فوری آرام دیتے ہیں۔

ناک میں تکلیف دینے والے چھلکوں کیلئے وضو کرنا کافی ہوتا ہے۔ ناک میں دو تین مرتبہ پانی ڈالنے سے یہ نرم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ناک صاف کی جائے تو سارے چھلکے باہر نکل جاتے ہیں۔

آئندہ چھلکوں کو بننے سے روکنے کے لئے ناک میں زیتون کا تیل لگانا بہترین پیش بندی اور علاج ہے۔ اکثر اوقات ایک دو مرتبہ تیل لگانا ہی کافی ہوتا ہے۔

ورنہ بہتر صورت یہ ہے کہ کلونجی اور تیل والا مرکب صبح' شام ناک میں لگا دیا جائے۔ عام طور پر چھلکے دو تین دن میں ختم ہو جاتے ہیں۔ اس مرکب میں مہندی کے پتے بھی شامل کئے جا سکتے ہیں۔

دمہ

ربو۔ ضیق النفس

BRONCHIAL ASTHMA

دمہ سانس میں رکاوٹ کی ایک ایسی بیماری ہے جو سالوں چلتی ہے بلکہ ایک محاورے کے مطابق

دمہ دم کے ساتھ

بیماری ایک مرتبہ شروع ہو جائے تو پوری عمر ساتھ چلتی ہے۔ یہ صغر سنی سے لے کر عمر کے کسی بھی مرحلہ پر شروع ہو سکتی ہے۔ مریض کو کھانسی کے ساتھ سانس لینے میں مشکل ہونے لگتی ہے۔ سانس لینے میں خاصی محنت اور جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔ ایک عام آدمی ایک منٹ میں 18 مرتبہ سانس لیتا ہے۔ اس کو سانس لیتے یا خارج کرنے کا احساس نہیں ہوتا۔ یہ ایک قسم کا خود کار عمل ہے' لیکن دمہ کے مریض کو سانس لینے اور اسے نکالنے میں گردن اور چھاتی کے تمام عضلات کا زور لگانا پڑتا ہے۔ گردن کی رگیں تن جاتی ہیں۔ جب دورہ پڑتا ہے تو دور کھڑا ہوا شخص بھی مریض کی قابل رحم حالت کو دیکھ سکتا ہے۔

دمہ کا ذکر ہر دور کی کتابوں میں ملتا ہے۔ ہر جگہ لوگوں کی ایک کثیر تعداد اس میں مبتلا ملتی ہے۔ قدیم مصر کی کتابوں میں سانس کی بیماریوں کے تذکروں میں سانس کی

گھٹن اور اس کے لئے علاج تو ملتے ہیں لیکن ان کے معالجات میں لوبان کی دھونی کے علاوہ دوسری مفید ادویہ کا تذکرہ نہیں ملتا۔ موت کے بعد انسانوں کا گوشت پوست گل جاتا ہے۔ مصری مقابر سے حاصل ہونے والی لاشوں کے پوسٹ مارٹم پر دمہ کا کوئی واضح ثبوت نہیں مل سکا۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اس زمانے میں دمہ کی بیماری نہیں ہوتی تھی۔ اس کا وجود اس لئے معلوم نہ ہو سکا کہ اس میں جو کچھ ہوتا ہے وہ پھیپھڑوں کے اندر ہوتا ہے۔ اور پھیپھڑے کچھ عرصہ کے بعد گل جاتے ہیں یا ان کو لاشیں حنوط کرنے کے عمل کے دوران نکال لیا جاتا تھا۔ اس لئے سانس کی نالیوں میں وقوع پذیر ہونے والی تبدیلیاں دیکھی نہ جا سکیں۔

سرد ممالک میں بارش، برفباری اور سرد ہواؤں کو سانس کے ذریعہ اندر داخل کرنے کی وجہ سے سانس کی تکلیف اور دمہ کثرت سے ہوتے ہیں۔ امریکہ میں ایک سروے کے مطابق 1985ء میں نوجوانوں میں سے ایک کروڑ افراد دمہ کا شکار تھے۔ ان میں بوڑھے، بچے اور وہ تعداد شامل نہیں جو تحقیقی اداروں کی توجہ میں نہ آسکی۔

ہم نے ایک گیارہ ماہ کے بچے کو دمہ کے شدید دورے پڑتے دیکھا ہے اس کو دورے روزانہ کئی مرتبہ پڑنے لگے اور وہ ہر ہفتے میں کم از کم پانچ راتیں ہسپتال میں گزارتا رہا۔

مشکل اور تکلیف سے سانس دو بیماریوں میں تکلیف سے آتا ہے۔ دل کی بیماریوں میں جب دل پھیل جائے یا اس کے عضلات کمزور پڑ جائیں اور اس کی دھڑکن کمزور پڑ جائے تو مریض کو سانس لینے میں مشکل پڑتی ہے۔ دل کے دمہ کے ان مریضوں کو لیٹ کر سانس لینے میں مشکل ہوتی ہے۔ مریض اگر بیٹھ جائے یا تھوڑا سا آگے کی سمت جھکے تو اس کی مشکل میں کمی آ جاتی ہے۔ دل کے دمہ یا CARDIAC ASTHMA کی وہ کیفیت جس میں اٹھ کر بیٹھ جانے سے سانس میں آسانی ہو جائے

ORTHOPNOEA کہلاتی ہے۔

ہمارا موجودہ موضوع پھیپھڑوں کی نالیوں میں انقباض کی وجہ سے پیدا ہونے والی سانس کی تکلیف ہے جسے BRONCHIAL ASTHMA کہتے ہیں۔ چونکہ اس میں سانس میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے اسے "ضیق النفس" بھی کہتے ہیں۔ مگر یہ اصطلاح یہ واضح نہیں کرتی کہ سانس میں تکلیف دل کی وجہ سے ہے یا پھیپھڑوں میں رکاوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے۔ عربی میں اسے ربو کہتے ہیں۔

بیماری کی ماہیت

پھیپھڑوں میں سانس کی نالیاں درختوں کی طرح پھیل کر بکھری پڑی ہیں۔ پہلی بڑی نالی کے ذریعہ ناک اور گلے سے ہوا جب گلے سے نیچے جاتی ہے تو یہ نالی دو حصوں میں تقسیم ہو کر دائیں اور بائیں پھیپھڑوں کو علیحدہ علیحدہ چلی جاتی ہے۔ آگے جا کر ہر نالی شاخیں بناتی ہوئی آخر میں ایک تھیلی کی صورت میں ختم ہوتی ہے۔ جسم کا گندا خون ان تھیلیوں سے مسلسل گزرتا رہتا ہے۔ گندے خون سے کاربن ڈائی آکسائیڈ گیس نکل کر باہر جانے والی سانس کے ساتھ نکل جاتی ہے اور اندر آنے والے سانس کے ذریعہ آکسیجن نالیوں کے راستے خون میں داخل ہو جاتی ہے۔ خون کی صفائی کا عمل پھیپھڑوں میں نالیوں کے آخر میں واقع تھیلیوں کے ذریعہ انجام پاتا ہے۔

دمہ کی وجہ سے نالیوں میں ورم آ جاتا ہے۔ ہر نالی میں عضلات کے ساتھ اندر کی طرف لعاب دار جھلی لگی ہوتی ہے۔ سب سے پہلے ورم اس جھلی میں آتا ہے اور اس کے ساتھ عضلات بھی سکڑ کر نالی کو تنگ کر دیتے ہیں۔ اگرچہ اس بیماری کے متعدد اسباب ہیں مگر ان سے قطع نظر جھلیوں میں ورم کی نوعیت عام سوزش کی مانند ہوتی ہے۔ جو کہ ناک سے لے کر گلا اور سانس کی تمام نالیوں میں پھیل جاتی ہے اسی سے

زکام، کھانسی اور بلغم بھی ہوتے رہتے ہیں۔

نالیوں میں پھنسی ہوئی بلغم قدرے خشک ہو کر فالودہ کی طرح کے لمبے ریشوں کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ یہ لمبے سلنڈر نما سانچے سانس کی چھوٹی نالیوں کو بند کر دیتے ہیں اور اس طرح سانس کی آمدورفت کے متعدد راستے مسدود ہو جاتے ہیں اور جسم میں ضرورت کے مطابق ہوا داخل نہیں ہو سکتی اور یوں مریض کو کھینچ کھینچ کر سانس لینے پڑتے ہیں۔

جب نالیاں مسدود ہو جائیں یا نالیوں میں انقباض کی وجہ سے بندش واقع ہو جائے تو اس کیفیت کو STATUS ASTHAMATICUS کہتے ہیں۔ جدوجہد سے سانس لینے کی کوشش کے ساتھ شدید کھانسی بھی آتی ہے۔ جسم کوشش کرتا ہے کہ کھانسی کے ذریعہ بلغم کو ان نالیوں سے باہر نکال دے جو سانس کے راستوں کو مسدود کئے ہوئے ہے۔ کھانسی کے نتیجہ میں بلغم اس لئے نہیں نکلتی کہ نالیاں بند ہیں اور مریض کھانس کھانس کر بے حال ہو جاتا ہے۔ چہرا سرخ ہو جاتا ہے بار بار کھانسنے سے سانس اسی طرح الٹ جاتا ہے جس طرح بچوں کا کالی کھانسی میں الٹ جاتا ہے۔

دمہ کا باعث خواہ الرجی ہی کیوں نہ ہو۔ نالیوں میں تھوڑی بہت سوزش بہرحال ہوتی ہے۔ بلغم گاڑھی اور لیسدار جو آسانی سے نہیں نکلتی۔ گلے میں خراش کی وجہ سے کھانسی آتی رہتی ہے۔ کھانسی کا دوسرا باعث سانس کی نالیوں میں بلغم کا انجماد بھی ہوتا ہے۔

دمہ کسی بھی عمر میں شروع ہو سکتا ہے۔ اور عمر کا باقی حصہ رفیق زندگی بنا رہتا ہے، لیکن چھوٹے بچوں میں 40 - 30 فیصدی بچے جوان ہونے تک بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ممکن ہے کہ حساسیت پیدا کرنے والے عناصر کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہو جاتی ہے جبکہ 70 - 60 فیصدی کا دمہ جاری رہتا ہے اور جوانی کے دوران پہلے سے

زیادہ شدید ہو کر سانس کی نالیوں کو آبلوں کی طرح پھیلا کر EMPHYSEMA جیسی موذی اور جان لیوا بیماری کا باعث بن جاتا ہے۔ کچھ ڈاکٹر ایسے ہیں جو بچوں کے دمہ کا علاج تو کرتے ہیں لیکن بیماری کے سبب کو تلاش کرنے اور آئندہ کے دوروں کو روکنے پر توجہ نہیں دیتے۔ لواحقین کو تسلی دی جاتی ہے کہ عمر کے ساتھ ساتھ دمہ اپنے آپ ختم ہو جائے گا۔ یہ خوش قسمتی اکثر نہیں ہوتی۔ بیماری عمر کے ساتھ ساتھ زیادہ تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔ اس لئے بچوں کے دمہ کو زیادہ توجہ دینی ضروری ہے۔ اور کوشش کرنی چاہیئے کہ دورہ کا سبب تلاش کرکے اس کا مستقل مداوا کر لیا جائے۔

لاہور کارپوریشن کے ایک سکول کی معلمہ کو دمہ کی تکلیف تھی۔ طب نبوی سے واقفیت سے پہلے بھی مجھے دمہ کے علاج سے دلچسپی تھی اور اس لئے لوگ میرے پاس علاج کیلئے آتے رہتے تھے۔ یہ خاتون میرے پاس آتی رہی۔ اس کو علاج سے کچھ فائدہ تو ہوتا مگر ایک دن ایسا شدید دورہ پڑا کہ اسے چار' پانچ دن تک ہسپتال میں رہنا پڑا۔ اس لڑکی کو دمہ کی تکلیف بچپن میں شروع ہوئی تھی۔ آہستہ آہستہ صورت حال یہ ہوگئی کہ پورے ہفتہ میں ایک یا دو دن ہسپتال سے باہر رہتی۔ میں خود یہ جاننے کا مشتاق تھا کہ یہ مریضہ کیوں تندرست نہیں ہوتی؟ اس لئے میں ہسپتال میں اسے دیکھنے جاتا اور وہاں کے علاج کو دیکھتا رہا۔

میو ہسپتال کے سارے ڈاکٹر اس کی شکل کے شناسا ہوگئے تھے۔ جیسے ہی وہ داخل ہوتی اسے گلوکوس کی ڈرپ لگا دی جاتی' اور اس ڈرپ میں ہر قسم کا ٹیکہ شامل کیا جاتا رہتا۔ گزرنے والا ہر ڈاکٹر اس کی بوتل میں ایک نئی دوائی داخل کر جاتا' لیکن دورہ تھا کہ دنوں میں جا کر قابو میں آتا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی سانس کی نالیاں ادویہ کی عادی ہوگئی تھیں

اور اسے دوائی دینا اسے ضائع کرنے کے مترادف تھا۔

اس دوران کسی غلط مشورہ کی بنا پر اس نے شادی کروا لی۔ ایک دو ماہ تو خیریت سے گزرے' لیکن جب خاوند کو بیوی سے کسی رفاقت یا خدمت کی بجائے ہر رات ہسپتال لے جانا پڑا تو وہ بھاگ گیا۔ چار ماہ بعد طلاق ہو گئی۔

آخر ایک روز دمہ سے پیدا ہونے والی بعض مشکلات اس کی موت کا باعث بن گئیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سانس میں رکاوٹ کی کیفیت آدھ گھنٹہ سے لے کر بیس گھنٹے تک چلتی ہے' لیکن یہ ضروری نہیں کہ دمہ کا ہر دورہ بیس گھنٹوں میں ختم ہو جائے۔ جیسا کہ ہم نے اس استانی کی بیماری میں دیکھا۔ دورہ کئی دنوں تک چل سکتا ہے۔

اسباب

عام نظریہ ہے کہ دمہ حساسیت کے باعث ہوتا ہے۔ اس مفروضہ کو اتنی مقبولیت میسر ہے کہ دمہ کا ہر مریض اپنی حساسیت چیک کرواتا نظر آتا ہے۔ یہ درست ہے کہ وہ افراد جن کے خون میں الرجی پیدا کرنے والی چیزوں کے خلاف مدافعت پیدا کرنے والی IQE نہ ہو اس کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔ عام حالات میں دمہ کا باعث یہ اسباب ہوتے ہیں۔

1- INFECTIONS سوزش

سانس کی نالیوں میں مزمن سوزشیں دمہ کا باعث بن سکتی ہیں۔ نالیوں کی سکڑن کی ایک قسم Spasmodic Bronchitis میں سانس کی رکاوٹ بیماری کی علامت کا حصہ ہے۔ پرانی کھانسی میں بھی سانس کی رکاوٹ علامات میں سے ہے۔

سانس کی نالیوں میں سوزش پیدا کرنے والے جراثیم کی بہت سی قسمیں ہیں۔

جراثیم کی بعض اقسام ایسی چیزیں بھی پیدا کرتی ہیں جن کے کیمیاوی اثرات نالیوں میں رکاوٹ پیدا کر سکتے ہیں۔

دمہ اگر دوسرے اسباب کی وجہ سے بھی ہو' تو بھی بیمار اور متورم جھلیوں پر جراثیم حملہ آور ہو کر صورت حال کو مزید خراب کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ موسم سرما میں دمہ کی تکلیف میں اضافہ بھی جراثیم کی وجہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ سرد ہوا کی وجہ سے جھلیوں کی قوت مدافعت میں کمی آ جاتی ہے اور جراثیم کو داخلے کا موقع ملتا ہے اور وہ پہلے سے سوجی ہوئی جھلیوں میں مزید ورم' پیپ' بخار پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

دمہ کا جو بھی علاج کیا جائے اس میں سوزش کو رفع کرنے اور جھلیوں میں آئندہ کے حملوں سے محفوظ کرنے کی ضرورت کو خصوصی توجہ دی جائے۔ جب تک سوزش موجود ہو دمہ کے علاج کی کوئی بھی دوائی اثر انداز نہیں ہوتی۔

2- ALLERGY حساسیت

ہر جسم کی اپنی خاصیت ہے۔ مچھلی ہی کو لے لیجئے۔ اکثر لوگ خوب مزے سے مچھلی کھاتے ہیں' لیکن کچھ ایسے ہیں جو تھوڑی سی بھی مچھلی کھا لیں تو ان کے جسم پر دانے نکل آتے ہیں۔ خارش ہونے لگتی ہے۔ کھانسی اور زکام ہو جاتا ہے۔ حالانکہ مچھلی زکام کا علاج ہے۔ مچھلی کی بعض قسمیں بے ضرر ہوتی ہیں جبکہ بعض قسمیں خارش پیدا کر دیتی ہیں' لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ مچھلی یا انڈا کھانے سے ہر کسی کو حساسیت کا امکان موجود ہے۔

ہر انسانی جسم کی پسند علیحدہ ہوتی ہے' ایک چیز جو دوسروں کے لئے بے ضرر ہے ایک جسم کو پسند نہیں آتی۔ اس استعمال کی چیز یا خوراک کے استعمال کے بعد ان

لوگوں میں شدید ردعمل ظاہر ہوتا ہے۔ جسے الرجی یا حساسیت کہا جاتا ہے۔

حساسیت سے دمہ ایک دم شروع نہیں ہوتا۔ مریض کے خاندان میں حساسیت سے پیدا ہونے والی تکالیف کا سلسلہ جیسے کہ بار بار کا زکام' اگزیما' چہرے کا بلا وجہ ورم کر جانا اور جسم پر خارش ہوتے رہتے ہیں۔ پھر کوئی ایسی چیز استعمال میں آتی ہے جس کے بعد سارے جسم پر خارش' چہرے پر ورم' گلے میں ورم وغیرہ ہو جاتے ہیں۔ اس کیفیت کا مشاہدہ خواتین میں زیادہ کثرت سے کیا جا سکتا ہے۔ جب وہ چہرے اور جسم پر انواع و اقسام کی کیمیات جلد کو نکھارنے کیلئے لگاتی ہیں تو ان میں سے بعض چیزیں حساسیت پیدا کر سکتی ہیں۔

ایک خاتون کے چہرے پر کچھ فالتو بال تھے' کسی سہیلی کے مشورہ پر انہوں نے ایک مشہور پاکستانی کمپنی کی بنی ہوئی بال صفا کریم استعمال کی۔ تین دنوں میں چہرے پر ورم اور خارش کے ساتھ زخم نمودار ہو گئے۔ آٹھ دنوں بعد سانس میں تکلیف شروع ہو گئی۔

ہونٹوں کو "خوبصورت" بنانے کیلئے لپ اسٹک شہری خواتین کی لازمی ضرورت بن گئی ہے۔ لپ اسٹک موم میں رنگ ملا کر بنائی جاتی ہے۔ ہم نے سینکڑوں ایسی عورتیں دیکھی ہیں جن کے ہونٹ پھٹ گئے۔ ان پر ورم آ گیا' اگزیما ہو گیا اور چہرا خوبصورت بننے کی بجائے دہشت ناک ہو گیا۔

خوراک میں انڈا' مچھلی' گندم' دودھ' خمیر' جام' اچار اور شربت کو محفوظ کرنے والی ادویہ حساسیت پیدا کر سکتی ہیں۔

جانوروں کے بال' خاص طور پر کتوں کے ساتھ کھیلنے یا ان کو پیار کرنے سے پرندوں کے پروں کے تکیے' مصنوعی روئی (Acrylic Resin) مصنوعی ریشوں سے بنے لباس' کپڑوں کے رنگ اور پلاسٹک کے بنے زیورات الرجی پیدا کر سکتے ہیں۔

ان اشیاء کے علاوہ گرد و غبار، مرچیں جلنے کی بدبو، سگریٹ، بیڑی اور سگار کا دھواں، گیس کی بدبو الرجی پیدا کرنے کے علاوہ دمہ کے کسی مریض کو دورہ شروع کرواسکتی ہیں۔ حساسیت کے علاوہ یہ چیزیں سانس کی نالیوں میں خراش کا باعث ہوتی ہیں۔

انسانی جسم میں جب حساسیت محسوس ہوتی ہے تو اس کا باعث HISTAMINE ہوتی ہے۔ جب یہ پیدا ہوتی ہے تو الرجی کی علامت کے ساتھ سانس کی نالیوں کو سکیڑتی ہے اسی طرح کا ایک اور کیمیکل عضلات میں حرکت پیدا کرنے کے لئے ACETYL CHOLINE کے نام سے پیدا ہوتا ہے۔ سردرد کے لئے کھائی گئی اسپرین (ASPIRIN) کی گولی بھی حساسیت کے باعث دمہ کا دورہ لا سکتی ہے۔

PULMONARY EOSINOPHILIA

خون میں پائے جانے والے سفید دانوں

WHITE BLOOD CORPUSCLES کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تندرست آدمی کے خون میں دانے تعداد 6000 - 8000 فی cmm ہوتے ہیں۔

دمہ کے ایک مریض کی خون کی رپورٹ یہ رہی۔

A.A. LAB.

319 Riwaz Garden Opp. PIA Planettarium Lahore

TLC = 20700/cmm

DLC

Poly Morphs	=	70%
Large Mono Nuclears	=	10%
Mono Cytes	=	3%
Eosinophils	=	17%

E S R - 32 mm 1st hour

Sd/Muhmmad Arif

یہ رپورٹ بتاتی ہے کہ خون میں EOSINOPHILS کی تعداد اعتدال سے بڑھ گئی ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جسم کے کسی حصہ میں دیدان جاگزین ہیں۔ جیسے کہ پیٹ میں کیڑے یا پھپھوندی کی وجہ سے پھیپھڑوں میں سوزش جسے

FUNGAL SPORES کی وجہ سے قرار دیا جاتا ہے۔ ان تمام بیماریوں میں خون میں سفید دانوں کی قسم Eosinophils میں اضافہ 24 - 20 فیصدی تک جا سکتا ہے اور ساتھ ہی دمہ کے شدید دورے پڑ سکتے ہیں۔

لاہور میں علم طب کے ایک بڑے محترم استاد خان بہادر ڈاکٹر محمد یوسف مدظلہ ہوا کرتے تھے۔ ان کو دمہ کی شکایت ہوگئی' میڈیکل کالج میں سینہ امراض کی ایک خصوصی کانفرنس میں دوسروں کو سکھانے کے لئے انہوں نے اپنی بیماری کے کوائف سناتے ہوئے فرمایا!

میری سانس کی تکلیف اتنی بڑھ گئی تھی کہ میرے دونوں بیٹے (جو کہ ڈاکٹر تھے) سارا دن میری ٹانگ میں ADRENALINE کی سوئی ڈالے بیٹھے رہتے تھے۔ دمہ کے دورے پڑتے ہی جاتے تھے۔ اس دوران ایک ڈاکٹر دوست کسی کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلستان گئے۔ وہ اپنے ساتھ میری بیماری کی روائداد اور لیبارٹری کی رپورٹیں لے گئے۔

انہوں نے انگلستان کے ماہر ڈاکٹروں سے ڈاکٹر یوسف صاحب مدظلہ کی بیماری کے بارے میں مشورہ کیا۔ ان سے مشاورت کے بعد ڈاکٹر صاحب نے لاہور یہ ایکسپریس ٹیلی گرام دیا۔

"TREAT TROPICAL EOSINOPHILIA"

انگریز ڈاکٹروں نے ان کے خون میں سفید دانوں کے تناسب میں تبدیلی سے ایک بیماری

TROPICAL EOSINOPHILIA کی تشخیص کی' جس کی علامات میں دمہ کے شدید دورے بھی ہوتے ہیں۔ اس بیماری کے علاج میں ان دنوں سنکھیا کے وریدی ٹیکے NEOARS EPHANOBILLON دیئے جاتے تھے۔ کچھ ٹیکے لگنے سے خان بہادر صاحب کے دمہ کی شدت جاتی رہی اور یہ ماجرا سنانے یا علم العلاج کو پھیلانے کے لئے میڈیکل کانفرنس میں تشریف لائے۔

میں ان دنوں میو ہسپتال کے شعبہ امراض مخصوصہ سے متعلق تھا۔ جہاں پر امراض زہری کے علاج میں سنکھیا کے وہی ٹیکے استعمال ہوتے تھے۔ چونکہ ہم لوگ اس خطرناک زہر کے استعمال سے آگاہ تھے۔ اس لئے کئی ڈاکٹروں نے دمہ کے مریضوں کو سنکھیا دینے کے لئے ہمارے پاس بھیجا' یہ درست ہے کہ اکثر مریضوں کو فائدہ ہوا' لیکن حقیقت یہ تھی کہ فائدہ والی بات عارضی تھی' ظاہری صحت یابی کے باوجود مزید علاج کی ضرورت باقی رہ گئی تھی۔

علامات

بیماری کی ابتداء عام طور پر کھانسی سے ہوتی ہے گلے میں جراثیم کے علاوہ سوزش پیدا کرنے والے اسباب جیسے کہ دھوئیں' گردوغبار' تمباکو نوشی' کھٹائیاں' تلی ہوئی چیزیں (پکوڑے' پوریاں' پراٹھے) کھانے کے بعد کھانسی میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ کبھی کبھی گلے کی خرابی کے ساتھ زکام بھی شامل ہو جاتا ہے۔

کھانستے ہوئے احساس ہوتا ہے کہ بلغم پوری طرح خارج نہیں ہو رہی۔ بار بار کی خشک کھانسی سے گلے کی خراش میں اضافہ ہوتا ہے' دمہ کی ابتدا کے ساتھ یہ کیفیت سانس کی نالیوں کی سوزش Spasmodic Bronchitis میں بھی ہو سکتی ہے۔ سینے میں جمع ہوئی بلغم جب نکلتے ہی نہیں پاتی تو نالیوں میں بوجھ کا احساس بار بار کی کھانسی کا

باعث ہوتا ہے۔ خشک گلا مزید کھانسی کا باعث ہوتا ہے۔

جن لوگوں کو الرجی ہے' اگر وہ کوئی ایسی چیز استعمال کریں جس سے ان کو حساسیت ہے تو اس کے کھاتے ہی کھانسی اور اس کے ساتھ سانس رک جانا غوطے کی صورت میں ہوتا ہے۔ سانس کھینچ کر لینا پڑتا ہے۔ سانس لینے میں مشکل بڑھتی جاتی ہے۔ چھاتی کے تمام عضلات اور گردن کی رگوں کو سمیٹ کر زور لگانا پڑتا ہے۔ تمام کوششوں کے باوجود سانس لینے کا عرصہ نکالنے سے کم ہوتا ہے۔ چونکہ نالیاں اندر سے بند ہوتی ہیں اس لئے سانس لینے اور نکالنے میں کافی سے زیادہ کوشش کرنی پڑتی ہے۔ سانس کی آمدورفت کے درمیان سینے سے سیٹیاں بجنے کی آوازیں آتی ہیں۔ جن کو WHEEZING کہتے ہیں۔ سانس کے ساتھ بجنے والی یہ سیٹیاں دمہ کی بیماری کی اہم نشانی ہیں۔ جب دورہ ختم ہو جائے تو سیٹیاں اکثر کم یا بند ہو جاتی ہیں۔

مریض کوشش کرتا ہے کہ کھانس کر نالیوں میں پھنسی ہوئی بلغم کو نکال دے' لیکن یہ بلغم' گاڑھی اور لیسدار ہونے کے علاوہ نالیوں سے چپکی رہتی ہے جو آسانی سے نکلنے میں نہیں آتی۔ سانس چڑھتی رہتی ہے' چھاتی میں گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ ہر مریض یہ محسوس کرتا ہے کہ اگر بلغم نکال دی جائے تو اس کی تکلیف میں کمی آ جائے گی اور اگر کبھی بلغم کی کچھ مقدار خارج ہو جائے تو اس اذیت میں کمی آ جاتی ہے۔ کبھی کبھی ناکووے کی طرح کی لمبی اور لیسدار شاخیں سی خارج ہوتی ہیں۔ دورہ جب نہ بھی پڑا ہو تو مریض کی کھانسی کی آواز سے ایسا لگتا ہے کہ چھاتی کے اندر بلغم کی معقول مقدار موجود ہے جو کھانسنے پر چھلکتی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

نفسیاتی اسباب

انسانی زندگی میں ایسے اضطراری مراحل آتے رہتے ہیں' جن میں خوف' گھبراہٹ'

فرار' وحشت اور پریشانیاں پورے جسم پر اثر انداز ہو جاتے ہیں۔ طب جدید میں ان کو FEAR - FIGHT - FLIGHT کے ناموں سے ہنگامی کیفیات کا نام دیا گیا۔ ان حالات میں دماغ جسم کو مقابلہ یا فرار کے لئے تیار کرتا ہے۔

حادثات کے دوران جسم میں کیمیاوی تبدیلیاں آتی ہیں۔ جن میں HISTAMINE کا پیدا ہونا شامل ہے۔ یہ ہوائی جسم میں ورم اور حساسیت پیدا کرتی ہے۔ ہسٹامین سانس کی نالیوں کو سکیڑ کر یا بند کرکے دمہ کی کیفیت پیدا کر سکتی ہے۔ نفسیاتی مسائل سے پیدا ہونے والی یہ ہسٹامین مریض کے جسم میں حساسیت والی صورت حال پیدا کرکے دمہ کا باعث بن سکتی ہے۔

شیر کی بینائی کمزور ہوتی ہے وہ دور سے درخت کے تنے اور کسی انسان میں فرق محسوس نہیں کر سکتا۔ شیر کی وحشت سے انسانوں اور جانوروں میں ہسٹامین پیدا ہوتی ہے۔ شیر ہسٹامین کی بو کو سونگھ کر اندازہ کر لیتا ہے کہ اس کی آمد سے کسی کو وحشت ہو رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ وحشت میں آنے والا اس کا شکار ہے۔

قضائیہ میں کئی سال خدمات انجام دینے کے بعد ایک افسر نے ریٹائرمنٹ لے لی' ہوا بازی کے پیشہ میں مضبوط پھیپھڑے ایک لازمی صفت ہے۔ انہوں نے کاروبار شروع کر دیا' اگرچہ کاروبار اچھا چل رہا تھا لیکن دو ایک مرتبہ حوادث اور عارضی نقصان نے ان کو پریشان کر دیا۔ ان واقعات نے مضبوط پھیپھڑوں والے ان صاحب کو دمہ میں مبتلا کر دیا۔ ان کو احساس تھا کہ ذہنی بوجھ ان کی سانس میں رکاوٹ کا باعث بن رہا ہے' لیکن وہ جانتے بوجھتے بھی اس بوجھ کے اثرات کو ختم نہ کر سکے۔ آخر میں بوجھ بھی اتر گئے لیکن دمہ ایک مستقل اذیت بن کر ان کا رفیق زندگی بن گیا۔

ذہنی بوجھ، دہشت، گھبراہٹ، وقتی کیفیات ہیں جو دمہ کا باعث ہو سکتی ہیں۔ ان کے علاوہ بچپن کی تلخ یادیں، محرومی کے احساسات، احساس کمتری، تکلیف خوف کے مسائل ذہن میں دب کر مسلسل اذیت کا باعث بنے رہتے ہیں۔ جب کسی مرحلہ میں کوئی ایسا واقعہ پیش آ جائے جس سے تلخ یادیں پھر سے تازہ ہو جائیں تو اس کا اظہار دمہ کی صورت میں ہونے لگتا ہے۔ جہاں تک دہشت کا تعلق ہے تو دمہ خواہ کسی بھی سبب سے ہو۔ اس میں بیماری سے پیدا ہونے والی اذیت مستقل گھبراہٹ اور پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔

جب یہ کسی آلودہ ماحول میں آتے ہیں تو ان کو سانس لینے میں تکلیف ہونے لگتی ہے۔ چونکہ دمہ کے مریض کو سانس لینے میں پہلے ہی بڑی مشکل ہوتی ہے۔ اس لئے جب وہ کوئی ایسا کام کرتا ہے جس میں جسم کو مزید آکسیجن کی ضرورت پڑے تو سانس لینے میں مشکل شروع ہو جاتی ہے۔

پہاڑی مقامات پر ہوا میں آکسیجن ویسے ہی کم ہوتی ہے، دمہ کا کوئی مریض جب کسی پہاڑی مقام پر جاتا ہے تو آکسیجن کی کمی اور چڑھائی اترائی میں سانس کی اضافی ضرورت کی وجہ سے دمہ کا دورہ شروع ہو جاتا ہے۔

بچوں کی بیماریوں سے بچاؤ کے پروگرام کو شروع کرنے اور اضلاع میں اس پر پروگرام کو شروع کرنے کے لئے WHO نے پنجاب اور صوبہ سرحد کے ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسروں اور سول سرجنوں کے لئے ایک تربیتی پروگرام ستمبر کے مہینے میں مری میں شروع کیا۔ اس پروگراموں میں استادوں سمیت 80 سے زیادہ بڑے ڈاکٹر شامل تھے۔

محکمہ صحت پنجاب کے ایک بہت بڑے آفیسر کو رات میں سانس میں تنگی کا دورہ پڑ گیا۔ جسمانی طور پر یہ صحت مند اور توانا تھے۔ لیکن مری کی سڑکوں کی مشقت اور آکسیجن کی کمی کی وجہ سے ان کو دمہ کا دورہ پڑ گیا۔ یہ

ان کی زندگی کا پہلا دورہ تھا۔ اس سے پہلے ان کو کبھی الرجی یا سانس میں تکلیف نہ ہوئی تھی۔ ماہر پاکستانی اور ولایتی ڈاکٹروں کی ایک کثیر تعداد گھنٹہ بھر تک ان کے علاج کی منصوبہ بندی کرتی رہی ڈاکٹروں میں سے کسی ایک کے پاس کوئی بھی دوائی نہ تھی۔

آخر فیصلہ ہوا کہ مری کے سول ہسپتال سے ڈاکٹر، ادویہ اور آکسیجن طلب کی جائے۔ دورہ کو کنٹرول کرنے میں آدھ گھنٹہ اور لگ گیا اور یہ بیچارے اتنے ڈاکٹروں کے بیچ دو گھنٹے تڑپتے رہے۔

اگلے روز ان کو لاہور بھیج دیا گیا۔ جہاں بڑے بڑے ماہرین نے ان کا علاج کیا۔ بالآخر وہ اسی بیماری سے فوت ہوئے۔ دمہ کا دورہ ٹھنڈی ہوا، ہوا میں نمی کی زیادتی، سیڑھیاں چڑھنے سے بھی شروع ہو سکتا ہے۔ عام طور پر دورہ آدھ گھنٹہ میں ختم ہو جاتا ہے، لیکن ایسے مریضوں کی کمی نہیں جن کا دورہ کئی گھنٹوں تک چلتا ہے۔ یہ دن اور رات میں کسی وقت بھی شروع ہو سکتا ہے۔

کچھ مریض ایسے بھی ہیں جن کو دورہ نہ بھی پڑا ہو تو تھوڑی بہت سانس ہر وقت چڑھی رہتی ہے۔ دورے کے دوران چہرے پر سرخی، آنکھیں باہر نکلتی لگتی ہیں۔ گردن کی رگیں نمایاں، دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔ اختلاج قلب بیماری کے علاوہ دواؤں سے بھی ہو سکتا ہے۔ کیونکہ بیماری کے علاج میں استعمال ہونے والی اکثر ادویہ دل کی رفتار کو تیز کرتی ہیں۔

بیماری اگر زیادہ دیر تک رہے تو سانس کی نالیاں پھیل جاتی ہیں۔ ان پھیلی ہوئی نالیوں پر جراثیم کا حملہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ BRONCHIECTASIS اور EMPHYSEMA دمہ کے انجام ہوتے ہیں۔ دل کی بیماریاں بھی شروع ہو جاتی ہیں۔

ان میں سے کوئی ایک بھی خاتمہ کا باعث ہو سکتی ہے۔

علاج

دمہ ایک عام سی بیماری ہے۔ یہ ہزاروں سالوں سے انسانوں کے لئے اذیت اور موت کا باعث بنی آ رہی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ہمارے علم طب کے استادوں نے اس سلسلہ میں کوئی قابل ذکر کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ مشرقی ممالک میں طب عرب اور یونانی ادویہ کا رواج رہا ہے۔ اس طب میں بلغم کو تیر و خوبی سے نکالنے والی ادویہ کی کوئی کمی نہیں۔ ہم نے ان سب کو اس لئے منسوخ کر دیا کہ ان کو ولایت سے سند حاصل نہ تھی۔ تقسیم ملک سے پہلے بمبئی کی CIPLA کمپنی کھانسی کیلئے ایک شربت CHESTON کے نام سے تیار کرتی تھی جس میں گاؤزبان' عشبہ' عناب' منڈی اور خس راج کے ساتھ انگریزی ادویہ بھی شامل تھیں۔ یہ نسخہ کھانسی کی اکثر اقسام کے علاوہ پھیپھڑوں میں جمی ہوئی بلغم نکالنے میں بھی مفید تھا۔ اس کے بعد ایک انگریزی کمپنی نے BRONCHISAN کے نام سے شربت بنایا۔ اس شربت کا ذائقہ بالکل جوشاندہ کا سا تھا۔ بلغم نکالنے میں خوب تھا۔

طب یونانی میں بنفشہ' گاؤزبان' ملٹھی' عناب' سپستان' بہی دانہ' خوب کلاں' خطمی' خبازی' حب الرشاد' صعتر فارسی' پودینہ' رب انارشیریں اور ترش' بادیان' ملٹھی' توت' کوکنار (پوست)' زنجبیل' زوفا' کھو' کاسنی۔

سینکڑوں سالوں کے آزمائے ہوئے ہیں۔ انگلستان سے کاسنی کا شربت Syrup of wild cherry کھانسی کے لئے اولیت لے کر آیا کرتا تھا۔ اب یہ تمام چیزیں متروک ہیں' نئی ادویہ آ گئی ہیں۔ خواہ وہ مفید نہ ہوں۔ لیکن ولایت والوں نے بڑے دعوے سے نکالی ہیں۔ اس لئے ان کا استعمال ہم پر فرض ہو گیا ہے۔

جدید علاج

دورہ کے دوران علاج

1 - دمہ کے حملہ میں HISTAMINE کا بڑا تعلق ہے۔ اس لئے زمانہ قدیم سے مریض کو ADRENALINE کا 0.5 CC کا ٹیکہ زیر جلد لگا دیا جاتا تھا۔ یہ ٹیکہ فوری اثر کرتا تھا اور اکثر اوقات ایک ہی ٹیکہ گھنٹوں کے آرام کا باعث ہوتا تھا۔ اب اس کا فیشن نہیں رہا۔ بازار میں اسے تلاش کرنا بھی مشکل کام ہے۔

2 - EPHEDRINE کی 60 ملی گرام کی گولی دن میں 4 - 3 مرتبہ دینے سے دوروں میں کمی آ جاتی تھی' لیکن یہ بلڈ پریشر کو بڑھاتی اور بے خوابی کا باعث ہو سکتی ہے۔

3 - AMINOPHYLLIN کا 5 CC کا ٹیکہ 20% گلوکوس کے 10 C C ٹیکہ ملا کر براہ راست ورید (VEIN) میں آہستہ آہستہ لگایا جائے۔ دمہ کے دورہ کے دوران یہ ٹیکہ اس طرح لگانے سے عام طور پر فوری آرام آ جاتا ہے۔

4 - SILBEPHYLLIN کا ٹیکہ گوشت میں لگانے سے دورہ جلد ختم ہو جاتا ہے۔

5 - جن کا دورہ لمبا ہو جائے ان کو ہسپتال میں داخل کرنے کے بعد گلوکوس کی ڈرپ لگاتے ہیں۔ جس میں

AMINOPLYLLIN یا ETOPHYLLIN SILBIEPLIYLLIN کے ٹیکوں کے

علاوہ

SOLUCORTEF یا DECADRON کے ٹیکے ملائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ آکسیجن کی اضافی مقدار سانس کی نالیوں میں داخل کی جاتی ہے۔

6 - دمہ کے علاج میں کارٹی سون کو خاصی مقبولیت حاصل ہے۔ اس کے مختلف مرکبات دورے کے دوران اور اس کے بعد آئندہ دوروں سے بچاؤ کے لئے بڑے

اہتمام سے استعمال کئے جاتے ہیں۔ جیسے کہ DELTA CORTIL

دلچسپ بات یہ ہے کہ تجویز کرنے والے ڈاکٹر سے لے کر مریض تک ہر ایک ان کو ناپسند کرتا ہے' لیکن یہ ضروری دی جاتی ہیں' کچھ دنوں کے بعد مریض ان کا عادی ہو جاتا ہے اور ان سے متوقع فائدہ نہیں ہوتا۔ جس پرانے مریض سے بھی بات کریں وہ ان سے بیزار ہوتا ہے کیونکہ چہرے پر ورم لاتے اور پیشاب کی مقدار کو کم کرتے ہیں۔ اندرونی طور پر ان کے اور نقصانات بھی ہیں۔

7 - VENTOLIN ایک مفید دوائی ہے۔ اس کا ٹیکہ بھی دورہ میں ڈرپ کے ذریعہ یا گوشت میں لگایا جاتا ہے۔

8 - حال ہی میں KETOTIFENS کی مختلف شکلیں بازار میں آئی ہیں۔ اس کے 5 -2 ملی گرام کے ٹیکے پاکستانی فرموں نے بھی بنائے ہیں۔ دمہ کے پرانے مریضوں کا دورہ ختم کرنے میں مفید ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کے مضر اثرات کم ہیں۔

سونگھنے والی دوائیں

دورہ کے درمیان پھوار پھینکنے والی دوائیں ایجاد ہوئی ہیں۔ ان میں

- VENTOLIN - INTAL - VENTIDE - M - EDINALER - ISO

CLENIL - BECOTIDE

وغیرہ INHALER آتے ہیں۔ ہر مریض پر اثر کرنے والی دوائی عام طور پر مختلف ہوتی ہے۔

زمانہ قدیم سے لوبان کی ٹنکچر .TR . BENZOIN CO کے دو چمچے کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر اس کی بھاپ بڑی مقبول رہی ہے۔ یہ بھاپ نالیوں کی سوجن کو کم کرتی - جراثیم کو مارتی اور سانس کی نالیوں سے بلغم نکالنے میں بڑی مفید ہے۔ برطانوی ماہرین

نے طب کی جدید ترین کتابوں میں اب بھی اس بھاپ کو سانس کی مختلف بیماریوں میں مفید قرار دیا ہے۔

لوبان قدیم مصری طب میں بڑی مقبول دوائی تھی۔ گھروں میں جراثیم کو ہلاک کرنے' کمروں سے بدبو کو دور کرنے اور لاشوں کو محفوظ کرنے کے عمل میں اسے کثرت سے استعمال کیا جاتا تھا۔

لوبان کی افادیت کی مفید اور شاندار ترکیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا فرمائی۔ انہوں نے گھر میں دھونی دینے کے لئے لوبان کے ساتھ صعتر فارسی' مرکی اور حب الرشاد کو استعمال فرمانے کا مشورہ عطا کیا۔ یہ مرکب گھروں میں جانے والے کیڑوں مکوڑوں کو ہلاک کرنے کے علاوہ افراد خانہ کی سانسوں کے ذریعہ داخل ہو کر جراثیم کو ہلاک کرتا۔ نالیوں میں چپکی ہوئی بلغم کو نکالتا اور اندر نالیوں کے منہ کھولتا ہے۔

دمہ کی گولیاں

ہر مریض چاہتا ہے کہ اس کا آسان اور فوری علاج کیا جائے۔ اس غرض کیلئے گولیاں سب سے پسندیدہ دوائی ہے۔ ان کو لوگ جیب میں ڈال کر آسانی سے گھوم پھر سکتے ہیں اور ضرورت کے وقت استعمال کر سکتے ہیں۔

سب سے پہلی اور مشہور دوائی EPHEDRINE رہی ہے۔ جو اب تقریباً متروک ہے۔ پاکستان کی ایک کمپنی نے ASMAC کی گولیاں بنائیں۔ یہ بلاشبہ مفید تھی مگر اب کسی مقامی کمپنی نے اس کی نقل تیار کی ہے۔ نسخہ اگرچہ وہی ہے' لیکن ویسی مقبول نہیں ہو سکی۔

MARAX اور VENTOLIN کی گولیاں صبح' شام کھانے سے دمہ کے دورہ سے قدرے حفاظت ہوتی ہے اور دورہ کے دوران کھانے سے بھی قدرے فائدہ ہوتا

ہے۔

حال ہی میں

BRICANYL - ZADITEN - KETOTIFEN - BEREMAX

کی گولیوں کا اضافہ ہوا ہے جو کہ عربی محاورہ کے مطابق

"کل جدید" لذیذا" "

(ہر نئی چیز ذائقہ دار ہوتی ہے)

ہوتی ہے۔ اس لئے ہر بڑے ڈاکٹر کے نسخہ میں ان میں سے کوئی ایک ضرور ہوتی ہے۔

روزانہ تین گولیاں کھائی جاتی ہیں۔ ان میں

BRONCHILATE - THEOGRUDE - THEOPHYLLIN - THEODUR

کی گولیاں سانس کی نالیوں کو کھولنے میں شہرت رکھتی ہیں۔

TEDRAL - SA - NEULIN - SA - MEPTIN

بلغم کو نکالنے کیلئے BISOLVON کی چار گولیاں روزانہ مفید رہی ہیں۔ ان کے ساتھ ٹیٹرا سائیکلن شامل کر کے کیپسول بھی بنے تھے۔ CHYMORAL بنیادی طور پر ورم اتارتی ہے۔ یہ سوزش کو بھی رفع کرتی ہے۔ کھانے سے پہلے 2 گولیاں صبح' شام مفید ہیں۔ ۔

BETNELAN - BETNESOL کے مرکبات میں CORTISONE

PREDNISOLONE - DELTACORTIL - LEDERCORT

مشہور ہیں۔ یہ خطرناک ہیں۔ ان سے بچنا ضروری ہے۔

کھانسی کے شربت

عام طور پر خیال کیا جاتا ہے کہ دمہ اور کھانسی الرجی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔ اس

لئے آج کل کھانسی کے ہر شربت میں الرجی کو دور کرنے والی کوئی دوائی ضرور شامل ہوتی ہے' لیکن افسوس یہ ہے کہ اس کے بیشتر شربتوں میں صرف ایک دوائی CHRLORPHENIRAMINE MALEATE شامل ہوتی ہے۔ مریض چند ہی دنوں میں اس کے عادی ہو جاتے ہیں' اور افادیت کم ہو جاتی ہے۔ ان شربتوں میں کھانسی کی شدت کو کم کرنے کیلئے DEXAMETHORPHAN شامل کی جاتی ہے جبکہ پہلے زمانے میں اس غرض کے لئے ان میں افیون اور اس کے مرکبات میں HEROIN یا CODEIN وغیرہ ڈالے جاتے تھے۔ اس لئے کھانسی کا ہر ایک شربت دمہ' کھانسی اور زکام کیلئے کارآمد ہو سکتا ہے' جبکہ طب یونانی میں پوست' چرس' دھتورا' افیون استعمال ہوتے ہیں۔ دمہ کیلئے خصوصی شہرت کے حامل شربت یہ ہیں۔

ISO BRONCHISAN - VENTOLIN - ZADITEN

KETOTIFEN - THEOPHYLLIN - BRONO SOL - ETAPHYLLIN

امید کی جاتی ہے کہ ان میں سے کوئی ایک شربت پینے سے سانس کی نالیاں وقتی طور پر کھل جاتی ہیں اور دمہ کے دورے پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ نالیاں کھل جانے کا مطلب یہ بھی ہے کہ ان میں پھنسی ہوئی بلغم بھی باہر نکل آئے گی۔ بلغم نکلنے کا مطلب دمہ کے دورے میں کمی بھی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ان شربتوں کو مسلسل پینے سے دمہ کے آئندہ دوروں میں بھی کمی آ سکتی ہے' جو کہ محل نظر ہے۔ دھتورا کے سگریٹ STRAMONIUM اب متروک ہیں۔

الرجی کے عام شربت اور کھانسی کے مشہور نسخوں کے ساتھ ترتیب پانے والے یہ شربت دمہ کے کچھ مریض بھی بڑی امید اور یقین کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔

PIRITON LINCTUS - BENADRYL EXPECT - PULMONAL -

PHENSADYL - HYDRALLINDM - ACTIFED - P

TRIAMINIC E OR D- ROMILLAR - COREX

شربت تو سبھی اچھے ہیں۔ لیکن ان کی افادیت افراد کے مطابق بدلتی رہتی ہے۔ کچھ لوگ ایک کو پسند کرتے ہیں کیونکہ دوسروں کے پینے سے ان کو فائدہ نہیں ہوا۔ ایک شربت کچھ عرصہ پینے کے بعد جسم اس کے اجزا کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور ان کو بار بار استعمال کرنے کے باوجود کوئی خاص فائدہ نہیں ہوتا۔

یہ تمام نسخے بیماری کے سبب کو جانے بغیر علامات کو رفع کرنے کے لئے یا ان پڑھوں کی طرح علاج میں استعمال ہوتے ہیں۔

صحیح علاج یہ ہے کہ خون کے TLC - DLC اور مریض کی حساسیت کا ٹیسٹ کیا جائے اور بیماری کا اصل باعث معلوم کیا جائے۔

الرجی (حساسیت - ALLERGY)

انسانی جسم کو جب کوئی چیز پسند نہیں آتی وہ کھانے' پینے یا استعمال کے دوران وہ اس کے جسم سے تعلق میں آتی ہے تو جسم اس کے خلاف بعض امور کا مظاہرہ کرتا ہے۔ جیسے کہ خارش URTCARIA ایگزیما یہ اس ردعمل کی معمولی شکلیں ہیں۔ جبکہ شدید مظاہرہ دمہ اور ANAPHYLAXIS کی صورت میں ہوتا ہے۔

جن چیزوں سے لوگوں کو حساسیت کا امکان ہو سکتا ہے ان کی ایک فہرست مرتب کی گئی ہے۔ مریضوں کے جسم سے ان چیزوں کو باری باری لگایا جاتا ہے اور ان عناصر کا پتہ چلایا جاتا ہے جن سے حساسیت ہوتی ہے۔ مضر اشیاء کا سراغ لگانے کے بعد ان کو تدریجی مقدار میں جسم میں داخل کرکے جسم کو ان کا عادی یا جسم کیلئے تکلیف دہ بنانے کی صلاحیت ختم کردی جاتی ہے۔

الرجی پیدا کرنے والی چیزوں سے جسم کو نجات دلانے کا عمل بڑا طویل اور تدریجی

ہوتا ہے جسے DE-SENSITISATION کہتے ہیں۔

جہاں تک بیان کا تعلق ہے سنتے یقینی اور قطعی نظر آتا ہے لیکن انجام ایسا نہیں۔ ہم نے بہت کم لوگوں کو پورا کورس مکمل کرنے کے بعد مکمل طور پر صحت یاب ہوتے دیکھا ہے۔

De Sensitisation کا عمل طویل ہونے اور اس کی افادیت مشتبہ ہونے کی وجہ سے لوگ الرجی کا علاج گولیوں اور ٹیکوں اور خاص طور پر کورٹی سون سے کرتے ہیں۔

TROPICAL EOSINOPHILIA

سب سے پہلے مریض کا پاخانہ ٹیسٹ کیا جائے' اکثر اوقات اس میں مختلف قسم کے دیدان ہو سکتے ہیں۔ جن کے لئے مناسب ادویہ دے کر ان کو ختم کر دیا جائے۔ اس میں اکثر بخار بھی ہوتا ہے مریض کو کمزوری زیادہ محسوس ہوتی ہے اور ایکسرے پر کچھ بھی نظر نہیں آتا۔

پرانے استاد اس کے علاج میں سنکھیا کے وریدی انجکشن NAB 0.3 gm ہفتہ وار دیا کرتے تھے اکثر فائدہ ہو جاتا تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ سنکھیا کے اپنے برے اثرات بے شمار تھے۔ یہ علاج عام ڈاکٹر کے بس کی بات نہ تھی۔ پھر ان کی جگہ CARBARSONE اور ACETYL ARSONE کی گولیاں آگئیں۔ دو گولیاں روزانہ ایک ماہ تک دی جاتی ہیں۔

حال ہی میں DIETHYLCAR BAMAZINE کی ایک قسم BANOCIDE کے نام سے آئی ہے یہ دوائی اس بیماری کے لئے خصوصی طور پر مشہور ہے۔ مفید ہونے کے علاوہ برے اثرات سے پاک ہے۔

اکثر مریضوں کو فائدہ ہوتا ہے' لیکن کچھ عرصہ بعد دمہ کے دورے پھر سے شروع

ہو جاتے ہیں۔ اس علاج کے ساتھ ساتھ آنتوں سے دیدان کے اخراج کا بندوبست کر لیا جائے تو نتائج زیادہ بہتر ہوتے ہیں۔

سانس کی نالیوں کی سوزش BRONCHIAL INFECTIONS

سانس کی نالیوں میں سوزش ایک معمول کی بات ہے۔ سانس لیتے وقت آس پاس کے لوگوں کی سانس سے خارج ہونے والی سوزشیں' ماحول کے برے اثرات' گاڑیوں سے نکلنے والے دھوئیں۔ کمروں کے اندر کی گھٹن' سیگریٹ نوشی اور سانس کے مریضوں کے ساتھ قریبی تعلق نالیوں میں جراثیم کی آمد کے باعث ہوتے ہیں۔ عام حالات میں نالیوں کے اندر کی جھلیاں جراثیم کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ لیکن وٹامن A کی مسلسل کمی ان کی قوت مدافعت میں کمی کا باعث ہوتی ہے۔

(وٹامن A دودھ' پالک' گاجر' مچھلی کے تیل میں بہت ہوتی ہے)

جسمانی بیماریوں کی وجہ سے جب قوت مدافعت ماند پڑ جائے تو جراثیم کو نالیوں میں اپنا اڈا جمانے اور بیماری پیدا کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ سوزش کا باعث خواہ کیمیاوی خراش ہو یا جراثیم انجام یکساں ہوتا ہے گلے میں سوزش' ناک کے ارد گرد کی SINUSITIS جراثیم سے پیدا ہونے والی زہریں اور ان کی وجہ سے ہونے والی حساسیت دمہ کا باعث بنتی ہے۔

سوزش کے علاج میں جو جراثیم کش ادویہ استعمال کی جاتی ہیں۔ ان میں مندرجہ ذیل زیادہ مقبول ہیں۔

ERYTHROCIN (500 mg صبح' شام)

TETRACYCLIN (500 mg روزانہ 3 - 2 دفعہ)

CEPOREX یا AMOXIL - یا AMPICILLIN

(ان میں سے ہر ایک 500 mg صبح شام)

LINCOCIN (500 mg صبح' دوپہر' شام) کھانے کے بعد سات دن

یہ نسبتاً محفوظ ہیں' ورنہ جراثیم کش ادویہ میں سے کئی ایک سے حساسیت پیدا ہو سکتی ہے۔ ہمیں ذاتی طور پر پنسلین اور اس سے بننے والی ادویہ از قسم AUGMENTIN PENBRITIN - AMPICILLIN - AMOXIL سخت ناپسند ہیں۔ حالانکہ اکثر استاد ان کے گرویدہ ہیں۔

نفسیاتی اسباب

اب یہ بات طے ہے کہ انسانوں کے جذباتی مسائل' ذاتی بوجھ' ذہنی صدمے اور بعض اوقات غیر شعوری مغالطے اور بچپن کی تلخ یادوں کا اعادہ کسی شخص میں دمہ کا باعث ہو سکتے ہیں۔ جس کے لئے نفسیاتی علاج تجویز کیا جاتا ہے۔ میجر ڈاکٹر ہیر اللہ شاکر واس پاکستان آرمی کے ہسپتالوں سے ایسے واقعات کی ایک طویل فہرست رکھتے تھے جن میں بچپن کی تلخ یادیں' بڑے ہونے پر دمہ کا باعث ہوئیں۔

دمہ کا دورہ اور اس کا بندوبست

STATUS ASTHAMATICUS

دمہ کا دورہ ایک شدید ذہنی اور جسمانی اذیت ہے۔ ہر معالج کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے مریضوں کو اس افسوس ناک کیفیت سے بچانے کی کوشش کرے۔

ابتدائی علامات۔

ابتدا' چھینکوں' خشک کھانسی' گلے میں لگاتار خراش سے ہوتی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گلے کے ایک کونے میں شدید خراش ہوتی ہے۔ اس کو رفع کرنے کے لئے مریض کھانستا ہے تو یہ سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ پیٹ میں نفخ محسوس ہوتی ہے۔ بعض

اوقات یہی وجہ دورے کا سبب بن جاتا ہے۔ کچھ مریض اونگھنے لگتے ہیں۔ جبکہ بعض چڑچڑے، بے قرار، اور پریشان نظر آتے ہیں۔ جب سانس رکنے لگتی ہے تو کھانسی اس مرحلہ پر بھی شروع ہو سکتی ہے۔

دورہ کی کیفیت -

دورہ عام طور پر آدھی رات کے قریب شروع ہوتا ہے۔ سینے میں بوجھ اور گھٹن محسوس ہوتی ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ سانس کی نالیوں پر کوئی ایسا بوجھ آ گیا ہے کہ سانس لینے نہیں دے رہا۔ مریض اٹھ کر بیٹھ جاتا ہے اور آگے کی طرف جھک کر سانس لینے کی کوشش کرتا ہے یا وہ کمرے کے دروازے اور کھڑکیاں کھول کر تازہ ہوا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

ہوا کی کمی سے ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ گھبراہٹ، پریشانی اور اضطراب واضح نظر آتے ہیں۔ دل کی رفتار بڑھ کر اختلاج کی سی کیفیت محسوس ہوتی ہے۔ پسینے آتے ہیں اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ سانس لینے میں سیٹی کی سی آواز آتی ہے۔ جو دور سے بھی سنی جا سکتی ہے۔

علاج

1- مریض کو ابتداء ہی میں آکسیجن کی زیادہ مقدار دی جائے۔

2- کسی ورید کے ساتھ گلوکوس کی بوتل لگا دی جائے، تاکہ اس کی مدد سے متعدد دوائیں جسم میں کسی مزید تکلیف کے بغیر پہنچائی جا سکیں۔

3- منہ یا ورید کے راستے مقوی سیال، از قسم گلوکوس کی کافی مقدار داخل کی جائے، اس کے ساتھ تیز ابیت کو زائل کرنے کیلئے سوڈا بائی کارب بھی شامل کر دیا جائے۔

۴- سانس کی نالیوں کو کھولنے والی ادویہ میں سے

EPHIDRIN - ADRENALINE

مقبول ہیں۔ ان کا ٹیکہ جلد کے نیچے لگایا جاتا ہے۔

SALBUTAMOL کا ٹیکہ مفید ہے' AMINO PHYLLIN اگر آہستہ آہستہ ورید

میں دیا جائے تو زیادہ پسندیدہ ہے۔

5- اگر بخار ہو تو جراثیم کش ادویہ کا ٹیکہ لگایا جائے۔

ان ہدایات پر عمل کی بہترین جگہ ہسپتال ہے۔ جہاں پر تمام چیزیں موجود ہوں گی اور اگر ضرورت پڑے تو" سانس دلانے کے لئے نالیاں ڈالی جا سکتی ہیں۔

طب یونانی

ہمارے ملک کی قدیم طب دمہ کے علاج' کھانسی کو درست کرنے اور نالیوں سے چپکی ہوئی بلغم نکالنے کے لئے مفید اور زود اثر ادویہ سے مالا مال ہے۔ افسوس ہے کہ اس علم کو جاننے والوں کی اکثریت اپنی ادویہ کے اثرات سے ناواقف رہی ہے۔ جوشاندہ ایک قدیم اور مشہور نسخہ ہے۔ لیکن طب کی اکثر کتابوں میں جوشاندہ کے سلسلے میں جو ادویہ تجویز کی گئی ہیں وہ عجیب و غریب ہیں۔ ہم نے علم طب کے ایک جید استاد حکیم کبیر الدین مرحوم کی بیاض کبیر سے استفادہ کرنے کی کوشش کی۔ دمہ کے لئے تجویز کرتے ہیں۔

1- گاؤزبان	(5 ماشہ)	گل گاؤزبان	(5 ماشہ)
عناب	(5 ماشہ)	ابریشم مقرض	(3 ماشہ)
آرد گندم	(5 ماشہ)		

ان کو پانی میں ملا کر خوب ابال کر جوشاندہ بنایا جائے' چھان کر مریض کو صبح' شام پلایا

جائے۔

2- زنجبیل (3 ماشہ) گل دھاوا (3 ماشہ) کوکنار (1 ماشہ)

ان کو پکا کر جوشاندہ بنایا جائے۔ مصری یا شربت بنفشہ ملا کر صبح' شام پلایا جائے

دمہ کے علاج میں ہیرا کسیس (جو کہ فولاد کو گندھک کے تیزاب میں حل کر کے بنتی ہے) شنگرف (یہ پارا کا مرکب ہے۔ انسانی جسم اسے قبول نہیں کرتا) کا تذکرہ ملتا ہے پھر چلغوزے سے بنی ہوئی لعوق حب الصنوبر تجویز ہوئی۔ کشتہ بیخ مرجان کو بھی اطباء نے مفید قرار دیا ہے۔

طب یونانی کا شاندار نسخہ جوشاندہ ہے' صدیوں سے کھانسی' زکام اور دمہ کے مریض اسے بڑی افادیت کے ساتھ استعمال کرتے آئے ہیں۔

ملٹھی' سونف' بنفشہ' گاؤزبان' عناب' منقیٰ' سپستان' کوکنار' خشخاش' وغیرہ چیزوں میں سے حکما ایک نسخہ منتخب کرتے ہیں جس کو پانی میں کچھ دیر ابال کر مصری یا شربت بنفشہ یا شربت دینار کے ہمراہ مریض کو پلایا جاتا ہے۔ "ہمدرد" کا جوشاندہ سالم اجزاء کے ساتھ لفافہ میں آتا ہے جبکہ لوگ عطاروں سے جوشاندے کے اجزاء ملا کر لیتے آئے ہیں۔ بلغم کو نکالنے' سینہ کی گھٹن کو دور کرنے میں اس سے بہتر کوئی دوائی دیکھنے میں نہیں آئی۔ یہ کسی بھی جدید دوائی سے زیادہ مفید ہے۔

سپستان کو عام لوگ لسوڑھے کہتے ہیں۔ پکنے پر یہ لیس چھوڑتے ہیں۔ یہ لیس ملتہب نالیوں پر لگنے کے بعد سکون کا باعث ہوتی ہے۔ لسوڑھوں کی چٹنی طب یونانی کی ایک مفید چیز رہی ہے حال ہی میں مشہور دواخانوں نے اس چٹنی کو لعوق سپستان' کے نام سے تیار کیا ہے۔ جس میں پوست اور خشخاش کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ کھانسی کے کئی مریضوں کو یہ چٹنی کھا کر فائدہ حاصل کرتے دیکھا گیا ہے۔ انار کا عرق پکا کر گاڑھا کیا جاتا ہے۔ حال ہی میں ایک دواخانہ کی جوارش انارین' دیکھی اس میں کھٹے اور میٹھے

اناروں کے پانی کو گاڑھا کر کے اس میں پودینہ شامل کیا گیا ہے۔ گلے کی سوزش کے لئے یہ نسخہ بہترین ہوگا۔ شربت صدر اور بلغم نکالنے والے دوسرے مرکبات جدید ادویہ سے زیادہ مفید ہیں۔

طب نبوی

قرآن مجید نے اپنے فوائد کا تذکرہ اکثر مقامات پر کیا ہے جن میں سب سے پہلے وہ اسے رشد و ہدایت کا مجموعہ بتانے کے بعد شفا کا مظہر قرار دیتا ہے۔

و ننزل من القرآن ماھو شفاء و رحمۃ للمومنین ○

(بنی اسرائیل)

(ہم نے قرآن مجید میں جو کچھ بھی اتارا ان میں رحمت اور شفا ہی ہیں' لیکن ان کے لئے ہیں جو اس پر یقین رکھتے اور پرہیز گار ہیں)

اپنے آپ کو شفا کا سرچشمہ قرار دینے کے بعد وہ سینے کی بیماریوں کے بارے میں ایک اہم نوید دیتا ہے۔

قد جاء تکم موعظۃ من ربکم۔ شفاء لما فی صدور ○

(تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ہدایت اور راہبری کا ایک سرچشمہ آیا ہے جس میں سینہ کے مسائل سے شفاء ہے)

قرآن مجید شفا کا ذریعہ ہے' یہ سینوں کے مسائل کے لئے شفا' ہے۔ اس وسیع اظہار میں روحانی معاملات یا ذہنی پریشانیاں بھی آ جاتی ہیں لیکن سینے کی بیماریوں میں دمہ یا امراض قلب یا امراض تنفس میں اس کا شفا بخش ہونا بھی ایک لازمی امر ہے۔

شہد

قرآن مجید سے شفا حاصل کرنے کا ایک اشارہ سورۃ النحل سے یوں میسر ہے۔

یخرج من بطونها شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ ان فی ذالک لاٰیۃ لقوم یتفکرون ○

(النحل۔ 19)

(اور یہ اپنے پیٹوں سے مختلف قسم کے سیال پیدا کرتی ہیں۔ جن میں بیماریوں سے شفاء ہوتی ہے اور یہ چیزیں تم لوگوں کو غور کرنے کے لئے ہیں)

شہد کی مکھی کے منہ اور پیٹ سے مختلف قسم کے کیمیاوی مرکبات پیدا ہوتے ہیں۔ جن میں چینی کو فرکٹوس میں تبدیل کر دینے والا ایک جوہر INVERTASE بھی ہے۔ جرمنی سائنس دانوں نے شہد کے کیمیاوی تجزیہ کی تفصیل میں کئی اقسام کے HARMONES اور ENZYMES بتائے ہیں۔ یہ جراثیم کو ہلاک کرتے ہیں۔ جسم کو بیماریوں کے مقابلے میں تقویت دیتے ہیں اور جن کے جسم میں نقصان دہ عناصر پیدا ہو رہے ہوں ان کو تلف کرتے ہیں۔ بیماریوں کے دوران اور ان کے بعد جسم کے اندر ہونے والی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کرتے ہیں اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی جسم کے لئے کسی بھی شکل میں مضر نہیں ہوتا۔ اس لئے ان مرکبات کو ہر کیفیت اور بیماری میں بلا کسی فکر یا خدشہ کے دیا جا سکتا ہے۔

جرمن ماہرین نے معلوم کیا کہ شہد کی مکھی اپنے بچوں کی پرورش جس غذا پر کرتی ہے وہ اس کے منہ کے لعاب ہیں۔ یعنی ان سیالوں میں افزائش جسم اور توانائی مہیا کرنے کا عنصر بھی شامل ہوتا ہے۔ اس جوہر حیات کو ROYAL JELLY کا نام دیا گیا ہے۔

جب ہم چھتے سے شہد حاصل کرتے ہیں تو اس میں رائل جیلی کی کچھ مقدار بھی شامل ہوتی ہے۔ شہد میں پھولوں کے آب حیات NECTAR کے علاوہ رائل جیلی، پھولوں کے تولیدی اجزا کے لحمیات اور سینکڑوں چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ انسانی جسم کی

ساخت میں سینکڑوں عناصر شامل ہیں۔ ایسی کوئی غذا موجود نہیں جس میں یہ سب کے سب پائے جاتے ہوں۔ اس لئے جسم کو اس کی ضروریات مہیا کرنے کے لئے متعدد اقسام کی غذائیں استعمال کرنی پڑتی ہیں۔ تاکہ مطلوبہ اشیاء مختلف ذرائع سے حاصل ہو سکیں۔ حیرت کی بات ہے کہ انسانی جسم کی ساخت میں شامل ہر جزو شہد میں پایا جاتا ہے اور اس طرح یہ مکمل غذا ہونے کے علاوہ ایک مفید دوائی بھی ہے۔

ڈاکٹر ندکارنی نے شہد کو مقوی قرار دیتے ہوئے یونانی پہلوان ہرکولیس اور بھارتی سینڈو رام مورتی کا حوالہ دیا ہے۔ ان دونوں کی توانائی کا راز شہد میں پنہاں تھا۔ ورلڈ اولمپکس میں کامیابیاں حاصل کرنے والی چینی کھلاڑیوں نے اپنی غذا میں شہد اور رائل جیلی شامل کرکے اپنی توانائی میں اضافہ کر لیا تھا۔

ندکارنی شہد کو بڑھاپے کی ایک لازمی ضرورت قرار دیتا ہے۔ اس عمر میں کمزوری، بلغم اور جوڑوں کی دردیں زیادہ تکلیف کا باعث ہوتی ہیں۔ شہد وہ منفرد غذا ہے جو توانائی مہیا کرتی ہے۔ جوڑوں کے دردوں کو آرام دیتی ہے اور بلغم نکالتی ہے۔

دمہ کے اسباب میں ایک اہم سبب حساسیت ہے۔

حساسیت

انگلستان کی سالفورڈ یونیورسٹی میں ڈاکٹر لاری کرافٹ نے HAY FEVER کے 500 مریضوں کو صبح نہار منہ ایسا شہد دیا جو گرم نہ کیا گیا تھا۔ یہ بخار بھی حساسیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔ اکثر مریض شفایاب ہو گئے۔

ہم نے دمہ کے مریضوں کو ڈاکٹر لاری سالفورڈ کے تجربات کے بعد نہیں بلکہ محسن انسانیت کے ایک ارشاد گرامی کی تعمیل میں دیا۔

ہم نے اب تک دمہ کے ہزاروں مریضوں کو ابلتے پانی میں شہد ڈال کر اسے دن

میں کئی بار چائے کی طرح پلایا ہے۔ وہ مریض جو دن میں 5 - 4 بار Spray کرتے تھے ان کی ضرورت میں پہلے دن سے کمی آ گئی۔

ایک دو سالہ بچے کو دمہ کے شدید دورے پڑتے تھے۔ اس کی وریدوں میں ٹیکہ لگانا بھی آسان کام نہ تھا۔ اس لئے اسے ہر بار ہسپتال لے جانا پڑتا تھا۔

اس بچے کو گرم پانی میں چھوٹا چمچ شہد' دن میں 4 - 3 مرتبہ دیا گیا۔ اس کے ساتھ قرآن مجید کی ایک آیت (آگے مذکور ہے) صبح - شام تین مرتبہ پڑھ کر پھونکی گئی۔

دمہ کے دورے تین دن میں ختم ہو گئے اور اب اسے ہسپتال گئے چار ماہ سے زائد ہو چکے ہیں۔

قرآن مجید نے شہد کو شفاء کا مظہر قرار دیا ہے حضرت عائشہ صدیقہؓ روایت فرماتی ہیں کہ ۔

کان احب الشراب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم العسل

(بخاری)

(پینے والی چیزوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شہد سب سے زیادہ پسند تھا)

اور اس کا مظاہرہ یوں رہا کہ انہوں نے پوری زندگی نہار منہ پانی میں شہد ملا کر نوش فرمایا۔ اور اس کا فائدہ یہ ہوا کہ وہ کبھی بھی بیمار نہیں ہوئے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالشفائین' العسل والقرآن۝

(ابن ماجہ۔ مستدرک الحاکم)

(تمہارے لئے شفاء کے دو مظہر ہیں۔ شہد اور قرآن)

ادویہ نبویہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن ادویہ کا ذکر فرمایا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان میں سے اکثر دمہ اور پرانی کھانسی میں مفید ہیں۔

ان میں سے مرکی' حب الرشاد' صعتر فارسی' قسط البحری' حلبہ' لوبان' مرزنجوش' کاسنی' کلونجی' منقہ زیادہ اہم ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ بیمار ہوئے۔ (غالباً سانس کی تکلیف تھی) ان کے معالج حارث بن کلدہ نے ان کے لئے جوشاندہ تجویز کیا۔ جس کا نسخہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کے بعد مرتب ہوا۔ جوشاندہ کو انہوں نے فریقہ کا نام دیا' اس کے اجزا میں۔

جو کا دلیا۔ کھجور۔ میتھی

کو پانی میں ابال کر چھان کر' اس میں شہد ملا کر مریض کو خالی پیٹ گرم گرم پلایا جائے' ایک دوسری حدیث میں حضرت تمیم الداری ؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

كلوا فنعم الطعام الزبيب۔ يذهب النعب' ويطفی الغضب' ويشد العصب و يطيب النكهة و يذهب البلغم ويصفی اللون○

(ابو نعیم)

منقہ کو کھایا کرو کہ یہ بہترین کھانا ہے' یہ تھکن کو دور کرتا ہے۔ غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے' اعصاب کو مضبوط کرتا ہے۔ رنگت کو نکھارتا ہے۔ بلغم کو ختم کرتا ہے اور رنگ کو صاف کرتا ہے)

تقریباً یہی الفاظ سعید بن زیادؓ کی روایت میں ہیں جو انہوں نے اپنے والد اور دادا سے بیان کی اور اسے ابو نعیم۔ ابن السنی۔ ابن عساکر اور الدیلمی نے بیان کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منقہ کو رات پانی میں بھگو کر صبح اس کا پانی پیا کرتے تھے' لیکن بخاری کی ایک روایت کے مطابق کھجور اور منقہ کو ایک ہی برتن میں بھگونا منع ہے۔

دمہ کیلئے جوشاندہ

اس نسخہ کو ہم نے دیگر ادویہ کے اثرات کے مطالعہ کے بعد مندرجہ ذیل صورت میں ترتیب دیا۔

انجیر	منقہ	سبز الائچی	ملٹھی (میٹھی لکڑی)
8 دانے	8 دانے	8 دانے	1/2 تولہ
گل بنفشہ	گاؤزبان	حب الرشاد	بہی دانہ
ایک تولہ	ایک تولہ	ایک تولہ	ایک تولہ

ان تمام اجزا کو پانی میں دھو کر ڈیڑھ کلو پانی میں ڈال کر ہلکی آنچ پر 10 - 15 منٹ پکایا گیا۔ اس جوشاندہ کے دو گھونٹ ہر مرتبہ گرم کر کے شہد ملا کر دن میں 5 - 3 مرتبہ پلایا گیا۔

یہ نسخہ پچھلے دس سالوں سے استعمال میں ہے۔ اللہ کے فضل سے کسی بھی مریض کے لئے اس میں نہ تو تبدیلی کی ضرورت پڑی اور نہ ہی اس کے ساتھ کھانسی کو روکنے کے لئے کسی اور دوائی کی ضرورت پڑی۔

اس نسخہ کے استعمال میں ایک مشکل ہے کہ یہ دو تین دن میں کھٹا ہو جاتا ہے۔ جوشاندہ کو فریج میں بھی رکھ کر دیکھا گیا۔ زیادہ دن نہیں چلتا۔ اس لئے بہتر صورت یہ ہے کہ نسخہ کے اجزاء کو آدھا استعمال کیا جائے البتہ پانی ایک کلو ہی رہے۔ اس طرح

۔ دو تین دن ہی چلتا ہے۔ اور خراب ہونے کی نوبت نہیں آتی۔

اگرچہ یہ نسخہ کھانسی اور بلغم کے لئے ایک حتمی علاج ہے' لیکن اس کے ساتھ کھانے والی دوائی کی شمولیت ضروری ہے۔

انار

گلے کی بیماریوں کے لئے انار کو زمانہ قدیم سے بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن مجید نے اسے جنت کا میوہ قرار دیکر تین مختلف مقامات پر اس کی تعریف فرمائی۔

انبیاء کرام میں اس کی پسندیدگی کا یہ عالم تھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جب اپنا تخت اور ہیکل تیار کئے تو ان کے ڈیزائن میں انار کی شکل ڈالی گئی۔

توریت مقدس نے بیان فرمایا ہے۔

اس تاج پر گرداگرد جالیاں اور انار کی کلیاں سب پیتل کی بنی ہوئی تھیں اور دوسرے ستونوں کے لوازم بھی جالی سمیت ان ہی کی طرح کے تھے۔ (سلاطین 17-25)

باب "تواریخ" میں بھی ان کا تذکرہ ملتا ہے۔ انار کو حسن کا مظہر قرار دیتے ہوئے ارشاد گرامی ہوا۔

انار حسن کا مظہر تھا۔ وہ کوئی عمارت یا تخلیق خداوندی' تیری کنپٹیاں تیرے نقاب کے نیچے انار کے ٹکڑوں کی مانند ہیں (غزل الغزلات۔ 3 - 4)

حضرت انس بن مالکؓ روایت فرماتے ہیں۔

انه سال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الرمان فقال ما من رمانته الا و فیه حبته من رمان الجنته○

(ابو نعیم)

(میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انار کے بارے میں پوچھا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ ایسا کوئی انار نہیں ہوتا کہ جس میں جنت کے اناروں کا دانہ شامل نہ ہو)

محمد احمد ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علیؓ سے یہ روایت منسوب کی ہے۔

من اکل رمانته نور اللہ قلبه

(جس نے انار کھایا۔ اللہ تعالیٰ اس کے دل کو روشن کر دے گا)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ ایک اور روایت بیان کرتے ہیں۔

ما اکل رجل رمانته الا ارتد قلبه الیه وهرب الشیطان منه ○

(جب بھی کوئی شخص انار کھاتا ہے تو اس کا دل روشن ہوتا ہے اور شیطان اس سے بھاگ جاتا ہے)

اطباء قدیم میٹھے اور ترش اناروں کا شربت انار کے نام سے بناتے آئے ہیں۔ اب اس میں اضافہ یہ کیا گیا ہے کہ انار کا عرق نکال کر اسے چولہے پر اتنا پکاتے ہیں کہ وہ شہد کی مانند گاڑھا ہو جائے۔ پھر اس میں شہد ملا کر کھانسی اور گلے کی خراش کے مریضوں کو چٹاتے ہیں۔

"جوارش انارین" کے نام سے ایک دوائی بازار میں ملتی ہے۔ جس میں میٹھے اور کھٹے اناروں کا جوس گاڑھا کر کے چینی کے شربت اور پودینہ کے ساتھ ملا کر بنایا جاتا ہے۔ ہم نے اسے گلے کی خراش، کھانسی بلکہ یرقان میں بہت مفید پایا۔

بخاری نے سنگترا کی تعریف میں حضرت ابو موسیٰ الاشعریؓ سے روایت بیان کی ہے۔ حضرت عبدالرحمان بن دلہمؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

علیکم بالاترج فانه یشد الفواد۔

(مسند فردوس الدیلمی)

(تمہارے لئے اترج (سنگترا) میں بے شمار فوائد ہیں اور یہ دل کو مضبوط کرتا ہے)

حضرت سروقؒ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ اپنے ایک مہمان کی خاطرداری میں سنگترے کی قاشیں شہد لگا کر پیش کر رہی تھیں۔

یورپ کی سخت سردی میں بھی سنگترے کے جوس کو گرم کرکے کھانسی اور زکام کے مریضوں کو پلایا جاتا ہے۔ سنگترے میں وٹامن C معقول مقدار میں ہوتی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ سانس کی نالیوں کو بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت مہیا کرنے میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے۔

روغن زیتون

زیتون کا درخت تاریخ کا قدیم ترین پودا ہے۔ طوفان نوح ختم ہو جانے کی اطلاع فاختہ نے حضرت نوح علیہ السلام کو زیتون کے درخت کی شاخ لا کر دی تھی۔ فراعین مصر کو حنوط کے بعد مقبروں میں دفن کرنے کے بعد ان کی ضروریات کی جو چیزیں رکھی جاتی تھیں ان میں زیتون کے تیل کے برتن بھی تھے۔ لاہور میں تعلیم کے لئے آنے والے شام اور فلسطین کے لڑکے اپنے ساتھ صعتر فارسی اور تل پیس کر لاتے ہیں۔ یہ لڑکے صبح کو ایک پلیٹ میں یہ سفوف ڈال کر اس کے اوپر زیتون کا تیل انڈیل دیتے ہیں۔ اس پر نمک چھڑک کر یہ ان کا صبح کا ناشتہ ہوتا ہے۔ یہ لڑکے کبھی بیمار نہیں پڑتے اور ان کے چہرے ہمیشہ سرخ ہوتے ہیں۔

قرآن مجید نے چھ مقامات پر اس کا تذکرہ فرمایا ہے۔ سورۃ المومنون میں اسے روٹی کے ساتھ بہترین سالن قرار دیا گیا ہے۔

زیتون کے تیل میں چیزوں کو محفوظ کرنے کی اعلیٰ صفت پائی جاتی ہے مچھلیوں کو

ڈبوں میں بند کرنے کیلئے ان کو زیتون کے تیل میں پیک کیا جاتا ہے اور وہ مدتوں خراب نہیں ہوتیں۔ چیزوں کو محفوظ کرنے کی صلاحیت کی وجہ سے یہ "حافظ اللامین" بھی کہلاتا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ناسور (FISTULA) بواسیر' جذام کے علاوہ ستر بیماریوں کیلئے شفا قرار دیا ہے۔ پھیپھڑوں کی پیچیدہ بیماریوں از قسم پلورسی اور دق میں اسے صحت بخش قرار دیا گیا ہے۔ سانس کی تمام بیماریوں کے علاج میں اس کی شمولیت ہمیشہ فائدہ مند رہتی ہے۔

قسط البحری

پہاڑی دریاؤں کے ندی نالوں کے کناروں پر ایک بیل ملتی ہے جس کی لکڑی خوشبودار ہوتی ہے۔ آزاد کشمیر کے چرواہے اور گوجر سردی میں اس کی شاخوں کو پیس کر حلوہ بناتے ہیں۔ اور سرمائی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

ادویہ نبویہ میں کلونجی اور قسط کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قسط کو ایک اعلیٰ درجہ کی جراثیم کش دوائی قرار دیا ہے۔ آپؐ نے اسے تپ دق' پلورسی اور گلے کی سوزش (TONSILLITIS) میں مفید فرمایا ہے۔ انہوں نے سر درد میں اس کا لیپ مفید قرار دیا ہے کرنل چوپڑا نے ان ہی کے ارشادات کو سامنے رکھ کر بتایا ہے کہ قسط کے اثرات ADRENALINE کی مانند ہیں یہ سانس کی نالیوں کو اسی طرح کھولتی ہے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس کے اثرات ذرا دیر سے شروع ہوتے ہیں لیکن جب شروع ہوتے ہیں تو دیر تک جاری رہتے ہیں۔ کیونکہ یہ رات میں دمہ کے دوروں کو روکتی ہے۔

قسط کا محلول STREPTOCOCCI اور STAPHYLOCOCCI کو 10 سیکنڈ

میں ہلاک کر دیتا ہے یہ PARAMOECIUM اور AMOEBA کو 10 منٹ میں ختم کر دیتا ہے۔

قدیم چینی طب میں قسط کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ وہ ہندوستان سے قسط درآمد کرتے تھے اور اس کی مناسبت سے لاہور کا ایک خاندان کٹھ والا مشہور ہو گیا۔ مال روڈ پر ایلفنسٹن ہوٹل کے ساتھ کٹھ والی بلڈنگ مشہور تھی۔

دمہ کے علاج میں قسط کا استعمال عظیم فوائد کا حامل ہو سکتا ہے' کیونکہ یہ نالیوں کو کھولنے کے علاوہ جراثیم کش ہے۔ اطباء قدیم نے اسے بلغم کو نکالنے والی بتایا ہے۔ اس لئے یہ دمہ کے علاج کے علاوہ اس کی علامات پر اضافی طور پر اثر انداز ہے۔

حب الرشاد کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے "الشفاء" کے نام سے مفید بتایا ہے۔ بلغم کو نکالنے' سانس کی نالیوں کو کھولنے اور حشرات الارض کو ہلاک کرنے کی استعداد رکھتی ہے۔

طب نبوی کی چند نمایاں ادویہ کے فوائد کو نمایاں کرنے کے بعد علاج پر توجہ کریں تو وہ ان کی موجودگی میں بڑا آسان نظر آتا ہے۔

دھونی

INHALATION _ FUMIGATION

طب جدید میں سانس کی نالیوں اور گلے کی سوزش میں مختلف جراثیم کش ادویہ کی دھونی دینا بڑا مفید مانا گیا ہے۔ جراثیم کش ادویہ کے بخارات سانس کے ساتھ اندر جا کر نالیوں کے آخری سروں تک براہ راست چلے جاتے ہیں۔ وہاں جا کر یہ جراثیم کو ہلاک کرتے اور ورم کو دور کرتے ہیں۔ یہ ایک پرانا اور مجرب طریقہ ہے۔ جو آج بھی قابل اعتماد قرار دیا گیا ہے۔ عام طور پر لوبان کا ٹنکچر TINCTURE BENZOIN CO کے دو

بڑے چمچ ایک کلو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال کر اس کی بھاپ لی جاتی ہے۔

مصر قدیم میں لاشوں کو حنوط کرنے کے عمل میں لوبان کثرت سے استعمال ہوتا تھا۔ وہ لاشوں کو لوبان اور خوشبویات کی دھونی دیتے تھے۔ خیال یہ تھا کہ ان خوشبوؤں کے استعمال سے گوشت کے گلنے کی سڑاند محسوس نہ ہو۔ حالانکہ یہ چیزیں تعفن پیدا کرنے والے جراثیم کو ہلاک کر کے لاشوں کو گلنے سڑنے سے محفوظ رکھتی تھیں کیونکہ لوبان ایک طاقت ور جراثیم کش دوائی ہے۔ مصریوں کے بعد دھونی دینے کا طریقہ انسانوں کی دلچسپی کا باعث نہ رہا۔

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیح

(بیہقی)

(اپنے گھروں کو لوبان اور شیح کی دھونی دیتے رہا کرو)

اسی موضوع پر ابان بن صالح اور عبداللہ بن جعفرؓ سے بیہقی نے شعب الایمان میں ایک اور حدیث روایت کی ہے۔

بخروا بیوتکم باللبان و الصعتر۔

(اپنے گھروں کو لوبان اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا سن کر لوگ جب آئے تو انجیل مقدس نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔

اس کی ماں مریم کے پاس دیکھا اور اس کے آگے گر کر سجدہ کیا اور اپنے ڈبے کھول کر سونا اور لوبان اور مر اس کو نذر کیا۔ (متی 2: 11 - 12)

توریت مقدس کے باب احبار میں خداوند کے حضور قربانی دینے کے طریقے کی تفصیل میں لوبان کی شمولیت ضروری قرار دی گئی۔

انجیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ لوبان اور مر قیمت اور اہمیت کے لحاظ سے سونے کے برابر سمجھے جاتے تھے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں دھونی دینے کے لئے پہلی روایات میں لوبان صعتر اور شیح (حب الرشاد) تجویز فرمائے۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمر والصعتر

(بیہقی)

(اپنے گھروں میں شیح۔ مرکی اور صعتر کی دھونی دیتے رہا کرو)

ان ادویہ کی کیمسٹری اور فعالیت پر غور کریں تو ان میں سے ہر ایک جراثیم کش۔ کرم کش اور سانس کی نالیوں کو عفونت سے پاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ زمانہ قدیم سے گلے کی خرابیوں کے لئے صعتر اور لوبان کو پکا کر ان کے جوشاندے سے غرغرے کرنے کی ترکیب مروجہ تھی۔ جو کہ بہت مفید تھی۔ ہم نے سوزش اور عفونت کے بارے میں ایک اور حدیث مبارکہ سے سند لے کر اس نسخہ میں مہندی کے پتے بھی شامل کئے۔ اللہ کے فضل سے نتائج بڑے عمدہ رہے۔

گھروں میں صعتر' حب الرشاد' مرکی اور لوبان کو ملا کر یا ان میں سے کسی دو کی دھونی دینا ایک بڑا ہی مفید عمل ہے۔ آج جبکہ بھارت میں طاعون پھیل گئی ہے اور خدشہ ہے کہ چوہوں کے اجسام پر چلنے والے پسو انسانوں کو کاٹ کر طاعون میں مبتلا کر سکتے ہیں۔ ان حالات میں گھروں میں ان چیزوں کی دھونی دینا طاعون سے بچاؤ کا ایک اہم اور مفید طریقہ ہے۔ اس طریقہ سے پسو مر جائیں گے اور ان کے ساتھ چپکے ہوئے طاعون کے جراثیم بھی ہلاک ہو جائیں گے۔

جب کسی گھر میں ان ادویہ مبارکہ کی دھونی دی جائے تو ان کا مفید دھواں اہل خانہ کی سانس کی نالیوں میں جا کر ان کو بھی صاف کر دے گا۔ مریض کو دمہ کے علاج

کے سلسلہ میں جو کچھ بھی دیا جاتا ہے وہ خون کے ذریعہ پھیپھڑوں میں جاتا ہے۔ جبکہ دھونی کے ذریعہ دھواں سانس کی نالیوں میں براہ راست جا کر نالیوں کے ورم کو کم کرتا اور ان میں موجود جراثیم کو ہلاک کر دیتا ہے۔ حب الرشاد سانس کی نالیوں کو کھولتی ہے۔ لوبان بھی نالیوں کی سکڑن کو دور کرتا ہے۔

دمہ کے مریضوں کیلئے صعتر فارسی' مرمکی' حب الرشاد اور لوبان میں سے کوئی دو یا تمام ادویہ کی گھر میں دھونی دینا بیماری کی شدت کو کم کرتی ہے۔ اور گھروں کو کیڑوں مکوڑوں سے پاک ہو جاتا ہے۔

حب الرشاد کے پتوں کا قہوہ LEMON GRASS کے نام سے مقبولیت پکڑ رہا ہے۔ یہ نالیوں کو کھولنے کے علاوہ وزن کو کم کرنے میں بھی بڑا مفید ہے۔

دمہ کا عملی علاج

طب نبوی سے میسر آنے والے تحائف کے تفصیلی تذکرہ سے یہ واضح ہو گیا کہ اس متبرک ذریعہ سے اس بیماری کے علاج کے لئے حاصل ہونے والی مفید ادویہ کی ایک کثیر تعداد میسر ہے۔ جن میں سے وقت' ضرورت اور مریض کی حالت کے مطابق انتخاب کیا جا سکتا ہے۔

ہم نے پچھلے پندرہ سالوں میں اپنے مریضوں کے لئے جو علاج کئے ان کو نسخوں کی صورت میں پیش کیا جا رہا ہے تاکہ ترکیب سمجھ میں آ سکے۔

(1) نہار منہ اور دن میں 5 - 3 مرتبہ ابلتے پانی میں بڑا چمچہ شہد۔

(پانی حسب طلب' لیکن اسے چائے کی طرح گرم گرم پیا جائے)

(2) سوتے وقت زیتون کے تیل کا بڑا چمچہ (یہ تیل سپین کا بنا ہوا نہ ہو)

(3) ہر کھانے کے بعد 3 دانے خشک انجیر۔

(4) قسط شیریں 75 گرام

حب الرشاد 20 گرام

حلبہ 5 گرام

ان کو ملا کر پیس کر اس مرکب کا ایک چھوٹا چمچ دوپہر اور رات کھانے کے بعد پانی کے ساتھ دیا جائے۔ (کرنل چوپڑا کی رائے میں مریض کو سونے سے پہلے قسط کی اگر ایک خوراک دی جائے تو اسے رات میں دورہ نہیں پڑتا۔ ہم نے اس ترکیب پر کبھی توجہ نہیں دی۔ کیونکہ ہمارا مسئلہ اس نسخہ سے بفضلہ آسانی سے حل ہو جاتا ہے)

دمہ کے ایک عام مریض کیلئے یہ نسخہ کافی رہتا ہے۔

کبھی کبھی ایسے مریض بھی آجاتے ہیں جن کو فوری آرام نہیں آتا۔ مگر ان کی تعداد 5 فیصدی سے زیادہ نہیں ہوتی۔ ان کے نسخہ میں یوں تبدیلی کی جاتی رہی ہے۔

قسط شیریں 60 گرام

حب الرشاد 10 گرام

کلونجی 27 گرام

حلبہ 3 گرام

دوائی کی مقدار حسب سابق چھوٹا چمچہ صبح' شام' کھانے کے بعد۔ ان نسخوں میں حلبہ شامل ہے۔ یہ سانس کی نالیوں کو طاقت دینے اور ان کو بیماریوں سے محفوظ رکھنے میں لاجواب ہے' لیکن اس کے فوائد ظاہر ہونے میں کچھ دن لگتے ہیں۔ اس لئے ابتدا میں زیتون کا تیل شامل کرنا ضروری ہے' لیکن کچھ عرصہ بعد اگر چاہیں تو تیل کو کبھی کبھار پیا جا سکتا ہے۔

ان نسخوں کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ ان سے دمہ کے ہر سبب کا علاج کیا جا سکتا ہے۔

TROPICAL EOSINOPHIOIA میں سنکھیا کے مرکبات یا BANOCIDE دینے کی کوئی ضرورت نہیں' بلکہ مریض کی تشخیص کے سلسلہ میں TLC - DLC کی ضرورت بھی نہیں رہتی۔ البتہ بیماری میں بہتری کا اندازہ کرنے کے لئے خون کو ہر دو ہفتوں کے بعد ٹیسٹ کرنا ایک اچھا طریقہ ہے۔ مثلاً ابتدائی ٹیسٹ پر EOSINOPHILS پائے گئے۔ دو ہفتوں کے بعد ٹیسٹ کر کے پتہ چل سکتا ہے کہ ان کی 14% مقدار میں کس قدر کمی واقع ہوئی ہے۔ قسط میں طفیلی کیڑوں کو ہلاک کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔ یہ نسخہ نالیوں کو کھولنے' حساسیت کو دور کرنے' بلغم نکالنے اور ذہنی اسباب کے علاج میں بھی مفید ہے۔ کیونکہ ان ادویہ میں ان تمام اسباب کا علاج کرنے کی استعداد موجود ہے۔ ہم نے اپنے مریضوں میں مشاہدہ کیا ہے کہ شہد' کلونجی اور زیتون کے تیل کی موجودگی میں حساسیت کیلئے علیحدہ علاج کی ضرورت نہیں پڑتی۔

پیٹ کی خرابیوں جیسے کہ پرانی پیچش' تبخیر معدہ اور آنتوں میں کیڑے دمہ کا سبب بننے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ قسط کے ساتھ کلونجی آنتوں کی ہر قسم کی سوزشوں کا مکمل علاج ہیں جبکہ انجیر کھانے سے کھانا ہضم ہوتا ہے اور یہ پیٹ سے ہوا کو نکالنے کے علاوہ قبض کشا ہے۔ یہ بلغم کو پتلا کر کے نکال سکتی ہے۔ دمہ کے دوروں سے اعصاب میں ہونے والی اینٹھن کو دور کرتی ہے۔

کھانسی اور دوروں کا علاج

دمہ میں کھانسی جسم کا ایک دفاعی عمل ہے۔ وہ کھانسی کی مدد سے تکلیف دینے والی بلغم کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے لیکن نالیوں میں تنگی آ جانے کی وجہ سے اور بلغم کے گاڑھی اور لیسدار ہونے کی وجہ سے اس کا آسانی سے نکلنا ممکن نہیں ہوتا۔ طب جدید میں بلغم کو پتلا کر کے نکالنے کے لئے ادویہ کی ایک نئی قسم MUCOLYTICS

ایجاد ہوئی ہیں۔ جن میں BISOLVON مشہور ہے۔ اس کے مقابلے میں یا اس سے بہتر دوائی کی نشان وہی حضرت تمیم الداریؓ سے یوں میسر ہے۔ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں منقہ کا تحفہ پیش کیا۔ آپ نے فرمایا۔

کلوا ! فنعم الطعام الزبیب' یذھب النصب ویطفی الغضب' ویشد العصب' ویطیب النکھتہ ویذھب البلغم ویصفی اللون۔

(ابو نعیم)

(منقہ کو کھایا کرو کہ یہ سب سے عمدہ خوراک ہے' یہ تھکن اور گھبراہٹ کو دور کرتا ہے۔ غصہ کو ختم کرتا ہے۔ اعصاب کو مضبوط کرتا ہے اور چہرے کو نکھارتا ہے۔ بلغم کو نکالتا ہے اور رنگت صاف کرتا ہے)

ابن السنی' ابن عساکر' ابن انسی اور ابو نعیم نے سعید بن زیدؓ سے ایک روایت بیان کی ہے جس کو انہوں نے اپنے والد اور دادا سے بیان کیا ہے اس روایت کے الفاظ میں بھی رنگت کو نکھارنے کے علاوہ بلغم نکالنے کا تذکرہ ملتا ہے۔ ابو نعیم نے حضرت علیؓ سے بھی بلغم نکالنے والی روایت بیان کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منقہ کو پانی میں رات بھگو کر صبح اس کا پانی پیا کرتے تھے۔

ان حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے اور حارث بن کلدہ طبیب کا حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کیلئے ترتیب دیئے گئے طریقہ پر غور کرنے کے بعد یہ نسخہ ترتیب دیا گیا۔

انجیر	منقہ	سبز الائچی	سیاہ مرچ
10 دانے	10 دانے	10 دانے	10 دانے
بنفشہ	گاؤزبان	بہی دانہ	حب الرشاد
ایک تولہ	ایک تولہ	ایک تولہ	ایک تولہ

ان تمام اجزاء کو ڈیڑھ لیٹر پانی میں دھو کر ڈال دیں۔ 10 منٹ ہلکی آنچ پر پکانے کے بعد چھان لیا جائے۔

اس جوشاندہ کے دو سے تین گھونٹ دن میں تین سے چار مرتبہ پیئے جائیں۔ بہتر صورت یہ ہے کہ جب گرم پانی میں شہد ملا کر پینے کا وقت آئے تو اس میں جوشاندہ بھی ملا لیں۔ اس جوشاندہ کو گرم گرم پینا زیادہ مفید رہتا ہے۔

ہم نے دمہ کی بدترین کیفیت میں بھی اس جوشاندہ کو ہمیشہ مفید پایا۔ اکثر مریض جوشاندہ پینے سے ہی بہتر ہو گئے۔ اس جوشاندہ کا سب سے بڑا کمال یہ ہے کہ اس میں کوئی بھی نشہ آور، نیند لانے والی یا کھانسی کو دبانے والی کوئی چیز شامل نہیں۔ یہ کھانسی کی ہر شکل میں مفید ہے۔

نفسیاتی دمہ اور اسلام

نفسیاتی اسباب سے ہونے والے دمہ کے علاج میں جدید رجحان یہ ہے کہ مریض کا تحلیل نفسی کے طریقوں سے یا NARCO SYNTHESIS سے نفسیاتی علاج کیا جائے۔ اس علاج کے ذریعہ مریض کے ذہن میں پیدا ہونے والی گھبراہٹ۔ پریشانی یا دہشت کو دور کر دیا جائے۔

نفسیاتی علاج لمبا اور ناقابل یقین ہے۔ اس کے اخراجات ایک عام شخص کی دسترس سے باہر ہیں۔ ان تمام اسباب کو اسلام نے ایک ایک کر کے دور کیا ہے۔ وہ مسلمانوں میں احساس کمتری کو دور کرتا ہے۔ بچوں کی دیکھ بھال میں برابری اور خوف کا علاج اللہ پر مکمل بھروسہ کرنے کی صورت میں بتاتا ہے۔

قرآن مجید نے ایک دلچسپ اور مفید علاج یوں بتایا ہے۔

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

(یہ جان لو کہ اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان بخشتا ہے)

اللہ کا ذکر دلوں کو اطمینان بخشتا ہے۔ اس حقیقت کے بعد قرآن مجید خوف گھبراہٹ سے بچنے کے متعدد طریقے بتاتا ہے۔ ایک پریشان حال اپنے رب سے معروض ہوا۔

قال انما اشکوا و بثی و حزنی الی اللہ

(یوسف - 87)

(اس نے کہا کہ میں تکلیف اور غم کی شکایت صرف اپنے اللہ سے ہی کرتا ہوں)

اس دعا کو قبولیت میسر آئی اور انہوں نے اپنی مشکوری کا اظہار یوں فرمایا۔

وقالو الحمد للہ الذی اذھب عنا الحزن ان ربنا لغفور شکور۔

(فاطر- 34)

(اور انہوں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ جس نے ان کے دل پر غم کو اتار دیا۔ ہمارا رب معاف کرنے والا اور مہربان ہے)

تکلیف' اذیت' بیماری اور پریشانی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کو بہترین علاج قرار دیا ہے۔ حضرت علیؓ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

خیر الدواء القرآن

(ابن ماجہ)

(بہترین دوائی قرآن ہے)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کی بیگم ام عمیسؓ) کو غم۔ فکر اور صدمہ سے نجات کیلئے بتایا کہ وہ یہ دعا پڑھا کریں۔

اللہ ربی لا اشرک بہ شیئا

(میرا معبود صرف اللہ ہے اور میں اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو کسی بھی حد تک شریک نہیں کرتی)

بیماریوں سے شفا حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرنے کے سلسلے میں اصحابہ کرام سے درجنوں دعائیں مذکور ہیں۔ ان میں ایک جامع دعا ابن ماجہ اور مسند احمد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں روایت کی ہے۔

اللھم رب الناس، مذھب الباس، اشف انت الشافی، لا شافی الا انت، اشف شفاء لا یغادر سقما ۔

(اے ہمارے اللہ تو ہم سب کا رب ہے۔ تمہارے سوا شفا دینے والا اور کوئی نہیں۔ اپنے شافی ہونے کی مناسبت سے شفا دے۔ تو شفا دے اور یہ شفا ایسی ہو کہ اس میں کوئی سقم باقی نہ رہ جائے)

دمہ کا روحانی علاج

قرآن مجید کا دعویٰ ہے کہ وہ شفا کا مظہر ہے۔

وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین۔

(الاسراء - 82)

(قرآن میں جو کچھ بھی ہے وہ شفاء اور رحمت ہے۔ لیکن ان کیلئے جو اس پر یقین رکھتے اور ایمان لاتے ہیں)

قرآن سے شفاء حاصل کرنے کے لئے اس پر ایمان کامل ہونا ضروری ہے۔

قل ھو للذین آمنوا ھدیٰ و شفاء

(فصلت - 44)

(لوگوں کو بتاؤ کہ یہ ہدایت اور شفاء کا سرچشمہ ہے۔ لیکن ان لوگوں کے لئے

جو ایمان لائے)

بڑی سیدھی سی بات ہے کہ جب کوئی نفسیاتی امراض کے لئے کسی ماہر نفسیات کے پاس جاتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ اس معالج پر یقین رکھتا ہو اور اس کی ہر بات کو توجہ سے سنے اور اس پر عمل کرے۔ نفسیات میں اس اہم عمل کو POSITIVE TRANSFERENCE کہتے ہیں۔ اس کے بغیر مریض کو فائدہ نہیں ہو تک یہی صورت حال قرآن مجید سے شفا حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے۔ مریض کے لئے قرآن اور اس کو بھیجنے والے پر مکمل یقین' ایمان اور اعتقاد ہونا چاہئے اور اس کے بعد کسی فائدہ کی توقع کرے۔

قرآن مجید نفسیاتی علاج کا بھی مکمل ذریعہ ہے۔ وہ دلوں کو اطمینان بخشتا ہے۔ گھبراہٹ اور اضطراری کیفیات کو دور کرتا ہے۔ اس لئے فائدہ کے طلب گاروں کے لئے اس پر یقین رکھنا ایک معالجاتی ضرورت ہے۔

سینہ کی بیماریاں' مریضوں کے لئے خاصی تکلیف اور اذیت کا باعث ہوتی ہیں۔ اگرچہ سینہ میں پائے جانے والے اعضاء تعداد میں صرف دو ہیں۔ یعنی دل اور پھیپھڑے ۔ لیکن یہ دونوں ہی پورے جسم پر حاوی ہیں۔ دل خون مہیا کرتا ہے اور پھیپھڑے اس خون کو صاف رکھتے اور جسم کے ہر حصے کو خون کی وساطت سے تازہ ہوا مہیا کرتے ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کا خراب ہونا پورے جسم کے لئے مصیبت کا باعث بن کر زندگی' موت کا مسئلہ بن جاتا ہے۔ اس اہم حصہ کے مسائل کو قرآن مجید نے فراموش نہیں کیا۔ ارشاد باری ہے۔

قد جاءتکم موعظتہ من ربکم وشفاء لما فی الصدور۔

(یونس- 57)

(تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نصیحت اور ہدایت کے کلمات

پہنچائے گئے ہیں۔ جو کہ سینہ کے اندر کے مسائل کے لئے شفاء کا ذریعہ ہیں)

سینہ کے اندر کی چیزیں ایک وسیع صورت حال ہے۔ اس سے مراد دل اور پھیپھڑوں کی بیماریاں بھی ہو سکتی ہیں اور ذہنی مسائل بھی لئے جا سکتے ہیں۔ یعنی قرآن مجید دل کی بیماریوں اور سانس کی تکلیف کو حل کرنے کے علاوہ گھبراہٹ، اضطراب اور وسوسوں کا علاج کرنے پر بھی قادر ہے۔

سینے کے مسائل کا حل کرنے کے دعویٰ کے بعد نفسیاتی اسباب سے دمہ کے کسی مریض کے لئے ماہر نفسیات کے پاس جانے کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اسے قرآن مجید سے ہی مکمل اطمینان اور شفا میسر آ سکتی ہے۔ نفسیاتی اسباب سے سینہ میں گھٹن کا تذکرہ قرآن مجید نے خود فرمایا ہے۔

ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون۔ فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین۔ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین۔

(الحجر - 97-99)

(یہ بات ہمارے علم میں ہے کہ لوگوں کی باتوں سے تمہارے سینے میں گھٹن پیدا ہوتی ہے۔ تم خدا کی پاکیزگی بیان کرتے اور اس کی عبادت کرنے والوں میں شامل رہنا۔ اپنے رب کی عبادت اس طرح کرنا کہ تمہیں یقین ہو کر وہ تمہاری اس گھٹن کو دور کر دے گا)

ہم کو اس آیت کریمہ کے فوائد کے بارے میں ایک بزرگ نے بتایا کہ یہ سینہ سے گھٹن کو دور کرنے میں کمال کی چیز ہے۔ ان کے اپنے بیٹے کو دل کا دورہ پڑا تو انہوں نے صبح، شام اسی کو پڑھ کر دم کیا۔ لڑکا چند دنوں میں ٹھیک ہو گیا۔

ہم نے پچھلے پندرہ سالوں میں اپنے ہزاروں مریضوں کو دمہ اور دل کے دورے

کے سلسلہ میں اس آیت کی صبح۔ شام تلاوت کا مشورہ دیا' اور کبھی ناکامی نہیں ہوئی۔

دمہ کا قرآنی علاج

چودھویں پارے کی سورۃ الحجر کی آیت 99- 98- 97 کو صبح شام تین مرتبہ پڑھ کر مریض پر صبح۔ شام دم کیا جائے۔ لیکن اس آیت میں ایک اہم شرط رکھی گئی ہے۔

فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین

اس لئے یہ ضروری ہے کہ مریض نماز پڑھے۔ اور اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کا ذکر کرتا رہے۔ کسی بھی دعا کے لئے اہم شرط یہ ہے کہ دعا کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا جائے۔

ایک دو سالہ بچے کو دمہ کے اتنے شدید دورے پڑتے تھے کہ اسے ہر دورے کے بعد ہسپتال لے جانا پڑتا تھا۔ اس بچے کو دن میں تین چار مرتبہ گرم پانی میں شہد ملا کر پلایا گیا اور سورۃ الحجر کی مذکورہ تین آیات درود شریف کے ہمراہ اس پر صبح و شام پھونکی گئیں۔ اس علاج کو اب ایک سال ہونے کو آیا ہے بچے کو دمہ سے عملی طور پر نجات حاصل ہے۔

تپ دق

دق۔ کھانسی بخار PULMONARY TUBERCULOSIS
تدرن۔ سل CONSUMPTION PTHISIS

دنیا کی تاریخ میں دق کی بیماری سب سے پرانی اور عام ہے۔ تاریخ کے ہر دور ' ہر ملک' قوم اور آب و ہوا میں لوگوں کو دق کی بیماری ہوتی رہی ہے اور یہ ایک سے دوسرے کو ہوتی ہوتی ہمیشہ قائم و دائم رہی ہے۔

خیال تھا کہ دق غریب اور کمزور افراد کی بیماری رہی ہے' لیکن متمول اور صاحب حیثیت لوگ اس سے مبرا نہیں رہے۔

بھارتی وزیر اعظم جواہر لال نہرو ایک امیر گھرانے میں پیدا ہوئے اور دولت مندی میں وہ بھارت کے امیر ترین لوگوں میں شمار ہوتے تھے لیکن ان کی بیوی کملا نہرو تپ دق کا شکار ہوئیں۔ سوئٹزر لینڈ کے مہنگے ترین شفاخانوں میں زیر علاج رہیں اور اسی بیماری سے وفات پائی۔

تپ دق بھی ایک طرح کی سیاہ آندھی ہے۔ جو تاریخ کے ہر دور میں لوگوں کو شکار کرتی رہی ہے۔ تورات مقدس نے اسے خدا کا عذاب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

سہرا روسی سائنس دانوں پر باندھتے تھے۔ انہوں نے ٹیلیفون سے لیکر ہوائی جہاز تک کے روسی موجد متعین کر رکھے تھے۔ اسی طرح بھارتی پنڈت ایٹم بم کو بھی ہندو دیو مالا کے پرماتو بم' کی شکل قرار دے کر اپنے مذہب کو زمانے سے ہم آہنگ قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا تازہ ترین شاہکار تپ دق کی تاریخ ہے۔ ایک وودوان کا دعوی ہے کہ 2500 سال پہلے "یجر وید" میں تپ دق کا تذکرہ موجود ہے اور آیور ویدک طب میں اس کا باقاعدہ علاج بھی موجود ہے۔

موجودہ زمانے تک کسی وید کو دق کا کامیاب علاج کرتے تو دیکھا نہیں گیا۔ البتہ کمزوری کے مارے ان مظلوموں کو ہڑتال۔ سنکھیا اور گندھک کے کشتے کھلا کر بیماری کو اس کے انجام پر لاتے ضرور دیکھا گیا ہے۔

چین کی قدیم طب آج بھی ہر طرح سے جامع اور مفید ہے۔ 3000 سال قبل مسیح کے چینی تذکروں میں پھیپھڑوں کی کھانسی اور بخار کے تذکرے ملتے ہیں۔ جن سے تپ دق مراد لی جاسکتی ہے۔

یونان کے فلسفی اطباء میں بقراط صحیح معنوں میں طب کے علم کا بانی اور جسم انسانی کے مطالعہ سے لے کر بیماریوں کے علاج میں ہر جگہ شاندار کمالات کی شہرت رکھتا تھا۔ اس نے 430 ق۔م میں تپ دق کی باقاعدہ تشخیص کرتے ہوئے اسے PTHISIS کا نام دیا جس کا مطلب ایک ایسی گلٹی سے ہے جو جسم کو سکیڑتی اور اسے گلا دیتی ہے۔

بقراط کا خیال تھا کہ پھیپھڑوں میں زخم پیدا کرنے کے بعد یہ بخار پیدا کرتی ہے اور ایک ایسی مہلک بیماری ہے جس سے زیادہ خطرناک کوئی چیز نہیں ہوتی۔ اس کی رائے میں یہ 18 سے 35 سال کی عمر کے درمیان ہوتی ہے اور جان لے کر ہی ٹلتی ہے۔ اس کے خیال میں مریض کی حالت کو خراب کرنے میں اسہال کو زیادہ دخل ہے جبکہ کھانسی دوپہر اور آدھی رات کو زیادہ ہوتی ہے۔

تو میں بھی تمہارے ساتھ اس طرح پیش آؤں گا کہ دہشت اور تپ دق اور بخار کو تم پر مقرر کروں گا جو تمہاری آنکھوں کو چوپٹ کر دیں گے۔ اور تمہاری جان کو گلا ڈالیں گے۔ (احبار - 16:26)

تپ دق کے ساتھ بخار اور اس کے گلا دینے والی صلاحیت کا تذکرہ کرنے کے بعد دوسری جگہ ارشاد ہوا۔

خداوند تجھ کو تپ دق اور بخار اور سوزش اور شدید حرارت اور تلوار اور باد سموم اور گیروئی سے مارے گا۔ اور یہ تیرے پیچھے پڑے رہیں گے جب تک کہ تو فنا نہ ہو جائے۔ (استثناء 22:28)

کتاب مقدس کے ان اقتباسات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری 5000 ق۔ م سے بھی پہلے موجود تھی اور اس کا مسئلہ ہونا معلوم تھا۔ عام زبان میں دق جب پھیپھڑوں پر اثر انداز ہو تو اسے تپ دق یا دق سل کہتے ہیں۔ دق کے جراثیم انسانی جسم میں داخل ہونے کے بعد آنکھوں سے لے کر گردوں تک اور جلد سے لے کر ہڈیوں تک کو متاثر کر سکتے ہیں۔ انسانی ہڈیاں ہزاروں سال باقی رہتی ہیں۔ مصری مقابر سے ملنے والی لاشوں اور حنوط شدہ لاشوں میں دیکھا گیا کہ ان میں کئی ایک کی موت ہڈیوں کی دق سے ہوئی تھی۔ ریڑھ کی ہڈی کو گلا کر اس سے کبڑا پن پیدا کرنا دق کی ایک علامت ہے۔ ایسی سینکڑوں لاشیں مشاہدے میں آئی ہیں جن کی ریڑھ کی ہڈیاں دق کے اثرات کی وجہ سے پھوڑا بن کر گل گئی تھیں اور وہ زندگی میں کبڑے ہو گئے تھے۔

توریت مقدس میں تپ دق کے تذکرہ سے اس بیماری کا وجود پانچ ہزار سال قبل مسیح سے بھی قبل کے عرصہ میں ملتا ہے۔ جبکہ مصری لاشوں میں دق کی تاریخ آج سے 5000 سال پیچھے کی نشان دہی کرتی ہے۔

روس کے بالشویک معاشرے میں دلچسپ بات یہ تھی کہ وہ دنیا کی تمام ایجادات کا

اسے متعدی قرار دینے کا کارنامہ 350 ق۔ م میں انجام دیا گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات الجنب کے نام سے اس کا شافی علاج عطا فرمایا اور امام عیسیٰ ترمذی ؒ نے ذات الجنب کو سل قرار دیا اور انہوں نے سانس سے لگنے والی تمام بیماریوں سے بچاؤ کی ترکیب مرحمت فرمائی۔

تپ دق سے انسانوں کی تمام تر واقفیت' قیافوں اور مریضوں کی علامات اور مشاہدات پر مبنی تھی۔ اسے خداوند کا عذاب' غربت کی سزا یا گری کی وجہ سے بیان کیا جاتا رہا۔ جرمنی کے ڈاکٹر رابرٹ کوخ نے 1889ء میں مریضوں کے تھوک سے جراثیم کی ایک قسم برآمد کی جسے BACILLUS TUBERCULOSIS کا نام دیا گیا۔ اس نے تندرست چوہوں کی ٹانگوں میں ان جراثیم کو داخل کرکے تپ دق کی بیماری پیدا کرکے یہ ثابت کر دیا کہ یہی بیماری کا باعث ہیں۔

کوخ کے بعد سب سے بڑا کارنامہ 1890ء میں رونجن نے سرانجام دیا۔ اس نے ایکسرے ایجاد کرکے پھیپھڑوں اور ان میں زخموں کو دیکھنے کا سامان کر دیا۔ اور اس طرح تپ دق کی تشخیص کیلئے جراثیم کی پہچان کے ساتھ ساتھ زخموں کو دیکھنے کا بھی بندوبست ہو گیا۔

شمائل معجزہ

حضرت عیسیٰ علیہ السلام مریضوں کو ہاتھ لگاتے تھے تو ان کو شفا ہو جاتی تھی۔ یورپ کے بہت سے عیسائی بادشاہ خود کو زمین پر مسیح کا نائب بیان کرتے تھے۔ چونکہ مسیح علیہ السلام کے پاس دست شفا تھا۔ اس لئے ان کے زمین پر نائب بھی اسی کمال کے دعوے دار تھے۔

انگلستان کے بادشاہ چارلس دوم کے عہد میں اعلان کر دیا گیا کہ تپ دق یا دوسری

لا علاج بیماریوں کے مریض بادشاہ کے دست شفا سے استفادہ کرنے کیلئے شاہی دربار میں حاضر ہوں۔

مریض کو بادشاہ کے روبرو حاضر کیا جاتا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ بیک وقت اس کے گالوں پر پھیرتا اور اس کے پیچھے کھڑا ہوا پادری انجیل مقدس کی وہ آیات تلاوت کرتا جن میں بیماروں کو شفا دینے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ ہوتا تھا۔

یہ سلسلہ ملکہ این کے عہد تک چلتا رہا اور اس کے بعد بند ہو گیا۔

نویں صدی عیسوی میں عظیم مسلمان حکیم زکریا رازی نے اور ان کے بعد بو علی سینا نے دسویں صدی میں تپ دق کے علاج میں تازہ دودھ کو مفید قرار دیا اور مریضوں کو ایسے مقامات پر رہنے کا مشورہ دیا جہاں بارشیں کم ہوتی ہوں۔ ان کے خیال میں سورج کی شعاعیں مرض کو ٹھیک کرنے میں مددگار ہو سکتی ہیں۔ اسی اصول سے استفادہ کرنے کیلئے یورپ میں آج بھی مریضوں کو الٹرا وائیلٹ شعاعیں دی جاتی ہیں۔

ان مسلمان حکماء نے اس بیماری کا علاج کرنے کی کوشش کی جسے جالینوس جیسے فاضل طبیب نے لا علاج قرار دیا تھا۔ انہوں نے مشک کافور کے ساتھ گلاب کی چینی ملا کر جراثیم کو ہلاک کرنے اور مریض کو توانائی مہیا کرنے کی ایک شاندار کوشش سے بیماری کے علاج میں پہلا کارنامہ سرانجام دیا۔

تپ دق اور مشاہیر

میرے لئے تپ دق کے مریضوں کی خوبصورتی ہمیشہ سے حیرت کا باعث رہی۔ دوران تعلیم اپنے استادوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہا کہ تپ دق کی مریض عورتیں کیوں خوبصورت ہوتی ہیں؟ کیا خوبصورت عورتوں کے جسم میں کوئی ایسی کشش ہوتی ہے جو دق کے جراثیم کو اپنی جانب کھینچتی ہے؟

میو ہسپتال لاہور کے زنانہ دق وارڈ کی زیادہ تر مکین جوان اور خوبصورت لڑکیاں ہوتی تھیں۔ یہ تو ممکن ہے کہ داخل کرنے والوں نے جوان لڑکیوں کو ترجیح دی ہو۔ کیونکہ جگہ محدود اور علاج لمبا ہونے کی وجہ سے زیادہ کوشش نوجوانوں کو بچانے پر صرف کی جاتی تھی۔ اس سوال کا جواب حال ہی میں پروفیسر زاہدہ میر صاحبہ نے مجھے دیا۔ ان کا مشاہدہ تھا کہ دق کے جراثیم ایسے کیمیاوی مرکبات بھی پیدا کرتے ہیں جو مریض کے چہرے پر سرخی لاتے ہیں۔ آنکھوں کو چمکدار بنانے کے ساتھ پلکوں کو لمبا اور سیاہ کرتے ہیں۔ یہ مرض کے ابتدائی دنوں کی بات ہے۔ ورنہ پھیپھڑوں میں سوزش بڑھ جانے کے بعد رنگت زرد پڑ جاتی ہے۔ بھوک اڑ جانے سے گال اندر کو پچک جاتے ہیں اور مسلسل بخار سے آنکھیں اندر کو دھنس جاتی ہیں۔ بیماری کے ابتدا میں پیدا ہونے والی حلاوت کچھ عرصہ میں رخصت ہو جاتی ہے۔

ہندوستان میں دق کی بیماری کبھی بھی اتنی زیادہ نہیں رہی۔ جتنی کہ یورپ میں تھی۔ اس لئے وہاں پر مرنے والوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی تھی۔

حیرت کی دوسری بات یہ ہے کہ دق کی بیماری ہمیشہ ایسے لوگوں کو ہوئی جو ذہنی اور علمی فوقیت رکھتے تھے۔ پروفیسر شہباز منیر راجہ نے یورپ میں دق سے مرنے والے مشاہیر کی ایک طویل فہرست مرتب کی ہے۔ جن میں موسیقی کا مشہور استاد Chopin انشائیہ نگار اور مصنف R . L. Stevenson انگلستان کا ملک الشعراء John Keats ملک الشعراء Shelley رابرٹ براؤننگ جیسے صاحب ثروت شاعر کی بیوی Elizabeth B. Browning اس خاتون کو صغر سنی میں ہڈیوں کی دق ہو گئی تھی۔ اس میں کچھ افاقہ ہوا تو شادی ہو گئی۔ بیماری نے پھر چھاتی کے اندر سرنگ لگائی اور یہ مر گئیں۔ چھاتی کا معائنہ کرنے والا آلہ سٹیتھو سکوپ ایجاد کرنے والے ڈاکٹر Laennec کی وفات بھی دق ہی کی وجہ سے ہوئی۔ کہتے ہیں کہ انگلستان کے بادشاہ

جارج دوئم کا انتقال بھی تپ دق سے ہوا۔ جب کہ ہمارے سامنے کی بات ہے کہ ایڈورڈ ہفتم۔ جارج پنجم اور جارج ششم کے انتقال بھی سینے کی بیماریوں سے ہوئے۔

انگلستان کی سرد اور مرطوب آب ہوا پھیپھڑوں کی قوت مدافعت کو کم کر دیتی ہے۔ اب یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شراب نوشی کی وجہ سے پھیپھڑوں میں بیماریوں کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ مرطوب ہوا۔ شراب نوشی برطانیہ کے شاہی محلات کے اندھیرے کمرے وہاں پر رہنے والوں کو دق اور سینے کی دوسری بیماریوں کا شکار بنائے رکھتے ہیں۔

پاکستان کے معمار قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ کمزور جسم کے مالک تھے۔ ان کو زندگی کے کسی مرحلہ پر دق ہوئی جو قدرے دب گئی اور وہ ایک باقاعدہ زندگی گزارنے لگے۔ جب ان کے دل میں پاکستان بنانے کا خیال آیا تو اس مشکل کام کو انجام دینے کیلئے انہوں نے صحیح معنوں میں تن من دھن سے جدوجہد کی۔ اپنی جسمانی وسعت سے زیادہ کام کرنے' مسلسل بے آرامی اور بے سکونی سے چھاتی کی تکلیف پھر سے عود کر آئی۔ ان کو بخار ہوتا رہا۔ کمزوری روز بروز بڑھتی گئی لیکن پاکستان کی عملی جدوجہد کے زمانے میں انہوں نے ایک دن بھی آرام نہ کیا۔ ان کے لیٹ جانے کا مطلب یہ ہوتا کہ پاکستان نہ بن پاتا۔ انہوں نے قوم کے دشمنوں سے لڑائی میں اپنے جسم کو تپ دق کے کیڑوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ جب تک یہ پاکستان حاصل کرکے فارغ ہوئے سینے میں بڑے بڑے زخم بن چکے تھے۔ اگست 48ء میں بیماری کا اعتراف کرنا پڑا۔ کرنل الٰہی بخش رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ پھر ڈاکٹر ریاض علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا گیا۔ یہ اتنے سچے اور انتہا پسند پاکستانی تھے کہ علاج کے لئے بھی پاکستان سے باہر جانے کو تیار نہ ہوئے نہ کسی غیر پاکستانی

ڈاکٹر کو علاج کا موقعہ دیا۔

قائداعظم ؒ کی بیماری اور ان کی وفات کا تجزیہ کریں تو صاف نظر آتا ہے کہ انہوں نے اپنی جان پاکستان حاصل کرنے کیلئے قربان کر دی۔ وہ سوئٹزر لینڈ کے کسی سینی ٹوریم میں سال بھر آرام اور علاج کیلئے بسر کرنے کی حیثیت رکھتے تھے۔ لیکن انہوں نے قوم کو اس کا مقصد دلوانے کیلئے اپنی جان دے دی۔ میری رائے میں وہ ملک و قوم کیلئے شہید ہوئے۔

پنڈت جواہر لال نہرو نے اپنی دھرم پتنی کملا کو اپنے پارسی سیکرٹری فیروز گاندھی کی ہمراہی میں سوئٹزر لینڈ بھیج دیا۔ کملا نہرو تو بچ نہ سکیں لیکن فیروز گاندھی نے کملا کی بیٹی اندرا گاندھی سے شادی کر لی۔ اسی ہندو ماں اور پارسی باپ کی اولاد راجیو گاندھی پیدا ہوئے۔

رسالہ "ساقی" دہلی کے مدیر شاہد احمد دہلوی مرحوم صاحب طرز ادیب اور شاستری سنگیت کے استادوں میں سے تھے۔ ان کی دوستی اجمیر ہائی کورٹ کے جج جسٹس مرزا عظیم بیگ چغتائی سے تھی۔ مرزا صاحب اردو ادب کے منفرد ادیب اور مزاحیہ ادب کے تاجدار مرزا عظیم بیگ چغتائی کے نام سے معروف تھے۔ انہی کی دلچسپی سے ہندوستان کا پہلا سینی ٹوریم اجمیر کے قریب قائم ہوا۔ شاہد احمد بیان کرتے ہیں۔

مرزا عظیم بیگ چغتائی تپ دق کا شکار ہوگئے۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ یہ بیماری متعدی ہے تو انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ بیگم چغتائی ایک وفادار، مخلص اور خدمت گزار خاتون تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ ان کے میاں نے ان کو بیماری سے بچانے کیلئے طلاق دی ہے۔ اس لئے انہوں نے خاوند کا گھر چھوڑنے سے انکار کر دیا، لیکن ان کے عزیزوں نے ایسے قیام کو بے غیرتی قرار دے کر میکے پہنچا دیا۔

مرزا عظیم بیگ نے اپنی رفیقہ حیات کو بیماری سے بچانے کے لئے اسے اپنے آپ

سے اس وقت علیحدہ کیا جب ان کو واقعی اس کی ضرورت تھی۔ ان کا اور کوئی پرسان حال نہ تھا وہ بیماری کی آلائشوں میں ڈوبے ایک گندے بستر پر پائے جاتے تھے۔ جسے بدلنے والا کوئی نہ تھا۔ ایک ہی کروٹ پر پڑے پڑے ان کی کمر پر Bed Sores ہو گئے۔ پھر ان میں کیڑے پڑ گئے۔ شاہد احمد لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے جسم پر رینگنے والے ایک کیڑے کو پکڑا اور اس کو مخاطب ہو کر کہا۔

"یار تم بہت بے صبرے ہو۔ اپنا حصہ لینے ابھی سے آگئے ورنہ یہ سارا جسم تو اب تم ہی لوگوں کے لئے ہو جانے کو ہے"

مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے اسلام کے مشاہیر کے آخری اوقات کو "انسانیت موت کے دروازے پر" کے نام سے مرتب کیا ہے۔ انہوں نے نزع کے عالم میں جن ہستیوں کی بہادری کا تذکرہ کیا ہے اگر ان کے اصول کو استعمال کیا جائے تو موت کے مقابلے میں قائداعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اور مرزا عظیم بیگ چغتائی رحمۃ اللہ علیہ ایک شاندار مثال تھے۔

یہ وہ لوگ تھے جو موت کی دہشت کا شکار ہونے کی بجائے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنی عظمت دکھا گئے۔

بیماری کے اسلوب اور متاثرین

بیماری زندگی کے کسی بھی مرحلہ پر شروع ہو سکتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ آبادی کے 40 فیصدی میں اس بیماری کا شکار ہونے کے امکانات موجود ہیں۔ بیماری کی شرح عمر کے مطابق تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ بہت چھوٹے بچوں میں 2 فیصدی اور بوڑھوں میں 70 فیصدی۔ عام طور پر 20 - 5 سال کی عمر کے درمیان زیادہ اندیشہ ہوتا ہے۔ بچوں میں زیادہ تر اس کی شدید اقسام جیسے کہ

Acute Military Tuberculosis اثر انداز ہوتی ہیں۔ یہ دق کی بدترین قسم ہے اور دنوں میں جان لیوا ثابت ہو سکتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ عمر کے بڑھنے کے ساتھ اس کے امکان میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور یہ اضافہ 2.4 فیصدی سالانہ قرار دیا گیا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا میں تپ دق کی شرح دوسرے ممالک سے زیادہ ہے عالمی ادارہ صحت نے 1971 - 1961 کے جائزہ میں معلوم کیا کہ جاپان' کوریا' سنگاپور' ملیشیا ویت نام اور کمبوڈیا میں 14 سال کی عمر تک 80 - 60 فیصدی بچوں کو دق کی بیماری ہو جاتی ہے۔ جبکہ تازہ ترین اعدادوشمار کے مطابق امریکہ اور برطانیہ میں یہ شرح 2.3 فیصدی ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ ان دنوں امریکہ میں تپ دق کے مریضوں کی تعداد میں پھر سے اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

تپ دق بنیادی طور پر غریب اور پسماندہ ملکوں کی بیماری ہے۔ شہروں کے تنگ و تاریک مکانوں میں کثرت آبادی کے باعث بچے ضروریات زندگی' اچھی خوراک کے بغیر اندھیرے کمروں میں پرورش پاتے ہیں۔ اچھی غذا' دھوپ اور مناسب آرام اس بیماری کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرنے کا باعث ہوتے ہیں۔ ایک بلڈنگ میں جب 12 - 12 گھر رہ رہے ہوں تو رہائشی ہجوم کی وجہ سے بیماری کو پھیلنے کے بہترین مواقع میسر آتے ہیں۔

لاہور کارپوریشن نے اندرون شہر لاہور کے تپ دق کے مریضوں کیلئے ایک خصوصی شفاخانہ T B . Institute کے نام سے سید مٹھا بازار میں قائم کر رکھا ہے۔ یہاں دق کے مریضوں کے علاج کے علاوہ ان کے گھروں کا جائزہ بھی لیا جاتا ہے اور کوشش کی جاتی ہے کہ کسی خاندان کے ایک فرد کے بیمار ہونے پر بیماری دوسرے افراد کو متاثر نہ کرے۔ کارپوریشن کی خواتین کارکن مریضوں کے گھروں میں جا کر ان کو

بیماری سے بچنے کی تربیت دیتی ہیں۔

اعداد و شمار سے معلوم ہوتا ہے کہ جس گھر میں ایک بھی مریض ہوا اس گھر کے دوسرے افراد بھی وقت کے ساتھ متاثر ہوتے رہے۔ حفظان صحت کی تعلیم یا بیماریوں سے بچاؤ کی تربیت کسی مریض کے خاندان کو کھانے یا رہنے کے لئے اچھی جگہ مہیا نہیں کر سکتی۔ مریض کو آرام کرنے کی نصیحت ہمیشہ رائیگاں جاتی ہے۔ جس نے گھر کے 8 افراد کو روٹی مہیا کرنی ہے وہ بستر پر پڑا رہ کر روائی کھانے کے قابل نہیں ہوتا۔

WHO کا خیال ہے کہ اس وقت دنیا میں تقریباً 2 کروڑ افراد دق میں مبتلا ہیں اور اس تعداد میں ہر سال 35 لاکھ نئے مریضوں کا اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جبکہ ہر سال 20 سے 25 لاکھ افراد اس کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں۔

تپ دق چھوت کی بیماری ہے۔ ہر مریض کے سانس سے لاکھوں جراثیم باہر نکلتے رہتے ہیں جو قریب آنے والوں کی سانس کی نالیوں میں گھس کر انہیں بیمار کر دیتے ہیں۔ وہ لوگ جو مریض سے ایک میٹر سے کم فاصلہ پر ہوتے ہیں وہ جراثیم کی زد میں رہتے ہیں۔ مریض جب کھانستا یا چھینکتا ہے تو جراثیم کا پھیلاؤ زیادہ دور تک ہو سکتا ہے۔ انسانی جسم میں بیماریوں اور جراثیم کے خلاف قوت مدافعت اس سے بچانے کی کوشش کرتی ہے لیکن مریض کے ہروقت قریب رہنے والے اس کے عزیز و اقارب جراثیم کی معقول مقدار میں ہر روز حاصل کرتے کرتے ایک دن خود شکار ہو جاتے ہیں۔

دق ایک لمبی اور تخریب کار بیماری ہے۔ اس کے جراثیم جب ایک تندرست شخص کے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو مہینوں خاموش پڑے رہتے ہیں۔ اس دوران وہ جسم کے دفاعی نظام سے جنگ لڑ کر اپنے لئے مداخلت کا سامان پیدا کرتے ہیں اور آہستہ آہستہ جسم کے کسی کمزور حصہ کو اپنی زد میں لے لیتے ہیں۔ دق سارے جسم کی بیماری

ہے۔ ہم اس کے ایک حصہ کو تپ دق کے نام سے جانتے ہیں ورنہ یہ دماغ کی جھلیوں میں Meningitis آنکھوں میں پھولا Keratitis گلے میں سوزش' آنتوں کی دق' گردوں کی دق اور ہڈیوں میں دق کے ساتھ ریڑھ کی ہڈی کے مہروں کو گلا کر وہاں Pott's Disease کا پھوڑا بنا دیتی ہے۔ ہڈیوں کی دق سے ہماری واقفیت قدیم مصر کے مقابر سے شروع ہوتی ہے۔ لیکن وہ لوگ اس کے علاج سے آشنا نہ تھے۔ ریڑھ کی ہڈی کے گلنے اور وہاں پر پھوڑا بننے کا ایک تاریخی واقعہ حافظ ابن القیم رحمتہ نے یوں بیان کیا ہے۔

یذکر عن علی انه قال دخلت مع رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم' علی رجل یعوده بظهره ورم فاقلو: یا رسول اللّٰه بهذه مدآ: قال : بطوا عنه' قال علی : فما برحت حتی بطت' والنبی صلی اللّٰه علیه وسلم شاهد○

(حضرت علی ؓ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک شخص کے گھر گیا۔ اس کی کمر پر ورم پڑی ہوئی تھی۔ اس نے عرض کی کہ یا رسول اللہؐ! یہ ورم ایک عرصہ سے ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ اس ورم کو چیر دیا جائے۔ ان کے ارشاد کی تعمیل میں حضرت علی ؓ نے اس پھوڑے کو چیر دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل کا مشاہدہ فرماتے رہے۔)

حدیث کی دوسری کتابوں میں اس عمل جراحی کی زیادہ تفصیل ملتی ہے۔ حضرت علی ؓ نے اپنے خنجر سے پھوڑے میں شگاف ڈالا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ شگاف بڑا کیا جائے۔ بعد کی اطلاعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مریض تندرست ہو گیا۔

تپ دق کے جراثیم کسی جگہ کو گلا کر وہاں پیپ پیدا کر کے پھوڑا بنا سکتے ہیں ان کے پھوڑے کو COLD ABCESS کہتے ہیں۔ کیونکہ دوسرے پھوڑوں کی طرح اس میں گرمائش نہیں ہوتی۔ اس کا درجہ حرارت باقی جسم کی طرح بلکہ اس سے بھی کم ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو ٹھنڈا پھوڑا کہتے ہیں۔

آج کا کوئی بھی سرجن اس بڑے پھوڑے کو کھول دیتا ہے کیونکہ پیپ کی اتنی مقدار کو اندر اندر خشک نہیں کیا جاسکتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ہدایت سرجری کے جدید ترین اصولوں کے مطابق تھی۔ قرآن مجید واضح کرتا ہے کہ ان کو ہر وہ علم سکھا دیا گیا تھا جو ان کو پہلے سے نہ آتا تھا۔ اس لئے ان کی سرجری کا مظاہرہ غلط نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کو یہ علم علیم حکیم نے سکھایا تھا۔

تپ دق کے جراثیم کے جسم میں داخل ہونے سے بیماری کی علامات کے ظاہر ہونے کے درمیان ایک طویل عرصہ ہے۔ یہ چھ ماہ سے 3 - 2 سالوں تک ہو سکتا ہے' لیکن چھوٹے بچوں کو Acute Miliary Tuberculosis جلد ہوتی ہے۔ اور سوکھے ہوئے بچوں کو جلد ہی ختم کر دیتی ہے۔

بچوں کی شدید دق

بچہ پہلے سے کمزور ہوتا ہے۔ بیماری کے ساتھ سوکھا کی شکل نظر آتی ہے۔ ہلکا پھلکا بخار' اس میں کبھی کمی اور کبھی زیادتی آ جاتی ہے۔ جگر بڑھ جاتا ہے۔ سانس مشکل سے آتا ہے۔ آکسیجن کی کمی سے ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ خشک کھانسی زیادہ تنگ کرتی ہے۔ سر میں درد اور اعضاء میں اینٹھن دل کی رفتار بڑھ کر گھبراہٹ اور اختلاج قلب' آنکھوں میں داغ نظر آتے ہیں۔

اس صورت حال کے بعد گردن توڑ بخار کی سی کیفیت ہو گئی ہے۔ پھیپھڑوں

میں پانی پڑ جاتا ہے۔ خون کی کمی اور دوسری پیچیدگیاں ایک مختصر عرصہ میں جان لیوا ثابت ہوسکتی ہیں۔ ہم نے اکثر بچوں کے پیٹ پھولے ہوئے دیکھے ہیں اور ان کو غذا سے نفرت ہو جاتی ہے۔ کمزوری بڑھتے بڑھتے تھوڑے ہی عرصہ میں موت کا باعث بن جاتی ہے۔

یقین کیا جاتا ہے کہ چودہ سال کی عمر تک ہر بچے کو تپ دق ہوتی ہے جسے ابتدائی دق یا Primary Tuberculosis کہتے ہیں۔ عام طور پر یہ بیماری بڑی خاموشی سے آتی ہے۔ اس کی کوئی علامت نہیں ہوتی اور اپنے آپ ٹھیک بھی ہو جاتی ہے۔ لیکن پھیپھڑوں پر اس سانحہ کے ابھرے ہوئے زخموں کے نشانات ساری عمر رہتے ہیں۔ ان نشانات کو GHON.S LESIONS کہتے ہیں۔

پہلے خیال کیا جاتا تھا کہ جواں عمر کے لوگ زیادہ تر اس کی زد میں آتے ہیں۔ مگر اب دو دلچسپ چیزیں ظاہر ہوتی ہیں۔ یہ کہ زیادہ تر تپ دق 40 سال سے زیادہ عمر کے افراد کو متاثر کرتی ہے جن میں عورتیں کم اور مرد زیادہ ہوتے ہیں۔ پہلے زمانہ میں کہا جاتا تھا کہ مسلمان عورتیں پردہ اور خاوندوں کے مظالم سے گھل گھل کر دق کا شکار ہو جاتی ہیں۔ وقت نے یہ ثابت کیا ہے کہ ایک عورت کے مقابلے میں پانچ مرد دق کا شکار ہوتے ہیں۔

شرح اموات	ہر ایک لاکھ کی آبادی میں
سال	اموات
1920 - 21	400
1950 - 51	200
1964	60 - 80

عالمی ادارہ صحت کے اس موازنہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید ادویہ کی وجہ سے شرح

اموات میں معتدبہ کمی آئی ہے۔

تپ دق کے شفاخانوں میں مریضوں سے جن علامات کے بارے میں عام طور پر سوال کیا جاتا ہے وہ یہ ہیں۔

○ کھانسی ..... جس کا عرصہ ایک ماہ سے زائد ہو۔

○ بلغم ---- اس کا رنگ

○ مسلسل بخار ..... بعض اوقات بخار دن میں کم ہوتا ہے لیکن شام کو بڑھ جاتا ہے۔

○ چھاتی میں درد

○ بلغم کے ساتھ خون آنا۔ اگر خون سرخ رنگ کا اور چمکدار ہو تو اسے اہمیت حاصل ہے۔

○ بھوک میں کمی۔

○ وزن میں کمی۔

○ کام کرنے کی استعداد میں کمی۔

○ رات کو پسینے آنا۔

ان تمام علامات کو اگر مختلف اعضا میں بیماری کی تخریب کاری سے وابستہ کیا جائے تو صورت یوں ظاہر ہوتی ہے۔

پھیپھڑوں کی علامت

ابتدائی علامات زیادہ تر رات کے وقت اور صبح اٹھنے پر محسوس ہوتی ہیں جیسے کہ کھانسی شروع میں خشک ہوتی ہے۔ پھر بلغم کی مقدار بڑھنے لگتی ہے۔ جب پھیپھڑوں میں بڑا زخم ہو جائے تو کھانسی کے ساتھ سیٹی کی سی آواز بھی آتی ہے۔ بلغم میں خون کی معمولی مقدار شامل ہو سکتی ہے بعد میں جب بڑے زخم بنتے ہیں تو خون کی مقدار میں

اضافہ ہو جاتا ہے۔

سانس لینے میں مشکل یا معمولی کام سے سانس چڑھ جانا بیماری کے پھیل جانے کی علامت ہے یہ صورت حال چھاتی میں پانی یا ہوا بھر جانے سے بھی ہو سکتی ہے۔

جسمانی علامات

بخار اکثر ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کی شدت بیماری کی شدت کے ساتھ وابستہ ہے۔ اکثر مریضوں کو صبح کم اور شام کو زیادہ ہوتا ہے۔ مریض اگر آرام نہ کرے اور کام کرتا رہے تو بخار میں اضافہ ہو جاتا ہے کمزوری اور جراثیم کی زہروں سے اختلاج قلب ہوتا ہے۔ ہلنے جلنے اور کام کرنے سے اس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

بھوک کی کمی سے جسم میں کمزوری آ جاتی ہے۔ وزن کم ہونے لگتا ہے۔ وزن میں کمی بیماری کی اپنی علامت بھی ہے۔ بار بار پسینے آتے ہیں۔ مگر ان کے آنے سے بخار کی شدت متاثر نہیں ہوتی۔ رات کو پسینے آنا بیماری کی اہم علامت میں سے ہے۔

تپ دق گلے اور ناک پر بھی اثر کر سکتی ہے۔ بار بار کی کھانسی اور بلغم سے گلا یوں بھی خراب ہو جاتا ہے۔ بیٹھی ہوئی آواز۔ دق کے اکثر مریضوں کا خاصہ ہے۔ بیماری چھاتی تک محدود نہیں رہتی۔ خون میں گردش کرنے والے جراثیم مریض کی کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جسم کے دوسرے اعضا کو لپیٹ میں لینے سے دریغ نہیں کرتے۔ دل کی جھلیاں، گردے، ہڈیاں، جوڑ اور آنکھیں متاثر ہو سکتے ہیں۔ دماغ کی جھلیوں میں ورم آنے سے گردن توڑ بخار کی سی کیفیت اور ہذیان ہو سکتے ہیں۔

بیماری کے آخری مراحل میں جب پھیپھڑے گل چکے ہوتے ہیں تو اکثر مریضوں کو اسہال ہو جاتے ہیں۔ اسہال کی وجہ آنتوں میں دق سے سوزش ہوتی ہے۔ نقاہت اور کمزوری کے ساتھ بار بار کے اسہال مریض کی حالت کو خراب تر کر دیتے ہیں اور

اکثر مریضوں میں یہ آخری نشانی ہوتی ہے۔ ہم نے اکثر مریضوں کو آخری وقت ذہنی طور پر ماؤف ہوتے بھی دیکھا ہے۔ یہ کیفیت دق کے جراثیم کے دماغ پر حملہ اور لمبی اور مایوس کر دینے والی بیماری کی وجہ سے ذہنی دباؤ کی بدولت ہوتی ہے۔

تیمار داروں کیلئے اہم ہدایات

ہر مریض کے منہ سے نکلنے والی سانس میں تپ دق کے لاکھوں جراثیم ہوتے ہیں۔ اس لئے تیمار داروں اور غیر متعلق افراد کو مریض کے قریب آنے سے احتیاط کرنی چاہئے۔

1- مریض کے برتنوں' کپڑوں' بستر' تھوکدان کو جراثیم لگے ہوتے ہیں۔ ان کو دھونے سے پہلے دو گھنٹے بھی دھوپ میں رکھا جائے۔ دق کے جراثیم ابالنے سے نہیں مرتے جبکہ دھوپ سے مر جاتے ہیں۔

2- مریض کے تھوک اور نجاستوں کو جلایا جائے۔

3- بچے مریض کے قریب نہ جائیں اور نہ ہی وہ ان کا منہ چومے۔

4- کھانستے اور چھینکتے وقت منہ کے آگے کپڑا رکھا جائے۔

5- مریض کے بستر اور لباس کو بار بار تبدیل کیا جائے۔ وہ دن میں دو مرتبہ دانت صاف کرے۔ ہاتھوں اور چہرے کو اچھی طرح دھویا جائے۔ صبح' شام آنکھوں کو تازے پانی سے دھویا جائے۔

6- مریض کی کروٹ دن میں کئی بار تبدیل کی جائے۔ گرم پانی اور صابن سے کمر کو دھویا جائے۔ بدن کو خشک کرکے اس کو سپرٹ سے صاف کیا جائے اور اس پر زیتون کا تیل لگایا جائے۔ ایک ہی کروٹ پر پڑے رہنے سے کمر پر زخم ہو سکتے ہیں۔ پوڈر لگانے سے زیتون کا تیل بہتر ہے۔ البتہ پسینہ زیادہ آنے کی صورت میں پت پوڈر یا خوشبودار

پوڈر کا اضافہ کیا جاسکتا ہے۔

7- بھوک اگر کم ہو تو ہر تین گھنٹوں کے بعد کچھ کھلا دیا جائے۔ بازاری کھانے، مٹھائیاں اور ثقیل اشیاء سے پرہیز کیا جائے۔

8- صبح کا ناشتہ جلدی کیا جائے۔ رات کا کھانا بھی سونے سے دو گھنٹے پہلے دیا جائے۔ اگر مریض چل پھر سکتا ہے تو رات کے کھانے کے گھنٹہ بھر بعد چہل قدمی کرے۔

9- مریض اگر عورت ہے تو اسے بچہ نہ ہونا چاہئے۔

10- مسلمان مریض کی بیماری اس کے گناہوں کا کفارہ ہوتی ہے۔ اس لئے بیماری سے وحشت کی بجائے اسے اللہ کے ذکر اور دوسروں کی خیر خواہی میں صرف کیا جائے۔

11- بیمار کو نماز اور وضو میں بڑی مراعات ہیں۔ اس لئے وہ نماز ضرور پڑھے اپنے لئے اور دوسروں کیلئے دعا کرے کیونکہ اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور تیمار داروں کو ثواب حاصل ہوتا ہے۔

تشخیص

تپ دق کی علامات بڑی واضح اور نمایاں ہیں۔ اگر کسی مریض میں ان میں سے اکثر موجود ہوں تو اسے دق کا مریض قرار دیا جا سکتا ہے۔ مگر اس فیصلہ میں چند ایک مشکلات ہیں۔ کچھ مریضوں میں علامات واضح نہیں ہوتیں۔ ان کو مسلسل بخار کی بجائے تھکن، کمزوری کے ساتھ معمولی کھانسی ہوتی ہے۔ سگریٹ پینے والوں میں کھانسی معمول کی بات ہے۔ ایسے میں تشخیص کیلئے اضافی عمل کی ضرورت پڑتی ہے۔

جب ایک دفعہ متعین کر لیا جائے کہ کسی شخص کو دق ہوگئی ہے تو علاج کی کامیابی اور پھیپھڑوں کے زخموں کے بھرنے کی رفتار کا جائزہ لینے کیلئے بھی چھاتی کے اندر کے حالات سے باخبر ہونا ضروری ہے جس کے لئے ایکسرے اور خون کا ESR معلومات

مہیا کرتے ہیں۔

MONTOUXS TEST

پندرہ سال کی عمر تک کے بچوں کو جلد کی موٹائی میں کہنی کے جوڑ کے قریب سامنے کی طرف OLD TUBERCULIN کا ٹیکہ لگایا جاتا ہے۔ 2 دن کے بعد ٹیکے والی جگہ کا معائنہ کرتے ہیں۔ اگر وہاں پر سرخی پھیل گئی ہو تو اسے فیتے سے ماپ لیتے ہیں۔ اگر اس کا قطر تین ملی میٹر ہو تو اس کو توجہ نہیں دی جاتی۔ اگر اس سے زیادہ ہو تو جسم میں دق کے مادے کی موجودگی کا شبہ کیا جاتا ہے۔

1- خون کا ESR

مریض کی ورید سے کچھ خون لے کر اس کا ESR ٹیسٹ کیا جاتا ہے ایک عام آدمی 10- ESR ملی میٹر سے کم ہوتا ہے۔ خواتین کا نارمل ESR 10 m.m سے زیادہ ہوتا ہے۔ ماہواری کے دنوں میں یہ اور بڑھ جاتا ہے۔

تپ دق میں مریض کے ESR میں معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے۔ جیسے کہ مندرجہ ذیل رپورٹ۔

Yasin Clinical Laboratories
Chowk Nisbt Road, Lahore (Pakistan)
Patient Name Shougsha Begum Sahiba. Age 45 Yrs.
Sample Brought From ____ Collected at ____
HAEMATOLOGY
E.S.R. 87 mm. After 1hour. (Westergreen Method.)
Sayed Mujahid Yasin
D.C.P, B.S.C

اس مریض کا ESR 87 m.m بیان کیا گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جسم میں

تپ دق موجود ہے۔ یہ ٹیسٹ دوسری کئی بیماریوں اور خاص طور پر کئی بخاروں میں بھی بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے ESR میں اضافہ دق کی یقینی تشخیص قرار نہیں پاتا۔ البتہ مرض میں بہتری کی اچھی نشان دہی کر سکتا ہے۔

مثال کے طور پر ہم نے ایک مریض کا ESR کروایا جو کہ 103 m.m پایا گیا۔ ایک ماہ کے علاج کے بعد پھر ٹیسٹ کروایا تو 89 نکلا اس کا مطلب یہ ہے کہ علاج نے اس کو فائدہ دیا۔ اگر ESR میں اضافہ ہو کر 119 m.m ہو جائے تو مرض میں اضافہ ہو رہا ہے۔

2- چھاتی کا ایکسرے

رونجن نے 1894ء میں ایکسرے ایجاد کیا۔ 1905ء سے یہ لوگوں کی بھلائی کے لئے دستیاب ہوا۔ اس کی شعاعیں جسم کے اندر گھس کر اس کی تصویر اتار سکتی ہیں' لیکن یہ صرف ان چیزوں کی تصویر لے سکتا ہے جو سخت ہوں۔ اس کی شعاعیں کھال اور گوشت میں سے گزر جاتی ہیں۔ اس لئے یہ ہڈیوں کی تصویر لے سکتا ہے یا ان کی بیماریوں کی تشخیص میں مددگار ہوتا ہے۔ چھاتی کی بیماریوں میں یہ بہت کارآمد ہے۔ اس کی مدد سے دل کا حجم دیکھا جاسکتا ہے۔ پھیپھڑوں کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے زخم اور سوزش واضح ہوسکتے ہیں اور اگر ان میں پانی پڑا ہو تو صاف نظر آ جاتا ہے۔

تپ دق کی تشخیص میں ایکسرے ایک مفید ترکیب ہے۔ اس سے استفادہ کرنے کے تین طریقے مروج ہیں۔

SCREENING (سکریننگ)

اندھیرے کمرے میں مریض کو ایکسرے مشین کے سامنے کھڑا کر دیتے ہیں۔ چھاتی کے سامنے ایک شیشہ لگا ہوتا ہے۔ جس پر پھیپھڑوں کے چلنے جلنے اور دل کے

دھڑکنے کو صاف دیکھا جاسکتا ہے۔ معائنہ کرنے والا ڈاکٹر پھیپھڑوں کو براہ راست دیکھ کر ان میں بیماری کی نوعیت اور حالت کا جائزہ لے سکتا ہے۔

یہ طریقہ سستا ہے۔ اس لئے بہت سے لوگوں کا کم خرچ میں معائنہ کیا جاسکتا ہے۔

ایکسرے یا SKIAGRAPHY

مریض کو ایکسرے مشین کے سامنے کھڑا کر کے اس میں فلم کا تیکچیو ڈال کر فوٹو اتار لیا جاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ مریض نے ریشمی یا نائیلون کے کپڑے نہ پہنے ہوں۔ ورنہ تصویر دھندلی آئے گی۔ بہتر تو یہ ہے کہ مریض کا سینہ بغیر لباس کے ہو اور اگر خواتین میں ایسا ممکن نہ ہو تو وہ سوتی گاؤن یا وائل - ململ کی قمیض پہن کر ایکسرے کروائیں۔

ایکسرے کی فلم کو پڑھنا بھی ایک کمال ہے۔ ہر ڈاکٹر اسے پوری تفصیل سے نہیں پڑھ سکتا۔

ایک صاحبہ کو کھانسی بخار کے ساتھ جسم میں دردیں تھیں۔ ایکسرے کروایا گیا۔ ڈاکٹر کرنل محمد ضیاء اللہ مرحوم کی رائے میں ان کو تپ دق تھی۔ یہ ایکسرے کرنل الٰہی بخش مرحوم اور ڈاکٹر سید ریاض علی شاہ مرحوم نے بھی دیکھا اور دق کا علاج شروع کر دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام محمد خان بلوچ اور پروفیسر پیرزادہ محمد اسلم مرحوم نے اسی ایکسرے سے BOECK.S SARCOID نامی بیماری تشخیص کی۔ جو کینسر کی اقسام میں سے ہے۔

یہ خاتون اس کے بعد 15 سال بیماری میں زندہ رہیں۔ آخری دن تک یہ طے نہ ہو سکا کہ ان کی بیماری کا نام کیا ہے؟

لیکن ہر دفعہ ایسا نہیں ہوتا۔ اکثر اوقات تشخیص مکمل اور یقینی ہوتی ہے۔

آجکل لوگوں نے غریب مریضوں کی ایکسرے کی ضرورت کا تماشا بنا لیا ہے۔ ایکسرے کی فلم 50 روپے سے کم میں آتی ہے۔ اس پر دھلائی کا خرچہ اور کرنے والے کا منافع شامل کرکے 80 روپے معقول سے بھی زیادہ منافع ہے لیکن صورت حال یہ ہے کہ ایک عام ایکسرے 100 - 350 روپے میں ہوتا ہے۔ گردوں کی IVP اور پیٹ کے Berium Meal کیلئے 1000 - 1500 وصول کیا جاتا ہے جو کہ ظلم سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایکسرے ایک کارآمد ذریعہ ہے۔ اس سے تپ دق کے 90 فیصدی مریضوں کی تشخیص کی جاسکتی ہے۔ پھر علاج کے دوران مریض کی تندرستی کی رفتار کا جائزہ لیا جاسکتا ہے۔ بار بار ایکسرے کروانا بھی خطرناک ہے۔ ایک ایکسرے کے بعد دوسرا تین ماہ سے پہلے نہ کروایا جائے۔

MASS MINIATURE X-RAYS

یہ ایک ایسا کیمرہ ہے جو مختصر عرصہ میں مریض کے اندر کا ایکسرے کرکے چھوٹی سی فلم بنا دیتا ہے۔ اس پر خرچ بھی بہت کم آتا ہے۔ چھوٹی فلم کو ایک خاص روشنی میں رکھ کر ملاحظہ اور معائنہ کیلئے بڑا کرکے دیکھا جاسکتا ہے۔

ایسے کیمرے لاہور کے میو ہسپتال، کارپوریشن کے اداروں اور دوسرے ہسپتالوں کو سالوں پہلے اس نیت سے دیئے گئے تھے کہ یہ سکولوں کے بچوں اور کارخانوں میں کام کرنے والوں کے اجتماعی ایکسرے کرکے تپ دق کے نامعلوم یا چھپے ہوئے مریضوں کا سراغ لگائیں۔

ماہرین تپ دق کا گلہ یہ ہے کہ انہوں نے یہ کیمرے پورے تیس سالوں سے

اپنی الماریوں میں بند رکھے ہیں اور عوام کو ان سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ حیرت ہے کہ کسی بھی حکومت نے ان لوگوں کو اپنے فرائض سے پہلو تہی کرنے یا قومی املاک کو ضائع کرنے پر کبھی نہیں پکڑا۔

3- مریض کے تھوک کا معائنہ

تپ دق کے ہر مریض کی سانس کے ساتھ بیماری کے لاکھوں جراثیم خارج ہوتے رہتے ہیں۔ پھیپھڑوں میں اگر بڑا سوراخ پڑ جائے تو جراثیم کی تعداد میں معتدبہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

جراثیم کو پہچاننے یا ان کا پتہ چلانے کی ایک آسان صورت یہ ہے کہ مریض کی بلغم لے کر اسے خوردبین کی سلائیڈ پر لگا کر اسے ایک خاص طریقہ سے رنگ کر خوردبین میں دیکھا جائے۔

پاکستان میڈیکل ریسرچ کونسل کی لیبارٹری میں ایک ایسے مریض کے تھوک کا معائنہ کیا گیا جس کی رپورٹ یہ آئی۔

P.M.R.C TB RESEARCH
CENTER
MAYO HOSPITAL, Lahore

PT.S NAME....A.B.C........ Cult No.........

SPECMEN..........

RESULT

I-10 AFB-SEEN On Ziehl Nelson Stainig

Sd/Aftab Hussain Bhati

یہ ایک آسان اور سستا طریقہ ہے۔ بڑے شہروں کے اکثر ہسپتالوں اور لیبارٹریوں میں یہ میسر ہے۔ اگر رپورٹ میں جراثیم کی موجودگی ثابت ہو جائے تو تپ دق کی

بیماری کی یقینی تشخیص ہو جاتی ہے اور اگر رپورٹ میں جراثیم نظر نہ آئیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ دق نہیں ہے۔ عین ممکن ہے کہ تھوک یا بلغم میں جراثیم کی تعداد تھوڑی ہو اور وہ سلائیڈ پر نظر نہ آئیں۔

ایسی صورت میں جراثیم کو کلچر کیا جاتا ہے۔ کلچر کرنے کا اضافی فائدہ یہ ہے لیبارٹری سے ان دواؤں کا بھی پتہ چل سکتا ہے۔ جو اس خاص مریض کے جراثیم کو مار سکتی ہیں۔

پاکستان میڈیکل ریسرچ کونسل کی لیبارٹری میں ایک مریض کا تھوک کلچر کیا گیا۔ اس کے نتائج حسب ذیل تھے۔

Pakistan Medical Research Council

Tuberculosis Research Center

INSTITUTE OF TUBERCULOSIS & CHEST MEDICINE

MAYO HOSPITAL - LAHORE (PAK)

Hospital__Mayo__Ward/Bed

Date: 22-5-95 Lab.Ref.No._632_

Patient Name:________Siraj Din_________

Patient Adress:_________Male T.B. Ward____

Type Of Specimen:__________Sputum_________

Date Specimen Received:_______15.5.95______

Specimen Sent by:__________T.B. Ward________

RESULT

(1) AFB smear by concentration/method:_____Positive

____

(2) AFB culture:________________________

First Report after 1 Weeks:______No Result_______

Second Report after 4 Weeks:______ ve For Growth __

Final Report after 7 Weeks:_____Mycobacterium Tuberculosis

Sd/Aftab H - Bhati

تپ دق کی تشخیص کیلئے جراثیم کا کلچر ایک صبر آزما طریقہ ہے۔ مریض کے تھوک۔ پیپ وغیرہ آلائشوں کو L. J. Medlunm پر لگا کر اسے مناسب حالات میں 4 ہفتوں کے لئے ایک خاص درجہ حرارت پر رکھا جاتا ہے۔ تب کہیں جا کر جراثیم پرورش پاتے ہیں۔ عام حالات میں یہ ایک یقینی طریقہ ہے۔

اب اس سے بھی بہتر ایک ترکیب آئی ہے۔

ہم نے ایک مریض سراج دین کے تھوک کا نتیجہ دیکھا۔ یہ مریض ہسپتال میں داخل تھا اور اس کے تھوک میں دق کے جراثیم پائے گئے۔ اب یہ دیکھنے کی کوشش کی گئی کہ ان جراثیم کو کن ادویہ سے ہلاک کیا جا سکتا ہے۔

PAKISTAN MEDICAL RESEARCH COUNCIL
TUBERCULOSIS RESEARCH CENTER
INSTITUTE OF TUBERCULOSIS & CHEST DESEASES
MAYO HOSPITAL LAHORE.

Dated ____________ Lab. Ref No. Pul-632
Name Siraj Din Hosp/Ward/Bed No. M1B-13
Adress Mayo Out Door-Mayo Hosp (Kbn)

DRUG SENSITIVITY REPORT

	1st Culture No. 632			2nd Culture No.	
	1st Dil	2nd Dil.	Results	1st Dil.	2nd Dil
Control	+ +	+ +			
Isoniazed	–	–	S		
Streptomycin	2 +	–	R		
Pas	1 +	–	PR		
Ethionamide	..	..	S		
Ethambutol	–	–	S		
Thiacetazone	–	..	S		
Rifampicin	–	–	S		
Pyrazinamide	2 +	2 +	R		
C. -lcserine					
Capr. mysin					
Ka. amycin					
Sulphate					

s/d Aftab H. Bhatti

S = SENSITIVE

R = RESISTANT

PR. = PARTIALLY RESISTANT

SENSITIVE سے مراد یہ ہے کہ جراثیم اس دوائی سے ہلاک ہو جائیں گے۔

RESISTANT کا مطلب یہ ہے کہ جراثیم پر اس دوائی کا کوئی اثر نہ ہو گا۔

PARTIALLY RESISTANT سے مراد یہ ہے وہ دوائی مکمل طور پر کار آمد نہیں۔ جراثیم میں اس کے خلاف کسی حد تک سخت جانی موجود ہے۔

رپورٹ کے مطابق اس مریض کے علاج میں ISONIAZID - ETHIONAMID- ETHAMBUTOL THIOCETAZONE- RIFAMPICIN سے فائدہ ہو گا۔ کیونکہ ان ادویہ نے اس کے جراثیم کو خوش اسلوبی سے ہلاک کر دیا۔ جبکہ

STREPTOMYCIN- PAS- PYRAZINAMIDE

کے استعمال سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔

جراثیم کے بارے میں مکمل رپورٹ حاصل کرنے میں تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ لگا۔

ایک عزیز کو کھانسی بخار تھا۔ متعدد معالجوں سے مایوس ہو کر امرتسر کے وکٹوریہ ہسپتال گئے۔ وہاں پر ڈاکٹر غلام محمد خان بلوچ تھے۔ انہوں نے مریض کو دیکھا اور اسے بتایا کہ وہ تپ دق کا شکار ہے۔ توثیق کیلئے ایکسرے کروائے۔

ایکسرے میں ان کا دایاں پھیپھڑا متاثر پایا گیا اور دو سال کے علاج کے بعد وفات ہوئی۔

تپ دق کا ہر مریض پہلے سے دل برداشتہ اور پریشان ہوتا ہے۔ اس کے رنگ برنگے ٹیسٹ کروا کر اس کی اذیت میں اضافہ کرنا ظلم ہے۔ ڈاکٹر بلوچ نے تشخیص اپنی ذاتی صلاحیت سے کر دی۔ ایکسرے نے ان کی تشخیص کو درست قرار دیا۔ کیا یہ آسان کام دوسرے نہیں کر سکتے ؟

علاج

تپ دق کا علاج ہمیشہ سے مشکل بات رہی ہے۔ طب یونانی میں سرطان زہر مہرہ خطائی۔ مرجان (مونگا) شربت اعجاز۔ شربت انجبار اور گدھی کے دودھ پر زور دیا جاتا رہا ہے جبکہ ڈاکٹر مچھلی کے تیل کو مختلف شکلوں میں دیتے آتے ہیں۔ ہسپتالوں میں مچھلی کے تیل کا ایک COD LIVER OIL EMULSION اس نسخہ سے تیار کر کے ہر مریض کو پلایا جاتا تھا۔

COD LIVER OIL(مچھلی کا تیل)	ONE DRACHM
PULV. ACACIA(کیکر کی گوند)ARABICA	15 GRAINS
WATER TO MAKE	ONE OUNCE

اکثر ہسپتالوں میں یہ دوائی T.B. TONIC کے نام سے مستعمل تھی۔

مریض کے پھیپھڑوں میں زخم ہوتے ہیں۔ پھیپھڑے چونکہ ہر وقت پھیلتے اور سکڑتے رہتے ہیں۔ اس لئے ترکیب یہ نکالی گئی کہ باہر سے مصفا آکسیجن مریض کے پھیپھڑوں کو ملفوف کرنے والی جھلی کے اندر داخل کر دی جائے۔ اس گیس سے پھیپھڑوں کے زخموں پر دباؤ پڑے گا اور وہ ایک دوسرے کے قریب ہو کر بھر جائیں گے۔ اس عمل کو ARTIFICIAL PNEUMOTHORAX یا AP کہا جاتا تھا۔ پھیپھڑوں میں ہوا بھرنے کا عمل ہفتے میں کم از کم ایک مرتبہ اور بیماری کی شدت کے

مطابق ہوا کی مقدار داخل کی جاتی تھی۔

امرتسر میں دی آنا کے پڑھے ہوئے دق کے ایک ڈاکٹر میلا رام سوئک تھے۔ ان کے گیس بھرنے والے آلہ پر نشان نہیں تھے۔ اس لئے جب وہ کسی کے پھیپھڑے میں ہوا بھرتے تھے تو وہ کوئی بھی مقدار داخل کر سکتے تھے۔

وہ بڑے فخر سے کہا کرتے تھے کہ میں MEND یا END کا علاج کرتا ہوں۔ میں اندھا دھند ہوا بھر کر یا مریض کو دنوں میں تندرست کر دیتا ہوں یا آگے روانہ کر دیتا ہوں۔

پھیپھڑوں کے علاوہ ہوا پیٹ میں بھری جاتی تھی۔ اس کا طریقہ یہ تھا کہ پیٹ کو چھاتی سے جدا کرنے والے پردے DIAPHRAM کے نیچے آکسیجن کی کثیر مقدار داخل کر دی جاتی تھی۔ یہ آکسیجن اس پردے کو اونچا کرکے پھیپھڑوں پر بوجھ ڈال کر ان کو پچکا کرتی تھی اور اس طرح زخم بھرنے لگتے تھے۔ یہ PP کہلاتی تھی۔

مریضوں کو اوپر اور نیچے سے ہوا بھر کر پھیپھڑوں کو سکڑنے پر مجبور کیا جاتا تھا۔ پھیپھڑے اگر پھر بھی سکڑنے میں نہ آئیں تو دماغ سے پھیپھڑوں کو سانس لینے کا حکم لے جانا والا عصب PHRENIC NERVE کچل دیا جاتا تھا۔ جب یہ عصب دماغ سے نکل کر گردن سے ہو کر چھاتی میں داخل ہوتا تھا تو اس مقام کو کھول کر اس عصب کو اوزاروں کی مدد سے کچل دیا جاتا تھا۔ وہ تقریباً چھ ماہ میں مندمل ہو کر دوبارہ کام کرنے کے قابل ہوتا تھا۔ اس طرح بیمار پھیپھڑے کو کم از کم چھ ماہ کیلئے خاموش کرکے مندمل ہونے کا موقع ملتا تھا۔ PHRENIC CRUSH کا یہ مختصر سا اپریشن ڈاکٹروں کے کلینک میں بھی ہوتا تھا اور 150 روپیہ لینے کے شوق میں بلا ضرورت بھی کر دیا جاتا تھا۔ جس کا ایک دلچسپ طریقہ یہ تھا۔

تب دق کے مریض دوسرے شہروں سے علاج کیلئے لاہور آتے تھے۔

لاہور ریلوے سٹیشن پر کھڑے ہر تانگے والے کا کسی نہ کسی ڈاکٹر سے رابطہ ہوتا تھا۔ تانگے والے مریض کو بٹھا کر اپنے ممدوح ڈاکٹر صاحب کی تعریفیں کرتا ہوا ان کے مطب میں لے جاتا تھا۔ مریض سے کرایہ اور ڈاکٹر سے 10 روپے کمیشن لے کر تانگے والے موج مناتے تھے۔

تپ دق کا علاج ہر دور میں لوگوں کیلئے معمہ بنا رہا ہے اور اسی لئے بیماری کی دہشت زیادہ رہی۔ توریت مقدس نے اسے خدا کا عذاب قرار دیا۔ یحوید اور مشرت نے مریض کو ورزش اور اچھی غذا کا مشورہ دیا - اور بلغم میں خون کیلئے نمک لاہوری۔ اپیکاک۔ کونین۔ سرکہ۔ چاک - سرطان کی یخنی گھوڑے کی سواری۔ لہسن۔ آیوڈائیڈ۔ گنے کے رس کے ٹیکے۔ گدھی کا دودھ گندھک کی دھونی اور سونے کے مرکبات تجویز کئے جاتے رہے ہیں۔ روسی ڈاکٹر سونے کو بھٹی میں ڈال کر اس کا دھواں دیتے رہے۔

بقراط کو دق کے علاج میں دودھ بڑا پسند تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مریض کو ایک گائے خرید کر پہاڑی جنگلوں میں چلے جانا چاہیے اور وہ گائے کے ساتھ زندگی بسر کرے۔ دق میں مختلف قسم کی غذاؤں کا بڑا شہرہ رہا ہے۔ 1924ء میں گیرسن کا غذائی نسخہ بڑا مقبول رہا۔ جس میں:۔

1- کیلشیم والی خوراک زیادہ کھائی جائے۔

2- ادھ پکی سبزیاں کھائی جائیں۔

3- گوشت کم کھایا جائے اور پانی بھی زیادہ نہ پیا جائے۔

4- پھلوں کے جوس خوب پئے جائیں۔

5- چکنائیاں خوب کھائی جائیں۔ لحمیات پر توجہ دی جائے۔

(دوسری طرف وہ گوشت سے منع کرتا ہے)

جدید علاج

تپ دق کی ایک شدید قسم ACUTE MILIARY TUBERECULOSIS ہے۔ جو چھوٹے بچوں اور کمزور افراد پر بجلی بن کر گرتی ہے۔ اور چند دنوں میں ہلاک کر دیتی ہے۔ پروفیسر شہباز منیر راجہ صاحب نے اس کے لئے یہ علاج تجویز کیا ہے۔

(1) CAP. RIFAMPIAH 600mg

ایک کیپسول روزانہ صبح ناشتے سے پہلے (12 ماہ)

(2) TAB INH 100 mg.

تین گولیاں روزانہ صبح ناشتہ کے بعد (12 ماہ)

(3) TAB. ETHAMBOTOL 400.mg

تین گولیاں روزانہ (3 ماہ)

(4) TAB PZA - 500 mg

تین گولیاں روزانہ صبح ناشتے کے بعد (3 ماہ)

(5) DELTA CORTIL 5 mg tab

ابتدا میں ناشتہ کے بعد 8 گولیاں۔ روزانہ 4 ہفتہ

پھر ہر تیسرے دن ایک گولی کم کرتے جائیں

(6) SYRUP DIJEX M.P

دو بڑے چمچے صبح' شام' 3 ماہ رات سوتے وقت

(7) PYRIDOXIN tab

ایک گولی روزانہ

(بھوک نہ لگنے کی شکایت پر)

(8) PERIACTIN Syp

ایک چمچ صبح' دوپہر' شام

اگر خون میں کمی زیادہ ہو یعنی Hb% کم ہو جائے تو

(9) FEFOL - VIT CAP ایک روزانہ

(10) Cytamin 1000 3cc ہر دو روز بعد

اگر بلغم میں خون کی آمیزش ہو تو

(11) Vit . K tab ایک گولی صبح' دوپہر' شام

(12) DIAZEPAM 5 mg (نمبر 9 کے ساتھ اسی کیفیت میں)

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

تین ماہ بعد نمبر 1 نمبر 4 بھی کم ہو کر ہفتہ میں تین دن تک آسکتی ہیں۔

ہم نے اسی ضمن میں کچھ پرانے ڈاکٹروں سے بھی رابطہ کیا۔

ڈاکٹر سید آغا طاہر زیدی مختلف سرکاری اداروں میں 40 سال دق کا علاج ان دنوں سے کر رہے ہیں کہ جب مریضوں کے پیٹ اور پھیپھڑوں میں ہوا بھری جاتی تھی اور جب مریض بہتر نہ ہو تو اسے کسی ٹھنڈے مقام پر جانے کی ترکیب بتا کر اپنی جان چھڑانے کا رواج تھا۔ ڈاکٹر زیدی صاحب یہ کہتے ہیں کہ میں اب بھی اس پرانے نسخے کا قائل ہوں۔

1- STREPTOMYCIN

1/2 Gm روزانہ 150 Im ٹیکے

2- INH 100 mg tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام 9 ماہ

3- THOISEMICARBIZONE tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

نمبر2 اور تین اکٹھی دی جاسکتی ہیں۔ کھانے کے بعد دینے سے پیٹ میں خراش کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

نمبر1 ٹیکوں سے اعصاب میں سوزش اور ان کے اعصاب پر ناپسندیدہ اثرات کی وجہ سے سماعت خراب ہو سکتی ہے یا چکر آتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہ دوائی بند کرکے اس کی جگہ کوئی دوسری چیز دے دی جائے۔

مریض کی بہتری کو باقاعدگی سے وزن کرنے' خون کا ESR کرتے ہوئے توجہ میں رکھنا چاہئے۔

جدید اضافوں کی روشنی میں ان کا پسندیدہ علاج یہ ہے۔

1- RIFAMPICIN tablets.

300 mg روزانہ

2- INH 100 mg tablets.

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

3- MYAMBUTOL 400 mg

ایک گولی صبح' شام

یہ نسخہ دق کی جملہ اقسام کے لئے بڑا مفید اور تیر بہدف ہے۔ لیکن اس کے اجزاء سے کچھ خرابیاں پیدا ہونے کا اندیشہ رہے گا۔ اس لئے علاج کے دوران مریض کے خون اور پیشاب کو یرقان کے خطرہ کی پیش بندی کے لئے چیک کرتے رہیں۔ کیونکہ نمبر1 جگر کو خراب کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ شبہ کی صورت میں خون کا SGOPT ٹیسٹ بھی ہر تین ماہ کے بعد کرلیا جائے۔ نمبر2 سے اعصابی سوزش ہو سکتی ہے۔ جس کا اظہار مختلف مقامات پر دردوں کی شکل میں ہوتا ہے۔ اس لئے علاج کے ساتھ VITAMIN - B کی کسی اچھی کمپنی کی گولیاں شامل رکھی جائیں۔

نمبر 3. آنکھ کے پچھلے حصہ RETINA کو خراب کر سکتی ہے۔ بدقسمتی سے یہ جسم کا ایک ایسا حصہ ہے جس کے لئے نہ کوئی موثر دوائی موجود ہے اور نہ اس کا عام حالات میں آپریشن کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ لاہور میں پروفیسر سید واصف محی الدین قادری نے لیزر شعاعوں کی مدد سے اس کے کچھ کامیاب آپریشن کئے ہیں لیکن جو حصہ ایک مرتبہ گھس جائے اس کی جگہ نیا پیدا کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ اس لئے علاج کے دوران مریض کی بصارت پر نظر رکھی جائے اور معمولی تکلیف میں امراض چشم کا کوئی ماہر مریض کی آنکھ کا FUNDUS دیکھے۔ تاکہ خرابی مستقل شکل اختیار کرنے سے پہلے روک لی جائے۔

علاج کے دوران خون کے ضروری ٹیسٹ کرنے کے HB%TLC_DLC بھی باقاعدہ ہوتے رہیں تاکہ اگر کوئی گڑبڑ ہونے کو آئے تو اس کا بروقت پتہ چل جائے اور صحیح وقت پر نقصان دینے والی دوائیں بند کر دی جائے۔

ڈاکٹر سید اختر علی بخاری مرحوم سید مٹھا بازار میں ٹی بی انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر تھے اور ان کو تپ دق کے علاج میں 25 سالہ تجربہ ہے۔ ان کی رائے میں۔

1- STREPTOMYCIN

1 GM -- ایک ٹیکہ روزانہ 3 ماہ

2- INH 300 mgg Tablets

ایک گولی صبح' دوپہر' شام

3- MYAMBUTOL 400 mg Tablets

ایک گولی صبح' شام

4- POLYBION - C Tablets

ایک گولی صبح' شام

ڈاکٹر بخاری صاحب کو PYR IZINAWIDE بالکل پسند نہیں۔ کیونکہ یہ جگر پر برے اثرات رکھتی ہے۔ جب اس سے بہتر اور محفوظ ادویہ موجود ہیں تو پھر خطرہ مول لینے کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تپ دق کا علاج کم از کم 9 ماہ ہوتا ہے۔ اگر بیماری زیادہ پھیل نہ گئی ہو۔ ورنہ یہ عرصہ سالوں پر محیط ہو سکتا ہے۔

اس کے علاج میں استعمال ہونے والی جدید ادویہ آنکھوں' جگر' اعصاب اور اعضاء رئیسہ پر برے اثرات رکھتی ہیں۔ دوران علاج پیدا ہونے والی پیچیدگیوں کی وجہ سے متعدد ادویہ کو بند کرنا پڑتا ہے۔

حکومت پاکستان کی خصوصی دلچسپی سے تپ دق کے خلاف استعمال ہونے والی ادویہ کی قیمتیں ہمیشہ کم رہتی ہیں۔ مگر اس کے باوجود علاج کی کوئی سی ترکیب استعمال کی جائے روزانہ کا خرچ پچاس روپے سے کم نہیں ہوتا۔ مریض کی خوراک' بیروزگاری اور تیمار داری کے اخراجات اس سے علاوہ ہیں۔

انگریزوں کی عملداری میں نتھیا گلی صوبہ سرحد کا گرمائی صدر مقام تھا اور وہاں پر کسی کو قیام کی اجازت نہ تھی۔

ایک حافظ صاحب کو دق ہو گئی اور وہ نتھیا گلی میں ایک مسجد کے امام کے پاس مسجد میں مقیم ہو گئے۔ یہ چھ ماہ تک روزانہ ایک مرغی خود پکا کر کھاتے رہے۔ آرام۔ اچھی غذا۔ عمدہ آب و ہوا کے باعث یہ تندرست ہو گئے اور طبعی عمر پائی۔

تپ دق - ایڈز اور ہسپتال

علاج میں شاندار اضافوں کے باوجود آج بھی تپ دق انسانوں کی سب سے بڑی مہلک بیماری ہے کبھی تو صورت یہ تھی کہ دیگر تمام بیماریوں سے مرنے والوں کی تعداد کو اگر جمع کیا جائے تو دق سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد ان کے مجموعہ سے زیادہ ہوتی تھی۔ اب صورت حال میں یہ تبدیلی آئی ہے کہ مرنے والوں کی اکثریت دق سے مرتی ہے۔

انسانوں کو ہلاک کرنے والی بیماریوں میں حال ہی میں ایڈز کا افسوس ناک اضافہ ہوا ہے۔ ایڈز کا مطلب یہ ہے کہ اس کے مریض میں کسی بھی بیماری کے خلاف قوت مدافعت نہیں ہوتی۔ اگر اس کے قریب سے کوئی کھانسی کا مریض گزرے تو اس کی سانس کی نالیاں اور گلا بڑی خوشی کے ساتھ اس کے جراثیم کو قبول کر لیں گے۔ ایک عام مریض کے جسم میں ہونے والی سوزشی بیماریاں کچھ دواؤں اور کچھ جسم کی اپنی کوشش سے ختم ہو جاتی ہیں لیکن ایڈز کے مریض میں بیماریاں جانے کیلئے نہیں آتیں۔

تپ دق کے بارے میں عام طریقہ یہ ہے کہ ہمارے آس پاس کوئی نہ کوئی مریض اپنی سانس کے ذریعہ جراثیم پھیلاتا اکثر موجود رہتا ہے۔ یہ جراثیم جیسے ہی کسی تندرست آدمی کی سانس کی نالیوں میں جاتے ہیں وہاں پر خون کے سفید ذرے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اکثر جراثیم یوں ختم ہو جاتے ہیں یا ان کی بیماری پیدا کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگر دس افراد کے اجسام میں دق کے جراثیم داخل ہوں تو ان میں سے صرف ایک بیمار ہوتا ہے۔

ایڈز ایک ایسی بیماری ہے جو جسم کی قوت مدافعت کو ختم کر دیتی ہے۔ ایڈز کے مریض کے جسم میں جس قسم کے جراثیم بھی داخل ہوں وہ ان کو بخوشی قبول کرتا اور

ان کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس ضمن میں دق کو بڑی اہمیت حاصل ہے اگر یہ جراثیم دس افراد کے اجسام میں داخل ہوں تو 9 کو دق ہو جاتی ہے۔

ایڈز

افریقی ممالک میں دق کے مریضوں کے علاج میں WHO کی نگرانی میں تین طریقے اختیار کئے گئے۔

1- مریض کو دوائی دے دی جاتی ہے اور وہ گھر جا کر کھا لیتا ہے۔

2- مریض کو تمام دوائیں ہفتہ میں صرف ایک بار دی جاتی ہیں۔ اور ہسپتال کا عملہ خود جا کر اسے دوائی کھلاتا ہے۔

3- مریض کو ہسپتال میں داخل کر کے علاج کیا جاتا ہے۔

مریض کو ہسپتال میں داخل کرنے سے پہلا اطمینان یہ ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کو بیماری نہیں دے سکتا۔ اسے عملہ کی نگرانی میں پورا علاج میسر آتا ہے۔ اگر بیماری میں کوئی گڑ بڑ ہو جائے تو زیر مشاہدہ ہونے کے باعث بروقت پتہ چل سکتا ہے اور مناسب بندوبست آسانی سے ممکن ہوتا ہے۔ مریض کو مناسب غذا مہیا ہوتی رہتی ہے۔

مشکل یہ ہے کہ ہسپتالوں میں اتنے بستر میسر نہیں ہوتے کہ زیادہ سے زیادہ مریض داخل کئے جا سکیں۔ اس لئے معاملہ معیار اور ضرورت کی بجائے سفارش پر طے پاتا ہے۔ چونکہ ایڈز کے مریضوں کو دق ہونے کے امکانات زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے مریضوں کو ادویہ کی مقدار معمول سے قدرے زیادہ دی جائے۔ ان کو مسلسل نگرانی میں رکھا جائے اور ان کیلئے ادویہ کے پروگرام میں تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد تبدیلیاں کی جائیں تاکہ جراثیم کسی دوائی کے عادی نہ ہو جائیں۔

دق اور ایڈز ایک اہم طبی مسئلہ بن چکے ہیں۔ الحمد اللہ پاکستان میں ایڈز اتنی نہیں

جتنی کہ اس کی دہشت پھیلائی جاتی ہے۔ اس لئے ہم کو دق کے علاج میں اپنی غربت کے علاوہ کسی خاص مشکل کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

جدید علاج

تپ دق کے اکثر مریض یہ چاہتے ہیں کہ ان کو ہسپتال میں داخل کر لیا جائے۔ لاہور میں گلاب دیوی ہسپتال' میو ہسپتال اور کارپوریشن کے متعدی امراض کے شفاخانہ میں مریضوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ گلاب دیوی ہسپتال میں برائے نام سے اخراجات بھی ہیں لیکن تمام ہسپتالوں میں علاج کے ساتھ عمدہ غذا بھی مہیا کی جاتی ہے۔ لاہور کارپوریشن کے ہسپتال میں ہر مریض کو ہر صبح آدھ ڈبل روٹی' دو انڈے اور 100 گرام مکھن کی ٹکیہ اور آدھ لیٹر دودھ مفت دی جاتی ہیں دوپہر اور رات کے کھانے میں سبزی گوشت مہیا کیا جاتا ہے۔

یہ خوراک اکثر لوگوں کے بس کی بات نہیں ہوتی اور وہ ہسپتال میں داخل ہونے کی کوشش کرتے ہیں اور ہسپتال والے محدود بستروں پر لوگوں کو سال بھر کیلئے داخل کرنے کے قابل نہیں ہوتے کچھ مریض ایسے بھی ہیں جو اپنے راشن میں سے بچت کر کے گھر والوں کو بھی بھیجتے ہیں۔ مگر وہ بھی کیا کریں۔ گھر کا کمانے والا زندگی موت کی کشمکش میں ہسپتال میں پڑا ہو تو پورا خاندان فاقہ کشی پر مجبور ہو سکتا ہے۔ مریض اپنی جان پر کھیل کر اپنا آدھا پیٹ کاٹ کر گھر والوں کو بھیجتا ہے یہ اس کی قابل قدر قربانی ہے۔

بھارتی سروے کے مطابق مریض کو جتنا فائدہ ہسپتال میں رہ کر ہوتا ہے اتنا ہی فائدہ گھر رہ کر دوائی کھانے سے ہوتا ہے۔ جنوبی ہند کے مختلف علاقوں میں کی گئی یہ سروے بوگس ہے۔ ان کے یہاں خیالی اعداد و شمار جاری کرنے کا رواج ہے۔ یہ کیسے

ممکن ہے کہ ایک مریض جو ہسپتال میں داخل ہے۔ اسے آرام ملتا ہے۔ اگر تندرستی کا راستہ ٹھیک سے طے نہ ہو رہا ہو تو مسلسل نگرانی اور نگہداشت کی وجہ سے فوری ازالہ ہو سکتا ہے۔ اسے اتنی اچھی غذا ملتی ہے کہ عام خاندانوں کو میسر نہیں ہوتی۔ وہ دوائی سے لاپرواہی نہیں کر سکتا کیونکہ نرسیں اسے اس کی ادویہ وقت پر کھلاتی ہیں۔ اس کی قوت مدافعت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے اور عام حالات میں وہ 6-4 ماہ میں شفا کے قریب آ جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ علاج گھر پر کروا سکتا ہے۔

وہ مریض جو دوا لے کر چلا جاتا ہے۔ اپنے خاندان کیلئے مسلسل خطرے کا باعث ہو سکتا ہے اسے ایک بستے گھر میں مکمل آرام کی سہولت نہیں مل سکتی۔ اسے کھانے کو وہی کچھ ملتا ہے جو دوسروں کو میسر آتا ہے۔ خاندان اگر زیادہ غریب ہے تو اسے کام کاج میں بھی ہاتھ بٹانا پڑتا ہے۔ اس طرح مکمل شفایابی کے امکانات کم ہو جاتے ہیں۔

علاج بالادویہ جدید علاج

مریض کیلئے بہترین علاج کیا ہو' اس کی تلاش میں ہم میو ہسپتال گئے اور ٹی بی دق کے مرکز میں دیئے جانے والے علاج کو دیکھا۔ سینہ کے امراض کے مقتدر معالج اور میو ہسپتال میں امراض دق کے شعبہ کے سربراہ پروفیسر شہباز منیر راجہ نے ہماری استدعا پر ایک متوسط درجہ کے مریض کیلئے ایک مثالی نسخہ مرحمت فرمایا۔ اس مریض کی عمر بیس سال ہے۔

1- RIFAMPICIN CAPS. 600 mg

ایک کیپسول روزانہ - 9 ماہ تک

2- INH TABS. 100

تین گولیاں روزانہ۔ ناشتہ کے بعد۔ 9 ماہ

3- ETHAMBUTOL TABS. 400 mg

نمبر2 کے ہمراہ 3 گولیاں صبح ناشتہ کے بعد - 3 ماہ

4- PZA TABS. (CIBA) 500 mg

نمبر2 نمبر3 کے ہمراہ صبح ناشتہ کے بعد 3 ماہ

5- PYRIDOXIN TAB.

ایک گولی روزانہ

پروفیسر شہباز منیر راجہ کا یہ علاج 9 ماہ کے عرصہ پر محیط ہے۔ جس کے دوران مریض کی چھاتی کے ایکسرے اور خون کے معائنہ کے ذریعہ بیماری سے شفا کے عمل پر نظر رکھی جائے۔ اگر اس میں کوئی گڑ بڑ ہو تو عرصہ علاج میں اضافہ اور علاج کے اسلوب میں تبدیلی ضروری ہو جاتی ہے۔

محمود صاحب نے ہمارے لئے تپ دق کے ایک ایسے مریض کا نسخہ حاصل کیا ہے۔ جسے خون کی کمی کے ساتھ بلغم میں خون آ رہا تھا۔ بلکہ یوں کہئے کہ مریض بدترین حالت میں تھا۔ ایک مشہور معالج نے یہ نسخہ تجویز کیا۔

1- ISONIAZID 100 mg TAB. تین روزانہ صبح

2- MYAMBUTOL 400 mg TAB. دو روزانہ

3- RIFAMPICIN 450 mg CAP ایک روزانہ

4- PYRAZINAMIDE 500 mg TAB. ایک صبح، دوپہر شام

5- AMMONIUM CHLORIDE COUGH SYP.

دو چمچ صبح، دوپہر، شام، رات

دق کے علاج میں سرجری کی اہمیت

دق کا ایک عام مریض دواؤں سے ایک سے دو سالوں میں ٹھیک ہو جاتا ہے لیکن

کچھ مریض ایسے ہیں جن میں خصوصی توجہ اور ان کے مسائل حل کرنے کیلئے مشکل طریقے استعمال کرنے ضروری ہو جاتے ہیں۔

1- اسی صدی کی ابتدا سے 1960ء تک مریضوں کے پھیپھڑوں اور جھلی کے درمیان آکسیجن بھر دی جاتی تھی جسے ARTIFICIAL PNEUMOTHORAX کہتے تھے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ اس عمل سے پھیپھڑے ہوا کے دباؤ سے سکڑ جاتے تھے۔ اس کے بعد پیٹ میں پھیپھڑوں سے نیچے ہوا بھر کر ان کو اوپر اٹھانے کی کوشش کا بھی رواج رہا ہے۔

2- خیال کیا جاتا تھا کہ پھیپھڑے سانس لینے کیلئے پھیلتے اور سکڑتے ہیں۔ اگر ان کو کچھ عرصہ کیلئے آرام دے دیا جائے تو زخم اپنے آپ بھر جائیں گے۔ دماغ سے ایک عصب پھیپھڑوں کو پھیلنے اور سکڑنے کی ہدایت لے کر آتا ہے اور گردن سے گذرتا ہے۔ جس طرف کے پھیپھڑے کو آرام دینا مقصود ہو اسی طرف گردن میں گھاؤ لگا کر اس عصب کو تلاش کیا جاتا ہے۔ عصب کو اوزاروں سے کچل دیا جاتا ہے اس اپریشن کو PHRENIC CRUSH کہتے ہیں۔ ایک دفعہ کچلنے سے یہ عصب چھ ماہ کیلئے بے اثر ہو جاتا ہے۔ توقع کی جاتی تھی کہ اس چھ ماہ کے آرام میں پھیپھڑا تندرست ہو جائیگا۔

3- پھیپھڑے کو بے حرکت کرنے یا آرام دینے کی غرض سے سر نیویل نے 1885ء میں THORACOPLASTY کا اپریشن ایجاد کیا۔ جس میں مریض کی پسلیاں نکال دی جاتی تھیں۔ جس طرف کی پسلیاں نکلی ہوں مریض کیلئے اس طرف سے سانس لینا ممکن نہیں رہتا تھا اور اس طرح پھیپھڑا سکڑ جاتا تھا۔

4- PULMONARY LOBECTOMY کا اپریشن اس وقت کیا جاتا ہے جب پھیپھڑوں میں بڑے بڑے سوراخ ہوں۔ وہ گل چکا ہو اور اس کے زخم بھرنے کا کوئی امکان نہ ہو۔ چھاتی کھول کر پھیپھڑے کا متاثرہ حصہ کاٹ کر نکال دیا جاتا ہے۔

جس زخم میں پیپ پڑ گئی ہو اس میں دوران خون نہیں ہو سکتا اس لئے پھوڑوں

لے علاج میں پیپ نکلنا ایک ضروری امر ہوتا ہے۔ چھاتی کے اندر کے زخموں سے پیپ نکالنے کے عام طریقے کام نہیں دیتے۔

اس غرض کیلئے BRONCHOSCOPE گلے کے راستے اندر داخل کرکے سانس کی نالیوں کو براہ راست دیکھا جا سکتا ہے۔ بلغم نکالی جا سکتی ہے۔ پیپ خارج کی جا سکتی ہے اور تشخیص میں شبہ ہو تو وہاں سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر باہر نکالا جا سکتا ہے۔ جس کو لیبارٹری سے ٹیسٹ کروا کر بیماری کی نوعیت کا پتہ چلایا جا سکتا ہے۔

زخم اگر پھیپھڑے کے باہر کی طرف ہوں تو چھاتی کی دیوار کے راستے ایک آلہ THORACOSCOPE ڈال کر پھوڑے کو صاف کیا جا سکتا ہے۔ اس کی آلائشیں دور کی جا سکتی ہیں۔ متاثر حصہ کا کوئی ٹکڑا نکال کر اس کو لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا جا سکتا ہے۔

ایک مریض کی BRONCHOSCOPY کی گئی اور سانس کی نالی سے جھلی کا ایک ٹکڑا کاٹ کر ٹیسٹ کیلئے لیبارٹری بھیجا گیا۔ اس کی یہ رپورٹ ملی۔

QURESHI PATHOLOGICAL LABORATORY
29-E-Noon Avenue, Muslim Town, Lahore.

HISTOPATHOLOGY REPORT — DATE 14-12-94

PATIENTS NAME RASHID AHMED — AGE/SEX 30 M

HISTORY & DIAGNOSIS
COUGH-PYREXIA

SOURCE OF SPECIMEN CHEST WARD, MAYO HOSP.

PHYSICIAN SUBMITTING SPECIMEN DR. Dr. ANWAR MIRZA

MICROSCOPIC DESCRIPTION

HISTOLOGICAL EXAMINATION REVEALS A SECTION OF LUNG WITH MULTIPLE CASEATING GRANULOMATA. THE GRANULOMATA CONTAIN TYPICAL LANGHAN'S TYPE GAINT CELLS. ON Z.N. STAINING' THE TISSUS REVEAL ACID FAST ORGANISMS IN GRANULOMATA.

MICROSCOPIC DIAGNOSIS
PULMONARY TUBERCULOSIS

EXAMINATION AND REPORT BY
PROF. DR. GHULAM RASUL QURESHI
M.B.B.S (PB.) (U.S.A)
FELLOW COLLEGE OF AMERICAN PATHOLOGISTS,
FELLOW AMERICAN SOCIETY OF CLINICAL PATHOLOGISTS

سینی ٹوریم کا علاج

جرمن ڈاکٹر بریمر نے محسوس کیا کہ تپ دق کے مریض اگر کسی ٹھنڈی جگہ رکھے جائیں اور انہیں کھلی ہوا کے ساتھ متوازن غذا مہیا کی جائے تو ان کے تندرست ہونے کا امکان زیادہ ہے۔ اس نے 1859ء میں سائیلیشیا کے پہاڑوں میں گربروڈروف کے گاؤں کے نزدیک ایک کھلا ہسپتال قائم کیا۔ جسے بعد میں سینی ٹوریم کا نام دیا گیا۔

امریکہ کے ڈاکٹر ایڈورڈ ٹروڈو کو تپ دق ہو گئی۔ اس نے تندرست ہونے کے بعد نیو یارک کے علاقہ SARANACK LAKE میں 1884ء میں 25 سال کی عمر میں ایک سینی ٹوریم قائم کیا۔ اس ادارہ میں کام کرتے ہوئے اس کی اپنی بیماری بھی ٹھیک ہوئی اور دوسروں کو بھی فیض حاصل ہوا۔

ڈاکٹر بریمر اور ٹروڈو کی کامیابیوں سے یورپ اور امریکہ میں تپ دق کے علاج کیلئے سینی ٹوریم قائم ہونے شروع ہو گئے۔ امریکہ کی نیشنل کونسل برائے دق نے ان کو مفید قرار دیا اور کرسمس کے موقعہ پر پورے ملک میں TB ٹکٹ فروخت کئے۔ اور یہ سلسلہ ہر جگہ مقبول ہوا۔

ہندوستان کے دق سینی ٹوریم

امریکہ کی نیشنل کونسل برائے دق نے سینی ٹوریم جاری کرنے کیلئے کرسمس پر 50.000.00 ڈالر کا چندہ ٹکٹ فروخت کرکے حاصل کیا۔ ان کی پسندیدگی کے بعد جرمنی۔ ناروے۔ سویڈن وغیرہ یورپی ممالک میں دق کے مریضوں کے لئے صحت افزا مقامات پر سینی ٹوریم قائم ہو گئے۔

اس کے جلد ہی بعد ہندوستان میں بھی سینی ٹوریم قائم ہوئے جو مخیر حضرات نے اپنے ذاتی سرمایہ سے قائم کئے۔ امرتسر میں رائے بہادر گوجرمل کیسرا دیوی سینی ٹوریم

اور مری کے پاس سانگی میں خان بہادر سید محمد حسین نیئی تل کے قریب بھوالی۔ المواڑہ۔ شملہ کے نزدیک کسولی۔ مدراس میں مشن کا مدناپلی بڑے مشہور ہیں۔ مدناپلی کے ڈاکٹر بینجمن اور ڈاکٹر جوزف نے علاج میں تحقیقی کارنامے بھی سرانجام دیئے۔ یہ تمام مراکز صحت افزا مقامات پر قائم ہوئے۔ خیال کیا جاتا تھا کہ کم مرطوب پہاڑی مقامات پر چیل اور دیودار کے درختوں کی ہوا سینے کی بیماریوں میں بڑی مفید ہوتی ہے۔ ہندوستان کے ریاستی حکمران اپنی مملکت میں دق کے مریضوں کا آنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اس لئے انہوں نے اپنی سرحدوں پر مریضوں کو داخلے سے روکنے والی چوکیاں بنائی ہوئی تھیں۔ جیسے کہ کشمیر میں مریضوں کو روکنے کیلئے مظفرآباد کے قریب دومیل کا مرکز۔

میو ہسپتال لاہور ایک گرم میدانی علاقہ میں واقع تھا۔ اس کے TB وارڈ کو رائے بہادر امرناتھ انسٹی ٹیوٹ برائے امراض دق کا نام دے کر اسے بھی سینی ٹوریم کی صنف میں شامل کر دیا گیا۔

بنگال کے ڈاکٹر سہروردی کا جواں سال فرزند دق سے وفات پا گیا۔ انہوں نے اپنے بیٹے کی یادگار میں ہندوستان بھر کے دق کے ہسپتالوں کے لئے ایک سنہری شیلڈ انعام میں رکھی جس ہسپتال سے تندرست ہونے والوں کی تعداد زیادہ ہوتی اس ہسپتال کو یہ شیلڈ اور نقد انعام دیا جاتا تھا۔

انعام حاصل کرنے کیلئے ہسپتالوں میں زبردست مقابلہ ہوتا جس کے اہم "نکات" یہ تھے۔

1- ایسے مریض داخل کئے جاتے جن کی عام صحت ٹھیک ہو اور صرف ایک پھیپھڑے پر معمولی سا نشان ہو۔

2- مریض کو اچھی غذا کے ساتھ مچھلی کا تیل پلایا جاتا۔

3- اگر مریض کی صحت بگڑنے لگتی یا مرض میں اضافہ ہونے لگتا تو اسے ہسپتال سے یہ لکھ کر چھٹی دے دی جاتی۔

LEFT AGAINST MEDICAL ADVICE

اس طرح ہسپتال کے ریکارڈ میں کبھی کسی کی موت کا اندراج نہ ہوتا۔ تقسیم ملک سے پہلے میو ہسپتال لاہور نے یہ شیلڈ دو مرتبہ جیتی۔ کیونکہ ان کے سب سے زیادہ مریض شفایاب ہوئے۔

خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان نے گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم۔ ڈاڈر (مانسہرہ) اپنی نگرانی میں تعمیر کروایا اور برسوں اس کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ رہے۔ انہوں نے اپنے ایک رفیق کار کا حال یوں بیان فرمایا۔

ایک ڈاکٹر کو تپ دق ہوئی تو وہ علاج کے لئے مدراس کے مدناپلی سینی ٹوریم میں داخل ہو گیا۔ پھیپھڑوں کو سیکڑنے کے لئے انہوں نے ایک آپریشن کے ذریعہ ان کی چھ پسلیاں نکال دیں۔ چھاتی کی تکلیف میں کمی آ رہی تھی کہ جراثیم آلود تھوک نگلنے کی وجہ سے دق کا اثر آنتوں پر ہو گیا۔

مریض کو جب اسہال شروع ہوئے تو ڈاکٹروں نے محسوس کیا کہ اب یہ بچنے کے نہیں۔ اس لئے انہوں نے ان کو مختلف طریقوں سے ہسپتال سے بھگانے کی صورت بنانی شروع کی۔ ڈاکٹر صاحب سمجھ گئے کہ اب یہ لوگ علاج سے عاجز ہیں اور وہ یہ نہیں چاہتے کہ ان کا کوئی مریض ہسپتال میں مر کر ان کا ریکارڈ خراب کرے۔

ڈاکٹر صاحب نے مایوسی کے اسی عالم میں اپنے پروردگار سے فریاد کی جس نے ان کو خواب میں ایک دوائی' زیتون کا تیل اور الٹرا وائیلٹ شعاعوں کی بشارت دی۔ دوائی تو یہ بھول گئے (غالباً قسط ہو گی) اور زیتون کا تیل بازار سے منگوا کر ہر صبح سنگترے کے عرق میں ملا کر اس کے دو اونس پینا شروع کر دیا۔ ہسپتال والے الٹرا وائیلٹ کے حق میں نہ تھے۔ مگر ان کے اصرار پر وہ ان کو لگنی شروع ہو گئیں۔ دو ہفتے میں اسہال بند ہو گئے اور

مریض کا وزن بڑھنے لگا۔ چنانچہ یہ ڈاکٹر صاحب اسی ہسپتال سے مکمل شفا یاب ہو کر باہر نکلے جس کے ڈاکٹران کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔

ڈاکٹر سعید احمد خان نے جب یہ واقعہ دیکھا تو وہ زیتون کے تیل کے اعجاز کے قائل ہو گئے۔ انہوں نے یہ واقعہ ہمیں سنایا اور فرمایا کہ اس مشاہدہ کے بعد میں نے چالیس سال تپ دق کا علاج کیا۔ مگر روغن زیتون کے بغیر کبھی کوئی نسخہ نہیں لکھا اور اللہ کے فضل سے میرے مریضوں کی شفا یابی کی شرح دنیا کے کسی بھی ڈاکٹر سے بہتر رہی۔

یہ صاحب ڈاکٹر ہوتے ہوئے بھی سینی ٹوریم سے نکالے جا رہے تھے۔ کیونکہ یہ اندیشہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ شفا یاب نہ ہو سکیں گے اور وہ اپنا ریکارڈ خراب کرنے کو تیار نہ تھے۔ یہ واقعہ روغن زیتون کی افادیت کا عملی مظاہرہ بھی ثابت ہوا۔

پاکستان میں کوئٹہ کے سردار بہادر خان سینی ٹوریم۔ ڈاڈر سینی ٹوریم۔ ڈاکٹر محمد حسین سینی ٹوریم سانگی اور کراچی کا اوجھا سینی ٹوریم اپنی افادیت کے لحاظ سے عظیم ادارے ہیں۔ لاہور کا گلاب دیوی ہسپتال اور میو ہسپتال کا ٹی بی وارڈ بھی ایک طرح کے سینی ٹوریم ہیں۔

بھارت میں WHO کی معاونت سے کئے گئے سروے کے مطابق دق کے مریضوں کا خواہ گھر میں رکھ کر علاج کیا جائے اور خواہ ہسپتال میں رکھے جائیں۔ نتیجہ یا شفا یابی کی شرح ایک جیسی ہوتی ہے۔

سینی ٹوریم کے خلاف پاکستانی ماہرین کو اعتراض رہا ہے کہ مریض کو ایک سال تک اس کے لواحقین سے دور رکھنا نا مناسب ہے۔ وہ بیزار ہو جاتا ہے۔ اس ماحول سے اکتا جاتا ہے۔ مدراس کے مطالعہ میں 12 مریض مفت کی خوراک رہائش اور علاج کے باوجود بھاگ گئے۔

ہمارے معاشرہ میں خاندانی رابطے بڑی اہمیت رکھتے ہیں۔ بیمار ہونے پر عیادت کیلئے آنے والے مریض کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوتے ہیں۔ نبی ﷺ نے ایک مسلمان پر دوسرے کے حقوق کی فہرست میں بیمار کی عیادت ضروری قرار دی ہے۔ وہ اس کو ثواب کا ذریعہ بھی قرار دیتے ہیں۔ اور ہمارے یہاں لوگ جوق در جوق مریض کی عیادت کیلئے جاتے ہیں۔ بلکہ ہسپتال والے ملاقاتیوں سے اتنے تنگ آ جاتے ہیں کہ ان کی آمدورفت پر پابندیاں لگتی ہیں۔ ہسپتال کے ادنیٰ ملازم تیمارداروں کو تنگ کرنے کا ہر طریقہ کام میں لاتے ہیں۔

سینی ٹوریم کا آغاز امریکہ میں عوام کے چندے سے ہوا۔ پاکستان میں بھی دق کے مریضوں کیلئے چندہ عید ٹکٹ وغیرہ کی صورت میں کیا جاتا ہے۔ کیا اس چندہ سے مریضوں کی خدمت ہوتی ہے؟ یہ حکومتی اداروں کی توجہ کا مسئلہ ہے۔

سندھ میں 1986ء میں مریضوں کے لئے شفا خانے بنانے اور ان پر آنے والے اخراجات کے تخمینے لگائے گئے جو یوں تھے۔

50 بستروں والا ہسپتال بنانے کی لاگت	1,15,04,000 روپے
ایک بستر کی لاگت	2,30,000 روپے
ہسپتال کا سالانہ بجٹ	18,08,600 روپے
ایک سال میں ہر بستر کیلئے اخراجات	36,172 روپے
ہر مریض پر آنے والے روزانہ اخراجات	99,10 روپے

یہ 1986ء کی قیمتوں کے مطابق ہیں۔ 1995ء میں ان کو کم از کم دگنا کرنا ہوگا۔ کراچی کے اوجھا سینی ٹوریم پر 1986ء میں 55,88,880 روپے سالانہ خرچ آتا تھا۔ اور وہاں پر 350 بستر ہیں۔

سینی ٹوریم بنانا اور اس کو چلانا آسان کام نہیں۔ ڈاکٹر سعید احمد خان نے ڈاؤ سینی ٹوریم خود بنوایا۔ اور چلایا ان کے فرزند ڈاکٹر عبدالحی سعید نے کوئٹہ کے سردار بہادر

سینی ٹوریم کو جدید بنایا اور چلایا۔ پھر دق کے مریضوں کی چھاتی سے بلغم نکالنے کا ایک آلہ ایجاد کیا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دق کے مریضوں کا گھر پر علاج کیا جا سکتا ہے۔ اکثر تندرست بھی ہو جاتے ہیں۔ مریضوں کی اکثریت کیلئے آرام اچھی غذا اور اچھے ماحول کی ضرورت ہے۔ جو صرف ہسپتالوں ہی میں میسر آ سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ مریضوں کیلئے اور زیادہ گنجائش پیدا کی جائے۔

طب نبوی ؐ:

تپ دق کے علاج کے تفصیلی جائزہ میں دیکھا گیا کہ یہ علاج مہنگا اور مسائل سے بھرا پڑا ہے۔ اکثر ادویہ پیٹ اور جگر کو خراب کر دیتی ہیں اس بیماری کے اکثر مریض لاغر ہوتے ہیں اگر ان کی بھوک اڑ جائے یا پیٹ خراب ہو جائے تو بات خطرناک بھی ہو سکتی ہے۔

پچاس روپے روزانہ کی ادویہ ڈیڑھ سے دو سال تک کھانی مذاق نہیں۔ ڈاکٹروں کی فیس، متعدد اقسام کے ٹیسٹ اور مریض کی بے کاری اس کے علاوہ ہیں۔ حالات اور ضرورت کا تقاضا ہے کہ مریضوں کی بہتری کے لئے کوئی اور صورت تلاش کی جائے۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ قرآن مجید خود کو سینہ کی بیماریوں کے لئے شفا قرار دیتا ہے اور یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی آخر الزمان ؐ کو علم و حکمت میں پوری دسترس عطا کر دی ہے۔ اس لئے چھاتی کی بیماریوں میں شفا حاصل کرنے کیلئے انہی کی طرف توجہ دینی ایک مفید اور یقینی ذریعہ ہے۔ انہوں نے بیماری کے اسلوب' علاج' بچاؤ اور دوسری طبی ضروریات کیلئے مکمل نظام مرحمت فرمایا ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اہم طبی انکشاف یہ فرمایا کہ نوعیت کے لحاظ سے دق اور جذام (کوڑھ) ایک ہی چیز ہیں۔ انہوں نے پہلے جذام کیلئے روغن زیتون تجویز فرمایا اور جب وہ دق کے باقاعدہ علاج پر متوجہ ہوئے تو انہوں نے وہاں بھی زیتون کے

تیل کے استعمال کو پسند فرمایا۔ ان کا یہ نسخہ آج کی جدید ترین تحقیقات کے عین مطابق ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو ہم ان کے ارشادات کو تب بھی قبول کرتے کیونکہ ان کا ہر ارشاد وحی الٰہی پر مبنی ہوتا تھا۔ جس میں کسی غلطی کا کوئی امکان نہیں۔ ان کا ارشاد ہر حال میں درست ہے۔ سائنس غلط ہو سکتی ہے لیکن اس معاملے میں اب آ کر سائنس بھی ان کے نسخہ کی تصدیق کرتی ہے۔

تپ دق کے جراثیم کو ACID FAST BACILLI کہتے ہیں اور یہی علامت جذام کے جراثیم کی بھی ہیں۔ دق کے علاج کے لئے سلفانا مائیڈ سلسلہ سے ایک دوائی PROMIN ایجاد کی گئی وہ جذام میں مفید پائی گئی اور کچھ عرصہ پہلے تک SODIUM DIASONE کے نام سے وہ منفرد دوائی تھی جو جذام کے جراثیم کو براہ راست مار سکتی تھی۔ حالانکہ اس سے پہلے چالموگرا کے بیج اور پتے مفروضوں پر دیئے جاتے تھے۔ ڈایا سون سوڈیم سے علاج کا عرصہ سالوں پر محیط ہوتا تھا۔ اسی دوران دق کے علاج میں INH - RIFAMPICIN وغیرہ ایجاد ہوگئیں۔ ان کی آمد کے بعد کوڑھ کا علاج تقریباً وہی ہو گیا ہے جو دق کا ہے اور یہ تمام ادویہ اس میں بھرپور مقدار میں دی جاتی ہیں۔

اب یہ بات ایک سائنسی حقیقت ہے کہ دق اور کوڑھ کا علاج ایک ہے۔ ان کے جراثیم بھی عادات میں یکساں ہیں۔ دوسرے الفاظ میں جو کچھ کوڑھ سے بچاؤ کیلئے کیا جائیگا وہی کچھ دق کیلئے بھی مفید ہوگا۔ بیماریوں کی نوعیت سے آگاہ ہونے اور ان کے پھیلاؤ کے اسلوب سے آگاہ ہونے کے باوجود طب جدید لوگوں کو اس سے بچنے کا راستہ دکھانے سے قاصر ہے۔ غریبوں کی بستیوں اور گنجان آباد محلوں میں بیماریاں پھیلتی رہتی ہیں۔ پنجاب میں باقاعدہ طور پر B C G کا ٹیکہ لگنے کی ابتدا اس خاکسار کے ہاتھوں سے ہوئی لیکن یہ ٹیکہ 80 فیصدی سے زیادہ حفاظت مہیا نہیں کرتا اور یہ حفاظت پانچ سالوں سے زیادہ عرصہ قائم نہیں رہتی۔

جدید طبی انکشافات کے مقابلے میں تپ دق سے بچاؤ کیلئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا خلاصہ یا بیماری سے محفوظ رہنے کیلئے مفید راستہ یوں ہے۔

تپ دق سے بچاؤ

وہ بیماریوں کو متعدی قرار دے کر ایک اہم اصول عطا کرتے ہیں۔ مریض کے قریب نہ جایا جائے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یورد ن ممرض علی مصح

(بخاری۔ مسلم۔ ابوداؤد۔ احمد۔ ابن ماجہ۔ بیہقی۔ ابن خزیمہ)

(بیماروں کو تندرست افراد کے قریب نہ لایا جائے)

اور اگر مریض کے قریب جانا ضروری جانا مجبوری ہو جائے جیسے کہ تیمار دار، معالج اور اہل خانہ تو اس باب میں انہی کا ایک واقعہ۔

قبیلہ ثقیف کے وفد کے ساتھ ایک کوڑھی بھی تھا جسے مسجد نبوی کے باہر بٹھایا گیا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پاس طلب فرمایا۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کو ان الفاظ میں روایت فرماتے ہیں۔

اخذ بید رجل مجذوم فادخلها معه والقصعته وقال کل باسم اللہ ثقته باللہ و توکلا علیه

(ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ ابن خزیمہ۔ ابن السنی۔ ابی عاصم)

(انہوں نے کوڑھی کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ساتھ اندر داخل ہوئے اور اسے اپنے ساتھ کھانے پر بٹھا کر اسے تھالی میں سے کھانے کی دعوت دی اور یہ دعا پڑھی)

(اللہ کے نام پر میں حفاظت کا طلب گار ہوں اور اسی پر میرا توکل ہے)

انہوں نے متعدی بیماریوں سے محفوظ رہنے کا یہ مفید نسخہ عطا فرمایا۔ اب کسی کو دق یا کسی اور متعدی مریض کے قریب جانے کی ضرورت پڑے تو وہ پورے اعتماد اور یقین کے ساتھ یہ دعا پڑھے۔

باسم اللہ ثقتہ باللہ و توکلا علیہ

وہ ہر طرح سے مامون رہے گا۔

مریض سے بات کرتے وقت ڈھائی یا ایک میٹر کے برابر فاصلہ رکھا جائے۔ کیونکہ سانس کی بیماریوں کے مریض جب بات کرتے ہیں تو ان کی سانس کے ساتھ ہزاروں جراثیم بھی نکلتے ہیں جو مخاطب کی سانس میں شامل ہو کر اس کے جسم کے اندر جا کر اسے بھی بیمار کر سکتے ہیں۔ علم طب میں اس عمل کو DROPLET INFECTION کہتے ہیں۔ خسرہ' تپ دق' چیچک' انفلوئنزا' زکام' کھانسی' کن پیڑے' خناق اور طاعون اسی طریقہ سے پھیلتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی اور حضرت ابوہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلم المجنوم و بینک و بینہ قدر رمح او رمحین

(ابن السنی۔ ابو نعیم)

(جب تم کسی کوڑھی سے بات کرو تو اپنے اور اس کے درمیان ایک سے سے دو تیر کے برابر فاصلہ رکھا کرو)

ہمارے بعض قارئین کو اس حدیث میں رمح کے ترجمہ پر اعتراض رہا ہے کیونکہ لفظی معنی کے لحاظ سے اس کے معنی نیزہ ہے۔ نیزہ کسی قسم کا بھی ہو اس کی لمبائی 5

فٹ سے کم نہیں ہوتی۔ رمح کے معنی اگر نیزہ لیا جائے تو مریض سے بات کرتے وقت 10 فٹ کا فاصلہ عام گفتگو کی حدود سے باہر ہے۔ رمح سے مراد اگر عام تیر لیا جائے تو فاصلہ 5 فٹ کے قریب بنتا ہے جو معقول بھی ہے اور مریض کی سانس کے ساتھ خارج ہونے والے جراثیم کی دسترس سے باہر بھی ہے۔

مریض جب چھینک مارتا یا کھانستا ہے تو زور سے برآمد ہونے والی سانس زیادہ دور تک مار کرسکتی ہے۔ ایسے ہی ہر شخص کو ہدایت فرمائی گئی کہ وہ چھینک مارتے یا کھانستے وقت منہ کے آگے کپڑا رکھے اس تدبیر سے مریض کے منہ سے برآمد ہونے والے جراثیم دوسروں کے لئے خطرے کا باعث نہیں بن سکتے۔

مریض کی قوت مدافعت

متعدی بیماریوں کے پھیلاؤ کا بنیادی اصول ہے کہ یہ صرف ان افراد کو شکار کرتی ہیں جن میں قوت مدافعت نہ ہو۔ ذیابیطس' غذائی کمی اور ایڈز کے مریضوں میں قوت مدافعت کم ہوتی ہے۔ اس لئے ان کو مختلف اقسام کی بیماریاں ہوتی رہتی ہیں۔ قوت مدافعت پیدا کرنے میں غذا کا بڑا ہاتھ ہے اگر غذا متوازن نہ ہو یا اس میں اہم عناصر کی کمی ہو تو قوت مدافعت متاثر ہوتی ہے۔

حضرت علی روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اصل کل داء البرد

(ابن عساکر۔ ابن السنی۔ ابو نعیم۔ عقیلی۔ دار قطنی)

(ہر بیماری کی اصل وجہ جسم کی ٹھنڈک ہے)

یہ حدیث حضرت انس بن مالک ؓ' حضرت ابی الدرداء اور حضرت ابی رجیل ؓ سے بھی روایت کی گئی ہے۔

اس ارشاد گرامی میں ٹھنڈک سے مراد موسمی ٹھنڈک نہیں لیا جا سکتا کیونکہ بیماریاں تو گرمی کے موسم میں بھی ہوتی ہیں۔ یہاں ٹھنڈک سے مراد جسم کی اپنی حرارت یا قوت مدافعت ہے۔ انہوں نے غذا کے بارے میں شاندار ہدایات مرحمت فرما کر صحت مند زندگی گزارنے اور بیماریوں سے محفوظ رہنے کے لئے جو ارشادات عطا کئے ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔

1- صبح کا ناشتہ بہت جلد کیا جائے۔

2- رات کا کھانا ضرور کھایا جائے اور جلد کھایا جائے۔ اور اس کھانے کے کچھ دیر بعد چہل قدمی کی جائے۔

3- غذا صاف ستھری ہو۔ اسے ڈھانپ کر رکھا گیا ہو تاکہ اس پر مکھیاں نہ بیٹھ سکیں۔

4- گوشت تمام کھانوں کا سردار ہے اسے مناسب مقدار میں کھایا جائے۔

5- دسترخوان کو سبز چیزوں سے مزین کیا جائے۔

6- پیٹ بھر کر کھانے سے احتراز کیا جائے کیونکہ انسان نے اپنے پیٹ سے زیادہ برا برتن کبھی نہیں بھرا۔

7- کھانے سے کچھ دیر پہلے خربوزہ یا تربوز پیٹ کو صاف کرتے یا اشتہا آور APPTISER ہیں۔

8- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ دودھ میں پانی ملا کر نوش فرمایا۔

9- نہار منہ کھجور کھانے سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں اور جگر کو اتنی تقویت ملتی ہے کہ وہ زہروں کو بھی ختم کر سکتا ہے۔

قرآن مجید نے حضرت مریم علیہ السلام کو زچگی کے دوران کمزوری سے بچانے کے لئے کھجوریں کھانے کی تلقین فرمائی۔ اور اس طرح علم طب میں

INSTANT ENERGY کا تصور عطا فرمایا۔

10- نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے احباب کی تواضع ثرید سے فرمایا کرتے تھے۔ شوربا پکا کر اس میں روٹی توڑ کر ڈال دی جاتی تھی پھر اس پر تھوڑا سا مکھن ڈال کر اسے تھوڑی دیر ڈھانپنے کے بعد کھایا جاتا تھا۔

11- بعض مواقع پر حیس کا حلوہ' بھی عطا فرماتے تھے۔ ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ولیمہ پر حیس پکایا گیا جس میں کھجور' پنیر' جو کا آٹا اور مکھن شامل تھے۔ یہ ایک زبردست مقوی اور جسم کی قوت مدافعت کو بڑھانے میں کسی بھی خمیرہ' ماء اللحم یا ٹانک سے بہتر ہے۔

12- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے 24 سال ایسے ہیں جن کے ایک ایک لمحہ کا لوگوں نے ریکارڈ مرتب کیا ہے۔ اس پورے عرصہ میں وہ ایک روز بھی بیمار نہیں ہوئے۔ انہوں نے مسافرت کے دوران کبھی تھکن کی شکایت نہیں کی۔

وہ صبح نہار منہ یا عصر کے وقت پانی میں شہد گھول کر نوش فرمایا کرتے تھے۔ دن میں چہل قدمی فرماتے رہتے تھے۔ حالانکہ ان کی نیند دوسرے لوگوں سے کم تھی۔

13- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ہمارے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو اس کی غذا کیلئے جو کے دلیہ کی ہانڈی چولہے پر چڑھ جاتی تھی۔ مریض کو جو کا دلیا۔ شہد ملا کر بار بار اس وقت تک کھلایا جاتا تھا جب تک کہ بیماری کا قصہ ختم نہ ہو جائے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات گرامی اور معمولات مبارکہ سے یہ چند اہم نکات مرتب کئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک اپنی افادیت اور اہمیت کے لحاظ سے نایاب ہے۔ اگر ان پر عمل کیا جائے تو ہر قسم کی بیماریوں سے بچا جا سکتا ہے۔ ان میں ایک اہم بات یہ ہے کہ جن چیزوں کو کھانے یا پینے سے انہوں نے منع فرمایا ہے اس کی

بھی پیروی کی جائے۔ کیونکہ انہوں نے جس چیز سے منع کیا ہے یا اسے حرام قرار دیا ہے وہ انسانی صحت کے لئے یقیناً مضر ہے۔

علاج

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کلوا الزیت و ادھنوا بہ فان فیہ شفاء من سبعین داء منھا الجذام

(ابو نعیم)

(زیتون کا تیل کھاؤ اور اس کی مالش کرو کیونکہ اس میں ستر بیماریوں سے شفا ہے جن میں سے ایک کوڑھ بھی ہے)

سائنس کے ایک طالب علم کے لئے یہ اشارہ کافی ہے کیونکہ کوڑھ اور دق کے جراثیم ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو دوائی دق میں مفید ہے وہ کوڑھ میں بھی مفید ہے۔ زیتون کا تیل جب کوڑھ میں شفا دیتا ہے تو اسے لازماً دق میں بھی موثر ہونا چاہئے۔

تیل کی اہمیت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔

ایتدموا بالزیت و ادھنوا بہ فانہ من شجرۃ مبارکۃ

(ابن ماجہ۔ بیہقی)

(زیتون کے تیل سے علاج کیا کرو۔ اسے کھاؤ اور لگاؤ۔ کیونکہ یہ ایک مبارک درخت سے میسر آتا ہے)

زیتون کا تیل اس لئے مبارک ہے کہ قرآن مجید نے پانچ مختلف مقامات پر اس کی تعریف فرمائی اور اسے سورۃ النور میں ایک مبارک درخت سے حاصل ہونے والا قرار دیا ہے۔

قرآن مجید سے افادیت کی سند کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں استعمال فرمایا۔

حضرت زید بن ارقم بیان کرتے ہیں۔

امرنا رسول الله صلی الله علیه وسلم ان نتداوی ذات الجنب

بالقسط البحری والزیت

(احمد' ترمذی' ابن ماجہ)

(ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم ذات الجنب کا علاج

قسط البحری اور زیتون کے تیل سے کیا کریں)

اسی مسئلہ پر حضرت زید بن ارقم دوسرے نسخے سے یوں آگاہ کرتے ہیں۔

کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ینعت الزیت و الورس من

ذات الجنب

(ترمذی' ابن ماجہ' احمد)

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات الجنب کے علاج میں زیتون کے

تیل اور ورس کی تعریف فرمایا کرتے تھے)

ذات الجنب پھیپھڑوں کو ڈھانپنے والی جھلیوں کی سوزش کو کہتے ہیں۔ یہ صرف سوزش بھی ہو سکتی ہے اور اس میں پانی بھی پڑ سکتا ہے۔ جسے طب جدید میں PLEURISY کہتے ہیں۔ لعاب دار پھیپھڑوں میں مزمن سوزش کی وجہ سے ان میں ورم آتا ہے اور پانی جمع ہو جاتا ہے یہ کیفیت اطباء کے نزدیک PLEURISY WITH EFFUSION ہے۔ اب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ یہ بیماری دق کی قسم ہے۔ اس لئے پلورسی کا علاج دق کی دواؤں سے کیا جاتا ہے۔ یہ جواب بیسویں صدی میں حاصل ہوا۔ لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی توضیح اور ذات الجنب کی تشریح میں امام محمد بن عیسٰی ترمذی فرماتے ہیں۔

ان الذات الجنب مسل

(ذات الجنب اصل میں دق اور سل ہے)

اور یہی کچھ جدید ترین تحقیقات کا نچوڑ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دق کے علاج میں زیتون کا تیل‘ قسط البحری اور ورس کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ ایک روایت میں قسط یا ورس یا قسط اور ورس بھی ملتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی اثر کی دو دوائیں اگر جمع کر لی جائیں تو فائدہ بڑھ جاتا ہے جسے آج کی طب میں SYNERGISM کہتے ہیں - طب یونانی میں تو یہ بات اطباء کو عرصہ سے معلوم تھی اس لئے نسخوں میں ایک ہی اثر کی متعدد ادویہ شامل کی جاتی تھیں۔ ہومیو پیتھک طریقہ علاج کے قدردان ہمیشہ سے ایک دوائی کے قائل تھے مگر اب جرمنی اور امریکہ سے متعدد دوائیں ایسی آرہی ہیں جن میں کئی عناصر شامل ہوتے ہیں۔

زیتون کے تیل سے تپ دق کے شافی علاج کا واقعہ ہم ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب کی زبانی عرض کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر سعید احمد خان گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم۔ ڈاوڑہ۔ ضلع مانسہرہ (سرحد) کے سالوں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ رہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے دق کے علاج کیلئے جب بھی نسخہ لکھا اس میں زیتون کا تیل ضرور شامل کیا اور کبھی ناکامی نہیں ہوئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب کے مشاہدات کے بعد یہ نسخہ ترتیب دیا گیا۔

قسط البحری	100 گرام
شہد	50 گرام
روغن زیتون	50 گرام

قسط کو پیس کر اس میں اچھی طرح شہد ملایا گیا جب یہ معجون سی بن گئی تو اس میں زیتون کا تیل شامل کرکے پھر ملایا گیا۔ یہ معجون دق کے مریضوں کو دی گئی۔ ایک بڑا چمچہ صبح' شام دینے سے ایسے شاندار نتائج برآمد ہوئے کہ لوگ حیران رہ گئے۔ ہمارے دوست ڈاکٹر سید آغا طاہر زیدی صاحب بھی تپ دق کے شفاخانوں میں 40 سال کام کر چکے ہیں۔ ان کو یقین نہ تھا کہ ایسا اتنی آسانی سے ہو سکتا ہے۔ وہ ایک مرتبہ ملنے آئے تو ان کو وہ مریض دیکھنے کا موقع ملا جن کا علاج قسط سے کیا گیا تھا۔ دیکھ کر حیران ہوئے۔

چونکہ وسیع پیمانے پر اچھے شہد کا ملنا مشکل تھا اور کچھ لوگ ایسی چیزوں میں اپنی مختلف رائے رکھتے ہیں اسی لئے مریضوں کے لئے یہ نیا نسخہ ترتیب دیا گیا۔

1--- نہار منہ اور عصر کے وقت 2 چمچے شہد' ابلتے پانی میں

2--- قسط البحری ----- 100 گرام

3--- میتھی کے پتے یا بیج پیس کر ----- 20 گرام۔ اس مرکب کا چھوٹا چمچہ صبح شام کھانے کے بعد۔

4- رات سوتے وقت 2 بڑے چمچے زیتون کا تیل۔ (اٹلی یونان یا ترکی کا بنا ہوا)

اس نسخہ میں پہلی اہم چیز گرم پانی میں شہد ہے۔ یہ گلے کی خرابیوں کو دور کرتا ہے۔ بلغم نکالتا' سانس کی نالیوں کی سوزش کو تسکین دیتا اور آنتوں کی جلن کو رفع کرتا ہے۔ آنتوں کی دق کی اہم علامت اسہال ہوتا ہے۔ جس کے لئے شہد اکسیر کا حکم رکھتا ہے۔ شہد کا ایک منفرد اثر کمزوری کو دور کرتا ہے۔ دق کے مریض بلاشبہ کمزور ہوتے ہیں ان کی کمزوری کو دور کرنے اور جسم کی قوت مدافعت کو بڑھانے میں شہد سے بڑھ کر کوئی اور چیز نہیں۔

توریت مقدس میں ایک بادشاہ کا قصہ لکھا ہے جس نے اپنی شکست خوردہ فوج کو

جنگل میں لے جا کر جنگلی شہد اور انڈے کھلائے جس سے سپاہی تو مند ہو گئے اور انہوں نے دشمن کو شکست دے دی۔

قسط الجری کے ساتھ میتھی کی شمولیت کا جواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اہم ارشادات سے حاصل ہے۔ قاسم بن عبدالرحمان رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میتھی سے شفا حاصل کیا کرو۔ (ابن القیم)

اسی بات میں ایک حدیث کو محدثین نے مختلف انداز میں بیان کیا ہے۔

میری امت کے لوگ اگر میتھی کے فوائد کو صحیح طور پر جان لیں تو وہ سونے کے عوض تول کر لینے میں تردد نہ کریں۔ (محمد احمد ذہبی)

میتھی کی اتنی اہمیت کو جاننے کے بعد کرنل چوپڑا اور ندکارنی کی تحقیقات سے بھی یہی پتہ چلا کہ اب تک مچھلی کے تیل کے جن فوائد کا تذکرہ کرتے آئے ہیں وہ سب کے سب میتھی میں موجود ہیں۔ بلکہ میتھی اس سے اس لئے افضل ہے کہ اس میں دیگر اجزاء کے علاوہ وٹامن B - C بھی موجود ہیں جو کہ مچھلی کے تیل میں نہیں ہوتے۔

کھجور کو قرآن مجید نے کمزوری کے لئے بہترین قرار دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے زہروں کا تریاق بتایا ہے۔ اس لئے دق کے مریضوں کو اگر دواؤں کے ساتھ کھجور دی جائے تو اس سے توانائی میں اضافہ کے ساتھ بیماری میں بھی فائدہ ہو گا۔ دق کی اکثر علامات جراثیم کی زہروں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ان زہروں کا اثر کھجور زائل کر دے گی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا شادی سے پہلے بہت دبلی تھیں۔ جب دواؤں سے ان کا وزن نہ بڑھا تو ان کو کھجوریں اور کھیرے کھلائے گئے جس سے ان کے وزن میں اضافہ ہو گیا۔

دق کے علاج میں بیماری سے نجات کا ایک پیمانہ مریض کا وزن ہوتا ہے۔ ہسپتالوں میں ہر مریض کا باقاعدگی سے وزن کیا جاتا ہے اور اس کے چارٹ پر درج کیا

جاتا ہے۔ کھجور اور زیتون بلکہ شہد کی شمولیت کے ساتھ مریض کی نقاہت کو ختم کر کے
اسے بیماری پر غلبہ پانے کی قابل بنایا جاسکتا ہے۔

دق کے مریض کی صحت کی بہتری کا پتہ خون کے ESR سے لگتا ہے۔ اگر کسی
مریض کا ابتدا میں ESR-90 ہو تو وہ ہر ماہ کے علاج کے بعد پھر چیک کیا جائے۔ اس
میں بتدریج کمی بیماری کے ٹھیک ہونے کی علامت ہے۔ مردوں میں تندرستی میں یہ
10 - 15 mm ہوتا ہے جب کہ خواتین میں یہ قدرے زیادہ ہوتا ہے۔

اسہال کے ہنگامی علاج کے لئے بہی دانہ کا لعاب کافی رہتا ہے۔ اس کے علاوہ
شربت بہی بھی استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن اس کی دستیابی یقینی نہیں۔ اس لئے اکثر
مریضوں کو جدید ادویہ میں سے
STREPTOMAGMA یا KAOSTOP وغیرہ قسم کے مرکبات آنتوں کی جلن رفع
کرنے کیلئے دیئے گئے۔

اندلس کے مشہور عالم طبیب عبدالملک بن زہر نے پھیپھڑوں کی بیماریوں میں
جو کا دلیا بہت پسند کیا ہے۔ وہ تجویز کرتا ہے کہ مریض کو جو کا دلیا' دن میں کئی بار کھلایا
جائے۔ خواہ اسے اسہال ہی ہوتے ہوں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بیماروں کی غذا میں جو کا دلیا بہت پسند تھا۔ احادیث میں
یہ دلیا "تلبینہ" کے نام سے مذکور ہے۔

بلغم نکلنے اور گلے کی خراش کو رفع کرنے کیلئے گوند کیکر' گوند کتیرا کو ہم وزن
پیس کر شربت نارنج میں گوندھ کر گولیاں بنانے کی ترکیب بتاتا ہے اور تاکید کرتا ہے کہ
یہ گولیاں دن بھر چوسی جائیں۔

تپ دق کا یونانی علاج

یونانی تبصرہ جب مریض خون تھوک رہا ہو تو اس وقت۔

1- گیرو۔ سنگ جراحت۔ دم الاخوین۔ بسد سوختہ

ان میں سے ہر ایک ماشہ ماشہ لے کر پیس لیں۔ خمیرہ گاؤزبان یا خمیرہ خشخاش میں ملا کر کھلائیں اس کے ساتھ

بہی دانہ (3 ماشہ)

عناب (5 دانہ)

سپستان (4 دانہ)

کو پانی میں ابال کر چھان کر مصری ملا کر پلائیں۔

بعض اطباء اولیس نسخہ میں

مرجان سوختہ (1 ماشہ)

سرطان سوختہ (1 ماشہ)

گوند ببول (1 ماشہ)

گوند کتیرا (1 ماشہ)

رب السوس (1 ماشہ)

بھی شامل کرتے ہیں۔

2- خون کی زیادتی کو روکنے کیلئے یہ نسخہ مفید ہے۔

تخم خرفہ 12 تولہ

نوشادر 6 ماشہ

کو مٹی کے برتن میں ڈال کر اس کا منہ ملتانی مٹی سے بند کریں۔ پھر اس کو ایک پہر تک جنگلی اوپلوں کی آگ دیں۔ باہر نکال کر اس سفوف کی چھ رتی شربت انجبار کے ہمراہ کھلائیں۔

3- گندھک آملہ سار۔ ایک ماشہ پیس کر شربت انجاز دو تولہ یا خمیرہ خشخاش چھ

ماشہ یا لعوق سپستان ایک تولہ کے ہمراہ دیں۔ اس مرض میں گدھی کا دودھ بڑا مفید قرار دیا جاتا ہے۔ چار تولہ روزانہ سے شروع کر کے ہر روز چار تولہ کا اضافہ کرتے ہوئے 28 تولہ تک جائیں۔ پھر 4 تولہ روزانہ کم کرتے ہوئے ختم کر دیں۔

بھارت کے صوبجات گجرات کاٹھیا واڑ میں مریضوں کیلئے گدھی کا دودھ بڑی مقبول غذا ہے۔ ہم نے بمبئی میں گدھے والوں کو گدھیاں لے کر بازاروں میں دودھ لینے کی صدا دیتے خود دیکھا ہے۔

اطباء کو زہر مہرہ خطائی۔ بنفشہ۔ گاؤزبان۔ خشخاش بڑے پسند رہے ہیں۔ پہاڑی علاقوں کی جھیلوں میں پائے جانے والے کیکڑے (سرطان- CRAB) بڑے مقبول ہیں۔ مریضوں کو کیکڑا جلا کر اس کی راکھ یا پانی میں پکا کر اس کی یخنی بڑے یقین کے ساتھ پلائی جاتی ہے۔

دیپگراں (مانسہرہ) کے حکیم محمد یحییٰ مرحوم جامن کے پانی میں کشتہ فولاد کے ساتھ سرطان سوختہ اپنے مریضوں کو کھلایا کرتے تھے۔ ان کے یہ نسخے اتنے مفید تھے کہ لوگ دور دراز کے مقامات سے ان کے اس علاج کیلئے آیا کرتے تھے۔ جب تک وہ زندہ رہے دق کے علاج میں شہرت پائی۔ پھر ان کے بڑے صاحب زادے ڈاکٹر سعید احمد خان نے پشاور شہر میں تپ دق کی ڈسپنسری قائم کی اور اس کے بعد کار خیر کا ایک بہت بڑا مرکز گورنمنٹ ٹی بی سینی ٹوریم ڈاڈر (ضلع مانسہرہ) قائم کیا۔ ان کے پوتے ڈاکٹر عبدالحی سعید تپ دق کے صرف ماہر ہی نہیں بلکہ انہوں نے پھیپھڑوں سے بلغم نکالنے کا ایک آلہ بھی ایجاد کیا ہے۔ یہ کوئٹہ کے سردار بہادر خان سینی ٹوریم میں بھی خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ بوعلی سینا کی رائے میں دق کے مریض ایسے مقامات پر رہیں جہاں کی آب و ہوا خشک ہو۔

اطباء مریضوں کو لطیف۔ زود ہضم اور مقوی غذا کھانے کی ہدایت کرتے ہیں۔

جس میں روغن بادام ڈال کر مغزیات کا حریرہ۔ گدھی کا دودھ۔ آش جو۔ ساگودانہ۔
آدھ تلا ہوا انڈا۔ پرانے چاولوں کی مونگ کی دال کے ساتھ کھچڑی۔ بھنی ہوئی مچھلی۔
کی تاکید کرتے آئے ہیں۔

گوند ببول۔ گوند امرود۔ زردرد۔ گل مختوم 7 گرام ہر ایک 17.5 گرام
اور نصیب 8.75 گرام کو پیس کر شربت اصل السوس میں گوندھ کر چھوٹی گولیاں
بنالیں۔ یہ گولیاں دن میں بار بار چوسی جائیں۔

مسیح الملک حکیم اجمل خاں ؒ نے بھی اسی قسم کی گولیاں تجویز کی ہیں۔

گوند کتیرا۔ گوند کیکر۔ رب السوس۔ سرطان سوختہ ہر ایک ماشہ ماشہ
دال سفید (4 سرخ) مروارید (4 سرخ) کشتہ طلاء (4 برنج) کو لعاب بہی دانہ میں
حل کر کے گولیاں بنائیں۔ ہر 3 گھنٹہ بعد ایک گولی چوسی جائے۔

طاعون (مہاماری)

کالی آندھی

PLAGUE

طاعون ایک خطرناک متعدی اور مہلک بیماری ہے جو زمانہ قبل از تاریخ سے انسانوں کے لئے پیغام اجل لے کر آتی رہی ہے۔ اس کا آنا ہمیشہ سے وحشت کا باعث رہا ہے۔ ایک مرتبہ آنے کے بعد اس کا جانا ہمیشہ سے مشکل کا باعث رہا ہے۔ کیونکہ یہ ہر مرتبہ لاکھوں انسانوں کو ہلاک کر کے کچھ عرصہ کیلئے خاموش ہو جاتی ہے۔ اس کی ہلاکت آفرینیوں کی وجہ سے ہندو اسے "مہا ماری" یعنی وسیع پیمانے پر ہلاکت کا نام دیتے ہیں۔ چونکہ مریض کے جسم پر سیاہ دھبے پڑتے ہیں اس لئے یورپ میں کالی آندھی' اور سیاہ موت' کے ناموں سے پکاری جاتی رہی ہے۔

عذاب خداوندی

توریت مقدس میں ارشاد ہوا۔

---- کہ خداوند کا قہر ان لوگوں پر بھڑک اٹھا اور خداوند نے ان لوگوں کو بڑی سخت وبا سے مارا۔ (گنتی- 11 : 32)

اسی باب میں دوسری جگہ مذکور ہے۔

---- اور جلد جماعت کے پاس جا کر ان کے لئے کفارہ دے کیونکہ خداوند کا قہر نازل ہوا ہے اور وبا شروع ہو گئی۔ (گنتی 47:16)

یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد کی بات ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الطاعون بقیته رجز او عذاب ارسل علی طائفته من بنی اسرائیل' فاذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا منها فرارا منه' فاذا وقع بارض و انتم بها فلا تہبطوا علیها۔

(طاعون اس عذاب کا بقیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر نازل کیا تھا اور اگر یہ آفت کسی شہر میں اس وقت نازل ہو' جب تم وہاں موجود ہو تو پھر وہاں سے باہر نہ نکلو۔ اور اگر یہ اس وقت آئے جب تم وہاں موجود نہ ہو تو پھر وہاں نہ جاؤ)

مسند احمد بن حنبل ؒ اور ترمذی نے حضرت اسامہ بن زیدؓ سے یہی ارشاد نبوی یوں بیان کیا ہے۔

ان هذا الوباء رجز اهلک الله تعالی به الامم قبلکم' وقد بقی' منه فی الارض شی۔

(یہ وبا ایک وحشت ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے تم سے پہلی امتوں کو ہلاک کیا تھا۔ زمین میں اب اس کا صرف ایک حصہ باقی رہ گیا ہے)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس امر سے اتفاق کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں اور خاص طور پر بنی اسرائیل کو ان کے برے اعمال کی سزا کے طور پر طاعون کو استعمال فرمایا' اور اس وباء نے لاکھوں افراد کو ہلاک کر دیا۔

توریت مقدس میں بد عنوانیوں کی سزا میں طاعون کے ساتھ مذکور ہے۔

--- اس قوم کو میں تلوار اور کال اور وبا سے سزا دوں گا۔ یہاں تک کہ میں اس کے ہاتھ سے ان کو نابود کر ڈالوں گا۔ (یرمیاہ 27 9 - 8)

دوسرے باب میں ارشاد ربانی ہے۔

---- اور میں ان کو جو ملک مصر میں بسنے کو جاتے ہیں اسی طرح سزا دوں گا جس طرح میں نے یروشلم کو تلوار اور کال اور وباء سے سزا دی ہے۔ (یرمیاہ 44 : 14 - 13)

توریت مقدس بیان کرتی ہے کہ سرکشیوں کی سزا میں فسادات' جنگیں اور قحط بھی خداوند نے ہلاکت کے ذرائع کے طور پر استعمال کئے۔

عمرانی محقق مالتھوس کا خیال ہے کہ آبادی میں جب توقع سے زیادہ اضافہ ہو جائے تو قدرت خود بھی کارروائی کرتی ہے۔ فسادات' جنگیں' زلزلے' قحط اور وبائیں آبادی کی کثرت کو کم کرنے کے قدرتی ذرائع ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مالتھوس نے اپنے نظریہ کا بنیادی تصور توریت سے اخذ کیا ہے کیونکہ اس کی وضاحت 18 مختلف آیات میں ملتی ہے۔

اس کے نظریہ کے برعکس سر چارلس ڈاروِن (جونیئر) آبادی کے اضافہ کے اس نظریہ کو باطل قرار دیتا ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ دنیا میں ایک دن میں سب سے زیادہ ہلاکت اس روز ہوئی تھی جس دن ہیروشیما پر ایٹم بم گرایا گیا۔ اتنی زیادہ موتیں بھی دنیا کی آبادی میں کمی نہ لا سکیں' کیونکہ اس روز جتنے بچے پیدا ہوئے تھے ان کی مجموعی تعداد ہیروشیما میں مرنے والوں سے زیادہ تھی۔

طاعون کی تاریخ

توریت مقدس سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد اور فراعین

مصر کے زمانے میں طاعون کی وباء پھیلتی رہی ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق یروشلم کی وباء میں 1,50,000 افراد ہلاک ہوئے اور یہ قبل از مسیح زمانے کی بات ہے۔ یونان کے دارالحکومت ایتھنز میں حضرت مسیح سے 430 سال قبل کی ایک وباء کا سراغ ملتا ہے۔ اٹلی میں روم اور اس کے گردونواح میں 264ء میں ایک زبردست وبا پھیلی جو جہاز رانوں کے ذریعہ دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی پھیل گئی۔

چودھویں صدی میں یوروپ اس وباء کی زد میں آیا اور یہ پورے براعظم میں پھیل گئی۔ 51 - 1334ء کے درمیان 4,5,.000 اشخاص ہلاک ہوگئے۔

لندن میں ایک وباء 1603ء میں شروع ہوئی جس نے بعد میں یوروپ کا سفر اختیار کیا اور 2,50,00,000 افراد ہلاک ہوئے۔ جبکہ لندن شہر میں ہلاک ہونے والوں کی تعداد چار لاکھ سے زائد تھی۔ اس شہر کی خوش قسمتی سے اسی زمانے میں وہاں پر ایک بہت بڑی آگ لگ گئی۔ اس آگ میں ۳حصے سے زیادہ شہر جل کر خاک ہو گیا' لیکن اس کے ساتھ چوہے' پسو' گندگی کے ذخیرے بھی جل گئے اور پلیگ ختم ہوگئی۔ 1800ء کے بعد پوری دنیا میں خاموشی چھائی رہی اس کا جمود 1894ء میں ٹوٹا جب ہانگ کانگ میں طاعون پھیل گئی۔ چونکہ یہ ایک مصروف بندرگاہ تھی اور دنیا بھر سے جہاز آتے اور جاتے تھے اس لئے تھوڑے ہی عرصہ میں ملاحوں اور جہازی چوہوں کے ذریعہ یہ دنیا بھر میں پھیل گئی ہانگ کانگ کے بعد سب سے بڑی آبادی ہندوستان تھا جو فوری طور پر زد میں آگیا۔ اندازہ لگایا گیا ہے کہ اس وباء میں 10,000,000 افراد ہلاک ہوئے جن میں زیادہ تر ہندوستان کے شہری تھے۔

حیرت کی بات ہے کہ ہانگ کانگ کی پلیگ ہندوستان میں تباہی مچاتی رہی' لیکن آسٹریلیا ہر مرحلہ پر آج تک محفوظ چلا آیا ہے۔

1947ء میں Edward Camus نے ایک ناول PLAGUE - 1947 لکھا۔

اگرچہ یہ ایک طویل کہانی تھی' لیکن اس حقیقت کا افسانہ تھا جو ایک فرانسیسی ڈاکٹر Pieux کی انسانی ہمدردی اور سیاہ آندھی کے مقابلے میں بہادری کی ایک شاندار داستان ہے۔

Dr. Pieux نے الجزائر میں پھوٹی ہوئی وباء کے مقابلے میں ہمت' جرات اور ایثار کی ایک شاندار داستان اپنے خون پسینے سے رقم کی اور ایڈورڈ کیمس نے اس قربانی کی داستان ناول کی صورت میں لکھ کر اس جدوجہد اور شخصیت کو لازوال کر دیا۔

موجودہ زمانے میں طاعون پر بہتر معلومات' مؤثر ادویہ اور سب سے بڑی بات یہ کہ پسوؤں کو ہلاک کرنے والی D D T کی موجودگی کی وجہ سے بیماری اب نابود ہوتی جا رہی ہے۔ لیکن عالمی ادارہ صحت کی باوثوق اطلاعات کے مطابق آجکل دنیا میں طاعون کی موجودہ صورت یہ رہی ہے۔

سال	مریضوں کی تعداد	اموات
1969	5005	221
1970	4453	88
1971	4416	174
1972	1646	99
1973	790	47
1977	1447	67
1978	777	31
1979	872	24
1980	484	نامعلوم

مریضوں کی تعداد کم ہوتے ہوتے 1977ء میں پھر بڑھ گئی۔ اس سال اموات بھی

67 ہو گئیں۔ جس سے یہ اندیشہ ہوا کہ بیماری پھر کبھی اسی شدومد سے پھیل نہ جائے۔

بھارت میں طاعون

موجودہ زمانے میں طاعون کی بھولی بسری وحشت بھارت میں شدید وباء کی وجہ سے پھر سے تازہ ہو گئی۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ جنوبی بھارت میں آندھرا پردیش' تامل ناڈو اور مغربی گھاٹ کے علاقوں سے طاعون کبھی بھی ختم نہیں ہوئی۔ فنی باریکیوں سے قطع نظر اس کے واقعات سالوں سے ہوتے چلے آئے ہیں۔ کبھی وہ لوگ اعتراف کر لیتے ہیں اور کبھی اس کے وجود سے انکار کر دیا جاتا ہے۔ جبل پور اور اندور کے میڈیکل کالجوں میں متعدی امراض کے پروفیسر ڈاکٹر پارک جنوبی بھارت کو مستقل طور پر طاعون زدہ علاقہ قرار دیتے ہیں۔ اس لئے 1994ء میں جب مغربی گھاٹ میں سورت سے وباء شروع ہوئی تو یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔ یہ علاقہ ہمیشہ سے طاعون زدہ رہا ہے۔ اس وباء کے اسباب کے بارے میں ماہرین کے یہ قیاسے رہے ہیں۔

1- بھارتی سائنس دانوں نے پاکستان کے خلاف استعمال کرنے کے لئے طاعون کے جراثیمی بم تیار کئے۔ جو ان کی اپنی غلطی سے پھٹ گئے اور جراثیم ایک وسیع علاقے میں پھیل گئے۔

2- اپنی گرتی ہوئی مالی بدحالی کو سنبھالا دینے کے لئے دوسرے ممالک سے طاعون کے نام پر خیرات وصول کرنے کے لئے ڈھونگ رچایا گیا۔

لیکن اس سے الٹا نقصان ہوا کیونکہ لوگوں نے وحشت میں وہاں جانا اور ان کا مال خریدنا بند کر دیا۔ مالی نقصانات ابتدا میں بہت زیادہ رہے لیکن یہ ممکن ہے کہ ان کے ماہرین اور دوا سازوں کو تجربہ کار قرار دے کر لوگ آئندہ ان سے ادویات خرید کیا کریں۔

3- پاکستان نے طاعون زدہ چوہے ان کے علاقے میں چھوڑ کر وباء پھیلائی۔

سورت وہ تاریخی شہر ہے جہاں سے انگریز تاجروں نے ہندوستان کو غلام بنانے کے کام کی ابتداء کی۔ یہ وہی شہر ہے جہاں کے انگریز تاجروں نے مغلوں کے دور حکومت میں اورنگ زیب جیسے سخت گیر مسلمان کے عہد میں حاجیوں کے جہاز لوٹ لئے تھے۔ اب پھر یہ وہی تاریخی شہر ہے جہاں اجودھیا میں مسجد کو گرائے جانے کے بعد مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا۔ اگر اس شہر میں طاعون پھوٹے تو توریت کے مطابق گناہوں کی سزا انہیں بہرحال ملے گی جو کہ وباء کی صورت میں بھی ہو سکتی ہے۔

بھارت میں طاعون کی ایک تاریخی وباء 1612ء میں آگرہ میں پھوٹی۔ یہاں سے وسطی ہندوستان میں پھیل گئی۔ اس وقت جہانگیر ہندوستان کا بادشاہ تھا اور آگرہ اس کا پایہ تخت۔ اس نے وباء کے بارے میں مشاہدات کئے جن کی تفصیل اپنی توزک میں بیان کی ہے۔ ان کا خلاصہ یہ ہے۔

ایک چوہے کو دیکھا گیا جو لڑکھڑاتا ہوا چل رہا تھا۔ ایک بلی اس پر جھپٹ پڑی لیکن اس کو چکھنے کے بعد چھوڑ دیا۔ چوہا تھوڑی دیر بعد مر گیا۔ دو تین دن بعد اسی بلی کو دیکھا گیا تو اس کا حال بھی بہت خراب تھا۔ اس کی زبان کلی تھی اور جسم تپ رہا تھا۔ محسوس کیا گیا کہ طاعون زدہ چوہے کو منہ مارنے کی وجہ سے اسے بھی طاعون ہو گئی ہے۔ اسے "تریاق فاروقی" چٹائی گئی۔ لیکن پھر بھی مر گئی۔

شہنشاہ جہانگیر کے اطباء نے طاعون کے علاج کے لئے زعفران، عنبر، کستوری، اور موتی پیس کر 25 اجزاء پر مشتمل ایک معجون تیار کی تھی جس کا نام تریاق فاروقی رکھا گیا

تھا۔ اس دوائی کا بڑا شہرہ تھا' لیکن اتنی مہنگی دوائی کس کے بس کی بات تھی ؟ غالباً وہ ایسی مفید بھی نہ تھی۔

بادشاہ نے آگرہ سے دور دریائے جمنا کے کنارے ایک جنگل میں ڈیرے ڈال دیئے اور جب تک وباء ختم نہ ہوئی وہ آگرہ میں داخل نہ ہوا۔

ہانگ کانگ سے پھوٹنے والی 1894ء کی وباء 1896ء میں سمندری راستہ سے بمبئی پہنچ گئی اور پھیلتے پھیلتے پورے ملک کو ہلا دیا۔ یہ 1907ء میں اپنے پورے عروج پر تھی اور 1918ء تک کے 11 سالوں میں کئی لاکھ اموات کا باعث بنی۔

1908 - 1898ء کے درمیان میں ہر سال 500,000 اموات کا باعث ہوتی رہی۔ بھارتی حکومت کا دعویٰ ہے کہ سب سے زیادہ بیماری اتر پردیش میں ہوئی تھی۔ اس صوبہ کو 1959ء میں اور مدھیہ پردیش کو 1960ء میں صاف کر دیا گیا اور سرکاری طور پر ان کا ملک 1967ء سے طاعون سے محفوظ ہو چکا ہے۔ اس باب میں ان کی سالانہ رپورٹ یہ ہے۔

بھارت میں طاعون سے ہونے والی اموات

سال	مرنے والوں کی تعداد
1948	23,191
1950	18813
1952	3894
1954	705
1956	195
1958	206

1960	108
1962	200
1964	15
1966	8
1968	کوئی موت نہیں
1969	کوئی موت نہیں
1970	کوئی موت نہیں

یہ تمام اموات اس زمانہ میں ہوئیں جب طاعون کے علاج میں سلفاڈایازین اور سٹر پٹومائی سین ایجاد ہو کر بھارت میں فراوانی سے دستیاب تھیں۔ ہم نے 1942ء میں اضلاع انبالہ' پانی پت' کرنال میں صحت عامہ کے کارکنوں کو پیسے لے کر سلفا کے ٹیکے لگاتے دیکھا ہے۔

بھارت میں طاعون کو ختم کرنے میں سب سے بڑی مشکل ان کے مذہبی عقائد ہیں۔ وہ کسی جاندار کو ہلاک کرنا پسند نہیں کرتے۔ (اگر وہ مسلمان ہو تو علیحدہ بات ہے) ہندو مذہب کے ایک دیوتا گنیش ہیں ان کی شکل ہاتھی جیسی ہے لیکن بدن انسانوں کی طرح کا ہے۔ یہ آمدورفت کیلئے چوہے کی سواری کرتے ہیں۔ چوہا چونکہ گنیش جی مہاراج کی سواری ہے اس لئے چوہے کو ہلاک کرنا ناجائز ہے۔ مغربی گھاٹ اور جنوبی ہند کے مندروں میں چوہوں کو اعلیٰ اعلیٰ کھانے کھلا کر ان کی پرورش کی جاتی ہے۔ چوہے کی طبعی موت بھی ان پر افسردگی طاری کر دیتی ہے۔ اس کے برعکس بیکانیر' جنوبی ہند اور اوڑیسہ میں ایسے قبائل بھی بستے ہیں جو چوہے کھاتے ہیں۔ چوہے کھانے کا رواج اگرچہ شرق الہند کے بعض جزائر اور چین میں بھی ہے۔ لیکن اس رواج سے چوہوں کی آبادی میں کوئی کمی نہیں آتی۔ البتہ ایسا شوق رکھنے والوں کو طاعون میں مبتلا ہونے کا

اندیشہ دوسروں سے زیادہ ہوتا ہے۔

عالمی ادارہ صحت نے طاعون اور اس سے ہونے والی اموات کا ایک جائزہ 1980ء تک مرتب کیا ہے۔

سال	مریضوں کی تعداد	اموات
1969	5005	221
1970	4453	88
1971	4416	174
1972	1646	99
1973	790	47
1977	1447	67
1978	777	31
1979	872	24
1980	484	تعداد میسر نہیں
1992 (نامکمل اندازہ)	267	70

B B C کی ایک ٹیم اندور کے ایک ہسپتال کے معائنہ پر گئی تو اس میں 50.000 چوہے کھاتے پیتے اور سیر کرتے نظر آئے۔

چوہوں کی یہ تعداد صرف اندور تک محدود نہیں' لاہور کی اکبری منڈی' کراچی کے ہسپتالوں کے علاوہ ویسٹ وہارف اور بندرگاہ کے گوداموں بلکہ پاکستان سٹیل کی سرنگوں میں چوہوں کی آبادی کروڑوں میں ہے۔

بیماری کے سبب کی تلاش

ہانگ کانگ سے شروع ہونے والی وباء نے آس پاس کے علاقے جب لپیٹ میں

لے لئے تو ڈاکٹروں کو اس کا سبب تلاش کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ 1894ء میں چین کے شہر کینٹن میں ایک سرکاری ادارے کے ڈاکٹر نے 35000 چوہے جمع کر کے ان کے پوسٹ مارٹم کئے۔ ڈاکٹر لیلنمی نے دیکھا کہ ان میں سے نصف کے پھیپھڑوں میں خون جما ہوا تھا اور دوران خون معطل تھا۔ 90 فیصدی کے جسم پر گلٹیاں پائی گئیں اس سے معلوم ہوا کہ چوہے خود متاثر ہونے کے بعد یہ ہلاکت انسانوں کو منتقل کر دیتے ہیں۔

1612ء میں آگرہ کی وباء کے دوران شہنشاہ جہانگیر نے چوہے کو موردِ الزام قرار دیا تھا۔ وہ پوسٹ مارٹم تو نہ کر سکا لیکن بیماری پھیلانے کا باعث بتلا دیا۔

1894ء میں ایک جاپانی سائنس دان کیتا ساتو نے طاعون سے ہلاک ہونے والے ایک شخص کے خون اور گلٹیوں سے جراثیم برآمد کئے۔ جن کو کسی تندرست انسان یا جانور کے جسم میں داخل کرنے سے بیماری ہو سکتی تھی۔

اس عرصہ میں سویڈن کے ماہرین نے طاعون کا جرثومہ حتمی طور پر تلاش کر لیا اور اس کو تلاش کرنے والے ڈاکٹر کی محنت کے اعتراف میں اس کا طبی نام YERSINIA PESTIS رکھا گیا۔ کیونکہ ڈاکٹر کا نام یرسین تھا۔ کیتا ساتو چونکہ ایشیائی تھا۔ اس لئے اس کی قدر افزائی مناسب نہ سمجھی گئی۔

1897ء میں فارموسا کے ماہر روگاتا نے معلوم کیا کہ جراثیم چوہے سے انسان تک پسو کی مدد سے جاتے ہیں۔ یہی دریافت ہندوستان کے ایک انگریز ڈاکٹر سائنٹ نے کی اور یہ بات حتمی طور پر ثابت ہو گئی کہ جراثیم ایک چوہے سے دوسرے تک اور ان سے انسانوں تک کا سفر پسو کے ذریعہ طے کرتے ہیں۔

طاعون پھیلنے کا اسلوب

اس کالی موت کی دہشت بڑی زیادہ رہی ہے۔ مریض کے قریب آنا ہمیشہ سے

خطرے کا باعث سمجھا گیا ہے۔ اخبارات میں بھارتی شہروں کی تصاویر میں دیکھا گیا کہ لوگ بازاروں سے گزرتے وقت منہ پر ڈاکٹروں والا ماسک پہنے ہوتے ہیں۔ موٹر سائیکل سواروں کے منہ اور ناک بھی اسی طرح مستور دیکھے گئے۔

وباء کے دنوں میں ریل اور ہوائی جہازوں سے آنے والے مسافروں کی چیکنگ کیلئے جو ڈاکٹر اور طبی عملہ مامور کیا گیا وہ سب ماسک پہنے ہوئے تھے۔ مریضوں کے زیادہ قریب جانے والوں کے لئے ماسک کی کسی قدر مناسبت بھی ہے لیکن سٹیشن کا پورا عملہ منہ ڈھانپے پھر رہا ہو' عجیب بات تھی۔

نمونیائی پلیگ مریض کے قریب جانے سے ہو سکتی ہے۔ گلٹیوں والی قسم میں سانس سے بیماری نہیں پھیلتی۔ مریض کو ہاتھ لگانا ہر شکل میں خطرناک ہے اور ڈاکٹروں کو ربڑ کے دستانے پہن کر ہی انہیں ہاتھ لگانا چاہیے تھا لیکن ایسا کسی نے بھی نہ کیا۔

طاعون بنیادی طور پر چوہوں کی بیماری ہے۔ جب چوہے اس سے بیمار پڑنے لگیں تو ایک چوہے سے دوسرے متاثر ہونے لگتے ہیں۔ پسو ایک طفیلی کیڑا (Parasite) ہے۔ یہ چوہوں کے اجسام کے ساتھ چپکے رہتے ہیں اور ان کا خون پی کر گزارا کرتے ہیں۔ جب کوئی چوہا بیمار پڑتا ہے تو اس کا خون پسوؤں کے لئے لذیذ نہیں رہتا۔ دو ایک دن میں چوہا جب مر جاتا ہے تو اس کا خون ختم ہو جاتا ہے اور پینے والوں کیلئے دوسری اسامی کی تلاش ضروری ہو جاتی ہے خون حاصل کرنے کے لئے پسو دوسرے جانوروں کو تلاش کرتے ہیں۔ پھر یہ گلہری' نیولا اور انسان پر بیٹھ سکتے ہیں۔

پسو طاعون زدہ چوہے سے اڑ کر آتے ہیں۔ اس لئے ان کے جسم اور دانتوں سے طاعون کے جراثیم چپکے ہوتے ہیں۔ انسان کو جب یہ کاٹتا ہے تو اس کا خون پینے کے ساتھ جسم میں طاعون کے جراثیم بھی داخل کر دیتا ہے۔ جس جگہ پسو نے کاٹا ہو وہاں پر ایک دانہ نمودار ہوتا ہے اور جراثیم وہاں سے خون اور لمف کی نالیوں کے ذریعہ جسم

کی غدودوں میں چلے جاتے ہیں۔

ٹانگ پر کاٹا گیا ہو تو کنج ران پر گلٹی نمودار ہوتی ہے۔ ہاتھ پر کاٹے جانے کی صورت میں بغل اور گردن میں گلٹیاں نمودار ہوتی ہیں۔

گلٹیوں کے بعد مریض کا سارا جسم متعدی ہو جاتا ہے۔ اس کو ہاتھ لگانے سے بیماری ہو سکتی ہے' لیکن سانس سے بیماری نہیں ہوتی' گلٹیوں سے بیماری پھیپھڑوں میں جا کر نمونیہ پیدا کر سکتی ہے۔ نمونیہ ہونے کے بعد جراثیم مریض کی سانس کے ذریعے باہر نکلتے اور دوسروں کے لئے خطرے کا باعث بن جاتے ہیں۔

یہ بیماری انسانوں کے علاوہ گھریلو جانوروں کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔ عالمی ادارہ صحت کے کارکنوں نے بھارت کے شہر سورت میں طاعون سے ہلاک ہونے والے کتے بھی دیکھے۔ شہنشاہ جہانگیر نے طاعون سے مرتی ہوئی بلی دیکھی۔

انیسویں صدی میں ہندوستان کے علماء نے انگریزوں کے خلاف آزادی کی ایک تحریک شروع کی جس کا انکشاف ہونے پر ہزاروں علماء حق کو پھانسیاں دی گئیں۔ اس سازش کے ایک " مجرم " مولانا جعفر تھانیسری نے اپنے خلاف سازش کے مقدمہ میں طاعون کا دلچسپ ذکر کیا ہے۔

> انبالہ کے انگریز سیشن جج نے ہم تمام ساتھیوں کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ سناتے ہوئے سزائے موت کا حکم سنایا۔ خاکسار کیلئے امتیازی فیصلہ سنایا گیا۔
>
> " محمد جعفر قانون دان تھا۔ اس نے اپنا قانونی علم حکومت کے خلاف سازش میں صرف کیا۔ اس کے لئے حکم دیا جاتا ہے کہ اسے پھانسی کے ذریعہ سزائے موت دی جائے۔ مرنے کے بعد اس کی لاش اس کے لواحقین کو نہ دی جائے اور اسے جیل کے قبرستان میں بے نام و نشان گاڑا جائے "

جب وہ سزا سنا چکے تو مولوی جعفر صاحب نے کہا۔

"جج صاحب! زندگی اور موت کا فیصلہ کرنے والی سرکار آپ نہیں اوپر ہے۔ یہ کون جانتا ہے کہ بے نام و نشان کون مرتا ہے اور کس نے پہلے اوپر بلایا جاتا ہے؟"

مولوی جعفر اور ان کے رفقاء کے کاغذات وغیرہ ابھی تیاری کے مراحل میں تھے کہ سیشن جج کو طاعون ہو گئی۔ وہ مر گیا' دوسروں کو بیماری کے خطرے کی وجہ سے اس کی لاش مہتروں نے بانسوں کی مدد سے اٹھائی اور ایک کھلے میدان میں اس کے اوپر پٹرول ڈال کر نعش اس ڈر سے جلا دی گئی کہ دوسروں کو بیماری کا خطرہ پیدا نہ ہو۔

وہ انگریز جج جو اپنی اکڑ میں دوسروں کا نام و نشان مٹانے کا دعوے دار تھا طاعون سے مرا۔ جو اس کی اپنی کتاب کے مطابق خداوند کی طرف سے عذاب کی علامت تھی۔ کسی پادری نے مارے دہشت کے اس کا نہ جنازہ پڑھا اور نہ مغفرت کی دعا کی۔ وہ انسانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہو سکا۔ وہ مولوی جعفر کو بے نام و نشان ہلاک کرنا چاہتا تھا لیکن فیصلہ کرنے والی عظیم ذات نے اسے عذاب الٰہی کا مستوجب قرار دے کر بے نام و نشان ختم کر دیا جبکہ مولوی جعفر تھانیسری کا نام ان کی وفات کے سو سال بعد آج بھی زندہ جاوید ہے۔

ان دنوں پاکستان میں طاعون سے بچاؤ کے لئے کوڑا کرکٹ' گندگی وغیرہ کو دور کرنا ضروری قرار دیا جاتا رہا ہے۔ کوڑے کے ڈھیر اور غلاظت یقیناً بری چیزیں ہیں۔ ان کو ہٹا دینا صحت عامہ اور ہمارے مذہبی شعار کے لحاظ سے ضروری ہے' لیکن ان کا طاعون سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ ممکن ہے کہ کوڑے کے ڈھیروں سے چوہے خوراک حاصل کریں لیکن یہ خوراک ان کو اپنے مسکنوں' حلوائیوں کی دکانوں' اجناس کے ذخائر سے

مکمل مقدار میں زیادہ سہولت اور فراوانی سے میسر آسکتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے کہ شہد کی مکھی اگر باغ میں جائے گی تو پروانوں کا خون ہوگا۔

طاعون کا پھیلاؤ ایک مثلث پر مشتمل ہے۔

چوہا----- پسو ------ انسان

اس مثلث پر جس حصہ پر بھی قابو پایا جائے طاعون ختم کی جا سکتی ہے۔

نمونیائی پلیگ کے مریض کی سانس سے جراثیم خارج ہوتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدی بیماریوں سے بچاؤ کا جو شاندار اصول مرحمت فرمایا ہے اور جس کا تذکرہ ابتدائی صفحوں میں کیا گیا' اس پر عمل کیا جائے۔ یعنی مریض سے جب بات کریں تو اپنے اور اس کے درمیان کم از کم ایک میٹر کا فیصلہ رکھا جائے۔ اس طرح خطرہ نہیں رہتا۔

علامات

یہ بنیادی طور پر چوہوں کی بیماری ہے جو ان میں باہمی میل جول کی وجہ سے پھیلتی رہتی ہے۔ ان سے دوسرے رینگنے والے جانور مثلاً گلہری' نیولا وغیرہ بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔ ان کے جسموں پر چلنے والے پسو جراثیم کو بیمار چوہوں سے انسانوں تک پہنچاتے ہیں۔ یہ خدمت جوئیں اور کھٹمل بھی انجام دے لیتے ہیں۔

بیمار چوہے کی موت کے بعد پسو دوسرے شکار کی تلاش میں انسانوں پر حملہ آور ہو سکتے ہیں۔ یہ جسم کے غیر مستور حصوں مثلاً ہاتھوں' پیروں اور چہرے پر کاٹتے ہیں۔ کاٹنے والی جگہ پر چھوٹی سی پھنسی نمودار ہوتی ہے اور جراثیم خون میں داخل ہو جاتے ہیں۔ اگر ٹانگوں پر کاٹا گیا ہو تو ان کے آخر میں کنج ران پر گلٹیاں پھول جاتی ہیں۔ ان میں درد ہوتا ہے۔ اگر بازوؤں پر کاٹا گیا ہو تو گردن اور بغلوں کی گلٹیاں متورم ہوتی

ہیں۔

پسو، کھٹمل یا جوں کے کاٹنے کے 4-2 دن بعد علامات شروع ہو جاتی ہیں۔ اور پہلی علامت سر اور جسم میں دردوں سے شروع ہوتی ہے۔ اگر مریض طاعون کے کسی مریض کے پاس بیٹھا ہوا ہو یا اس کی سانس کے ذریعے خارج ہونے والے جراثیم کی زد میں رہا ہو تو پھر گلٹیاں نمودار نہیں ہوتیں اور بیماری براہ راست نمونیائی طاعون کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے۔

گلٹیوں والی قسم BUBONIC PLAGUE

جسمانی دردوں کے ساتھ تیز بخار ہوتا ہے۔ ذہنی کیفیت خراب ہو سکتی ہے۔ دوسرے یا تیسرے دن ران کے اوپر کے حصے پر گلٹیاں نمودار ہوتی ہیں۔ ورم کے ساتھ ان میں شدید درد اور آس پاس کی تمام جلد انگارے کی طرح سرخ ہوتی ہے۔ یہ آہستہ آہستہ درمیان سے نرم ہونے لگتی ہیں۔ درد اور اکڑاؤ میں کچھ کمی محسوس ہوتی ہے۔ اب یہ گلٹیاں پیپ سے بھرے ہوئے پھوڑے بن جاتی ہیں۔

بخار کی شدت 5-3 دن رہتی ہے۔ پھر وہ خود ہی کم ہونے لگتا ہے۔ 5-4 دن میں ختم ہو جاتا ہے۔ گلٹیاں اگر پھوڑا بن کر پھٹ جائیں تو اس مرحلہ پر تھوڑا سا بخار پھر سے ہو جاتا ہے۔

مریض کی آنکھیں سرخ ہوتی ہیں۔ گفتگو اور چال میں شرابیوں کی طرح لڑکھڑاہٹ پائی جاتی ہے۔ پیشاب میں رکاوٹ آ سکتی ہے۔ متلی اور قے کی وجہ سے کھانا پینا معطل ہو جاتا ہے۔

نبض انتہائی کمزور، مگر تیز، جگر اور تلی پھیل جاتی ہیں۔ دل بھی پھیل سکتا ہے۔ نبض میں بے قاعدگی اور کمزوری زہرباد کے علاوہ جسم کے اندرونی اعضاء سے خون بہنے

کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے۔

جراثیم کی تخریب کاری' جریان خون' دماغ کی جھلیوں پر اثرات' جگر کے افعال میں رکاوٹ' غذائی کمی اور زہرباد کی وجہ سے موت 5 - 3 دنوں کے درمیان واقع ہو سکتی ہے۔

خوش قسمت مریضوں میں گلٹیاں آہستہ آہستہ سکڑنے لگتی ہیں۔ جمع شدہ پیپ پھٹ کر باہر نکل سکتی ہے یا اندر سے ہی خشک ہو جاتی ہے۔ بخار کم ہوتے ہوتے ختم ہو جاتا ہے۔ پسینے بہت آتے ہیں اور دس دن میں بیماری خاتمے پر آ جاتی ہے۔

نمونیائی پلیگ (PNEUMONIC PLAGUE)

مریض کے قریب سانس لینے یا طاعون کا زہرباد ہونے کے بعد بیماری پھیپھڑوں کو متاثر کرتی ہے۔ جسم میں جراثیم کی آمد کے 4 - 2 دن بعد سردی لگ کر بخار آتا ہے۔ سخت متلی کے بعد قے آتی ہے۔ شدید کھانسی' چھاتی میں درد کے ساتھ سانس اکھڑنے لگتی ہے بلکہ سانس لینی دوبھر ہو جاتی ہے۔ آکسیجن کی مسلسل کمی کی وجہ سے چہرے اور ہونٹ نیلے پڑ جاتے ہیں۔ بلغم پتلی' مقدار میں بہت زیادہ اور مسلسل خارج ہوتی رہتی ہے۔ تھوک میں خون کی رنگینی پائی جاتی ہے۔ اکثر اوقات خون کی کسی بڑی نالی کے گل جانے سے کھانسی کے بغیر بھی خون کی خاصی مقدار خارج ہوتی رہتی ہے۔

پھیپھڑوں میں زخم' پھوڑے اور ان میں پیپ اس بیماری کا خاصہ ہے۔ پھیپھڑوں کے متورم ہو جانے اور پھوڑوں کی وجہ سے خون میں آکسیجن کی مقدار کم ہونے لگتی ہے۔ آکسیجن کی یہ کمی اور زہرباد موت کا باعث بنتے ہیں۔

زہرباد (SEPTICEMIC PLAGUE)

خون میں داخل ہونے کے بعد جراثیم متعدد اعضاء میں زخم پیدا کرتے ہیں۔ یہ

پھوڑے اور ان سے خارج ہونے والی زہریں مریض کی زندگی کو مختصر کر دیتی ہیں۔ اندرونی اعضاء کو متاثر کرنے والی یہ کیفیت پھیپھڑوں کے علاوہ دل، جگر، تلی دماغ کی جھلیوں اور آنتوں کو بھی متاثر کر سکتی ہے۔ طاعون کی تمام اقسام میں سے یہ شکل سب سے زیادہ خطرناک اور جان لیوا ہے۔

پسو جب طاعون کے جراثیم کا ٹیکہ جلد میں لگاتا ہے تو کبھی کبھار جراثیم آگے جانے کی بجائے وہیں پر پھوڑا بنا دیتے ہیں۔ جسمانی علامات طاعون کی دیگر اقسام کی مانند ہوتی ہیں۔ لیکن پیپ بہت زیادہ ہوتی ہے۔ جس جگہ پر یہ پھوڑا نکلا ہو وہ جگہ گل کر ختم ہو جاتی ہے اس لئے اسے CARBUNCULAR PLAQUE بھی کہتے ہیں۔

تشخیص

ابتدائی علامات کے ساتھ ہی اگر خون کا DLC - TLC کیا جائے تو اس میں قابل توجہ یہ باتیں ہوتی ہیں۔

TOTAL LEUCOCYTE COUNT = 4900/C M.M.

Polymorphonuclear Leucocytes = 81%

سفید دانوں کی دوسری اقسام کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ سوزش کی وجہ سے ہونے والی کئی اور بیماریوں مثلاً نمونیہ، خناق وغیرہ میں بھی خون کا نتیجہ تقریباً اسی قسم کا ہوتا ہے۔ مرض کی تشخیص علامات اور مریض کی شدید علالت سے کی جاتی ہے۔

پروفیسر سید عبدالرشید نے طاعون کی تشخیص کے سلسلہ میں ہمارے لئے کچھ اور بھی کام کی باتیں تلاش کی ہیں۔

1- گلٹیوں سے نکلنے والی پیپ کو سرنج کے ذریعہ نکال کر ٹیسٹ کیا جا سکتا ہے اس

میں دو صورتیں ہیں۔

(الف) پیپ کو خوردبین کی سلائیڈ پر لگا کر اس کو GIEMSA کے طریقہ سے رنگ دیا جائے۔ چونکہ یہ پیپ جراثیم سے بھری ہوئی ہے اس لئے صرف پانچ منٹ کے عرصہ میں سلائیڈ کو دیکھنے کے بعد یہ نتیجہ میسر آ سکتا ہے۔ ایک مریض کا نتیجہ اس طرح بیان کیا گیا۔

YERISINIA PESTIS were found on Giemsas staining of the pus; aspirated from the inguinal glands.

(ب) مریض کے خون' تھوک اور بلغم کو بھی اسی طرح سلائیڈ پر لگا کر giemsa کے طریقہ سے رنگنے کے بعد طاعون کے جراثیم yerisinia pestis دیکھے جا سکتے ہیں۔

(ج) طاعون کے جراثیم کو لیبارٹری میں بڑی آسانی کے ساتھ کلچر کیا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ یہ رپورٹ

A luxurious growth of YERISINIA PESTIS was obtained after 24 hours incubation from the sputum.

ماہرین نے جسم کے دفاعی نظام کے ردعمل کی بنیاد پر خون کے کچھ مزید ٹیسٹ بھی دریافت کئے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی اہمیت حاصل نہیں۔ کیونکہ بیماری کی تشخیص خون' بلغم' تھوک یا پیپ کی سلائیڈ کی مدد سے بڑی آسانی کے ساتھ کی جا سکتی ہے۔

وباء کے دنوں میں طاعون کی علامات کو توجہ میں رکھنے کے بعد کسی بھی مریض کی تشخیص پر وقت ضائع کرنے کا خطرہ مول لینا درست نہیں۔ کیونکہ بیماری آندھی کی طرح آتی ہے اور مختصر عرصہ میں زندگی کا چراغ بجھا دیتی ہے یا اتنا شدید نقصان کر دیتی ہے کہ اس کا مداوا ممکن نہیں رہتا۔ اس لئے ہر مریض کا بھرپور علاج شروع کر دیا

جائے اور اس کے ساتھ ساتھ اگر توثیق کے لئے کوئی ٹیسٹ بھی کروا لیا جائے تو مضائقہ نہیں۔

علاج

طاعون قابل علاج بیماری ہے' وہ جسم کے اندر اپنی تخریب کاری کو اس سرعت کے ساتھ انجام دیتی ہے کہ سوچنے کی گنجائش بھی نہیں دیتی۔

پرانے اطباء "تریاق فاروقی" کی بڑی تعریف کرتے تھے' لیکن مرض سے بچاؤ یا علاج کے سلسلہ میں اس دوائی نے کسی کمال کا مظاہرہ نہیں کیا۔ اس نسخہ کے اجزا اتنے گراں ہیں کہ روسا کے علاوہ کسی اور کے بس کی بات نہیں۔

بھارت کے اضلاع انبالہ' کرنال' پانی پت اور لدھیانہ میں پھیلنے والی پلیگ کے دوران 46 - 1945ء میں سلفا ڈایازین کو استعمال کیا گیا۔ اس زمانے میں سلفا کے خاندان کی مشہور ادویہ:-

MB- 760 , MB-693 کو بڑی اہمیت حاصل تھی۔ محکمہ صحت کے کارکنوں نے دیہات میں گولیاں تقسیم کرنے کے علاوہ مریضوں کو Soluseptasine اور Sulphadiazine کے ٹیکے لگائے۔ اکثر مریضوں کو فائدہ ہوا بلکہ بچ جانے والوں کی تعداد اچھی خاصی رہی۔

اس کے بعد پنسلین دریافت ہوئی' لیکن وہ طاعون میں بیکار ثابت ہوئی۔ طاعون کی بہترین دوا TETRACYCLINE - 250 mg قرار پائی ہے۔ بھارت کی حالیہ وباء کے دوران مریضوں کو اس کے 500 mg (دو کیپسول) ہر چھ گھنٹوں کے بعد دن میں 4 مرتبہ دیئے گئے اور مرنے والوں کی تعداد برائے نام رہ گئی۔

ایک عام مریض کو روزانہ 8 کیپسول دیئے جاتے ہیں۔ اگر پھیپھڑے بھی متاثر

ہوں یعنی Pneumonic Plague بھی ہو تو STREPTOMYCIN 1-0 gm کا ایک ٹیکہ صبح۔ شام گوشت میں 4-3 دن لگایا جائے۔ فرق پڑنے پر مزید سات دن تک ایک گرام روزانہ کافی رہتا ہے' لیکن ان کے ساتھ ٹیٹرا سائیکلین کے کیپسول بہرحال شامل کیے جائیں۔

مریض کے قریب یا تعلق میں آنے والوں کو ٹیٹرا سائیکلین دے کر بیماری سے محفوظ کیا جا سکتا ہے۔ بھارت کی جالیہ وباء کے دوران PIA کے طیارے دہلی سے پھنسے ہوئے پاکستانی لاتے رہے۔ ان جہازوں کے عملہ کو آتے اور جاتے وقت 5 روز تک ٹیٹرا سائیکلین کے کیپسول کھلائے جاتے تھے اور ان میں سے ہر شخص محفوظ رہا۔

TRIMOXAZOLE CO- (SEPTRAN) ایک مفید دوائی ہے۔ جس میں سلفا خاندان کی ایک دوائی بھی شامل ہے۔ یہ دوائی علاج اور بچاؤ میں دی جا سکتی ہے۔ لیکن اس وقت جب ٹیٹرا سائیکلین میسر نہ ہو کیونکہ دوسری کوئی دوائی ٹیٹرا سائیکلین جتنی مفید اور حتمی نہیں۔

کیپسول کھانے سے مریض کے پھوڑے خشک ہو جاتے ہیں۔ پھوڑے کے علاج میں دو اہم نکات ہیں۔ پہلی بات یہ کہ جب پھوڑا بننا شروع ہو تو اس مرحلہ پر مریض کی قوت مدافعت کو بڑھایا جائے اور جراثیم کش ادویہ بھرپور مقدار میں دی جائیں۔ تاکہ پیپ پیدا کرنے والے جراثیم ہلاک ہو جائیں۔ اگر یہ کام بروقت کیا جائے تو کسی بھی پھوڑے میں پیپ نہیں بنتی اور وہ بھرنے سے پہلے سوکھ جاتا ہے۔ اس مرحلہ پر یوڈی کولون' آفٹر شیو لوشن' سپرٹ' سرکہ' ٹنکچر آیوڈین' بیلاڈونا گلیسرین مقامی طور پر لگانا مفید ہوتا ہے۔

جب کسی پھوڑے میں پیپ پڑ جائے تو جراثیم کش ادویہ کی کوئی مقدار اسے ختم

نہیں کر سکتی۔ کیونکہ مریض کو دی گئی تمام دوائیں خون کے ذریعہ پھوڑے تک جاتی ہیں۔ چونکہ پیپ میں دوران خون نہیں ہوتا۔ اس لئے کوئی بھی دوائی وہاں تک نہیں جا سکتی۔ دوائی آس پاس کی سرخی' ورم اور درد کو کم کر سکتی ہے' لیکن پیپ اس کی دسترس سے باہر رہے گی۔

طاعون کی گلٹیوں میں پیپ پڑنے کا عمل بڑی رفتار سے ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو پھوڑے بننے سے روکنے کا کام فوری طور پر شروع کرنا ضروری ہے۔

بچوں کو حفاظتی ٹیکے لگانے کی مہم کے دوران کئی مرتبہ ایسے بچے دیکھے گئے جن کو گندی سرنجوں سے ٹیکہ لگایا گیا اور وہاں پر پھوڑے بن گئے۔ اس صورت حال کے مقابلہ میں ہم نے جراثیم کش ادویہ کے ساتھ یہ مرہم استعمال کیا۔

Magnesium Sulphate	33 mg.
Glycerine	67 mg.

گلیسرین کو گرم کر کے اس میں میگنیشیا آہستہ آہستہ حل کیا گیا۔ پھر کپڑے کے صاف ٹکڑے کو اس میں بھگو کر پھوڑے پر رکھ کر پٹی باندھ دی گئی۔ اکثر پھوڑے بیٹھ جاتے ہیں۔

مریض کے کمرے میں غیر ضروری افراد نہ آئیں۔ اگر نمونیائی پلیگ کا حملہ ہو تو مریض کو متعدی امراض کے ہسپتال میں رکھا جائے۔ ایسے مریض کو گھر میں رکھنا پورے خاندان کے لئے خطرے کا باعث ہو گا۔

مریض سے تعلق میں آنے والا ہر شخص ٹیٹرا سائیکلین کے کیپسول کھائے اور یہ عرصہ 5 دن سے کم نہ ہو۔ بھارت سے آنے والے مسافروں اور دوسرے لوگوں کو یہ کیپسول کھا کر محفوظ رہتے دیکھا ہے۔

طاعون سے بچاؤ

طاعون سے بچاؤ کے لئے زمانہ قدیم سے ایک فرسودہ سی ویکسین کے ٹیکے لگتے آئے ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ اس ویکسین کے دو ٹیکے اگر ایک ہفتہ کے وقفہ پر لگائیں تو 6 ماہ کے لئے حفاظت حاصل ہو جاتی ہے۔

بلدیاتی اداروں کے ویکسی نیٹر سکولوں میں 10 cc کی سرنج لے کر چلے جاتے ہیں۔ وہ اس سرنج کو بھر بھر کر پورے سکول کو ایک ہی سوئی (بغیر ابالے) سے ٹیکے لگاتے ہیں۔ طاعون سے بچاؤ تو یقینی نہیں' لیکن ایک ہی سرنج سے سینکڑوں بچوں کو ٹیکہ لگانا مجرمانہ فعل ہے۔ طاعون سے بچتے بچتے ان میں یرقان اور دوسری خطرناک بیماریاں پھیلائی جاسکتی ہیں۔

طاعون کا ٹیکہ اس سے یقینی بچاؤ کا ذریعہ نہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق بھارت نے اس سے بچاؤ کا ایک یقینی ٹیکہ ایجاد کیا ہے لیکن دوائی نہ تو کسی ثقہ ادارے نے ٹیسٹ کی اور نہ ہی اس کی افادیت کا جائزہ لیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے کمالات کا ڈھنڈورا پیٹا ہے۔ اگر حقیقت کی طرف جائیں تو جراثیمی بیماریوں کے خلاف بننے والی ہر ویکسین بیکار ثابت ہو چکی ہے۔ تپ محرقہ اور ہیضہ کے ٹیکے بے فائدہ ثابت ہو چکے ہیں۔ اگرچہ ان پر اب بھی قومی دولت ضائع کی جاتی ہے کالی کھانسی جراثیمی بیماری ہے۔ اس سے بچانے کی ویکسین اگرچہ عالمی ادارہ صحت کی کوششوں سے بہتر بنا دی گئی ہے' لیکن اس کی افادیت 80 فیصدی سے تجاوز نہیں کر سکی۔

جراثیم سے ہونے والی کسی بھی بیماری کے خلاف کوئی بھی ویکسین صحیح معنوں میں موثر نہیں اور ان پر بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔

قرنطینہ -- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایجاد

طاعون متعدی بیماری ہے۔ یہ ایک سے دوسرے کو لگتی ہے۔ تندرست افراد کو

مریضوں سے دور رکھنے کا طریقہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایجاد فرمایا۔

بیماری کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے ان کی ترکیب آسان' قابل عمل اور موثر ہے۔

اذا سمعتم بالطاعون بارض فلا تدخلوا علیہ' و اذا وقع و انتم بارض' فلا تخرجوا منھا۔

(بخاری۔ ابو داؤد)

(جب تم کسی شہر یا علاقہ میں طاعون کا سنو تو پھر مت جاؤ۔ اگر بیماری پھوٹتے وقت تم اس شہر میں موجود ہو تو پھر وہاں سے مت نکلو)

یہ اصول اتنا جامع مکمل اور مفید ہے کہ اس پر عمل کرکے ہر وباء ختم کی جاسکتی ہے۔ 1890ء میں ہانگ کانگ میں بیماری ہوئی' جہاز رانوں اور دوسرے مسافروں کے ذریعہ یہ وباء آس پاس کے علاقوں میں چین اور 1895ء میں ہندوستان تک پھیل گئی۔

94ء میں بھارت میں پھیلنے والی وباء کے دوران پاکستانیوں کو بھارت جانے سے روک دیا گیا اور بھارت سے کسی شخص کو پاکستان میں آنے نہ دیا گیا اور اس طرح بھارت کی وباء پاکستان میں داخل نہ ہو سکی۔

1976ء میں پاکستان سے چیچک کا خاتمہ ہو گیا تھا۔ اس بیماری کو ختم کرنے کی ذمہ داری اس خاکسار پر تھی۔ بات یوں بنی کہ ہر مریض کا پتہ چلا لیا گیا۔ جب مریض ہمارے علم میں تھا تو اس کی بیماری کو دوسروں تک جانے سے روکنے کی ترکیب آسان تھی۔

مریض کے گھر کے کسی فرد کو باہر نہ جانے دیا گیا اور باہر سے کسی کو اندر آنے نہ دیا گیا۔ مریض سے تعلق میں آنے والے ہر شخص کو خواہ وہ گھر سے تھا یا باہر سے ٹیکہ لگا دیا گیا۔ مریض کے گھر کے آس پاس 50-50 گھروں تک ہر شخص کو ٹیکہ لگا دیا گیا۔ جلالپور میراں میں چیچک سے مرنے والے ایک شخص کے جنازہ میں ہم لوگ شریک

ہوئے۔ میت کو غسل دینے والے' قبر میں اتارنے والوں اور نماز جنازہ پڑھانے والے مولوی صاحب سمیت ہر شخص کو ٹیکہ لگا دیا گیا۔ میت کے عزیزوں میں سے ایک نوجوان ضد میں آ گیا۔ وہ ٹیکہ لگوانے سے انکاری تھا۔ اسے سمجھایا گیا کہ وہ چیچک میں مبتلا ہو سکتا ہے' لیکن وہ اپنے انکار پر مصر رہا۔ 20 دن بعد اسے چیچک نکل اور وفات پا گیا۔

چیچک کی ایک مریضہ ہماری تلاش سے گھبرا کر گود میں اپنی بچی کو لے کر لاہور سے بس میں فیصل آباد چلی گئی۔ اس نے بس میں اپنے پاس بیٹھے ہوئے دو بچوں کو چیچک کی بیماری منتقل کی۔

ان مشاہدات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ متعدی بیماریوں کے کنٹرول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ طریقہ کتنا صحیح اور مفید ہے۔

چوہے اور پسو

چوہوں کو تلف کرنے کے پرانے طریقوں میں پنجرہ' کڑکی ہیں۔ لیکن یہ مکمل کام نہیں کرتے۔ کچھ چوہے تلف ہونے سے بچ جاتے ہیں۔ اس کے لئے گڑ اور آٹا کے مرکب میں ZINC PHOSPHIDE ملا کر ان کو زہر دیا جاتا ہے۔ چوہا بڑا عقلمند جانور ہے۔ ایک دو چوہوں کے مرنے کے بعد باقی چوہے زہر کی گولیاں نہیں کھاتے۔ ان کو جھانسہ دینے کے لئے کچھ دن آٹا' گڑ اور تیل ملا کر گولیاں بنائی جاتی ہیں جو دیواروں کے ساتھ کونوں میں رکھی جاتی ہیں۔

جب چوہے ان گولیوں کو مطمئن ہو کر کھانے لگیں تو پھر ایک روز گڑ' آٹا اور تیل کے ساتھ زنک فاسفائیڈ بھی شامل کر دی جاتی ہے' اور اس طرح تمام چوہے بیک وقت ہلاک ہو جاتے ہیں۔

خون کو پتلا کرنے والی WARFARINE یا ENTU میں گندم کے دانے ملا کر ایک نسخہ تیار کیا جاتا ہے۔ پہلے یہ جرمنی کی بائیر کمپنی نے RACUMIN کے نام سے بنایا۔ اب MOSUL وغیرہ کے نام سے اور چیزیں آگئی ہیں۔ ان دانوں کو پلیٹ میں ڈال کر گھر کے کونوں میں رکھ دیا جاتا ہے۔ چوہے تجرباتی طور پر کسی ایک کونے سے کھاتے ہیں۔ جب ان میں سے کسی کو کچھ نہیں ہوتا تو دوسرے بھی اسی کونے سے کھانے لگتے ہیں۔ جب پلیٹ خالی ہو جائے تو اس کو پھر سے بھر دیا جاتا ہے۔ چوہے اس خوش ذائقہ (زہر ملی ہوئی) خوراک کو بار بار کھاتے بلکہ اپنے دوستوں کو بھی لے آتے ہیں۔ تین چار مرتبہ کھانے کے بعد اس گھر کے تمام چوہے بیک وقت مرجاتے ہیں۔ زہر کے اثرات کی وجہ سے ان کو جب بے قراری ہوتی ہے تو وہ پانی پینے کیلئے باہر نکلتے اور مرجاتے ہیں۔ اس طرح ان کے بلوں سے لاشیں نکالنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

پسو تلف کرنا

چوہوں کی تعداد اتنی زیادہ ہے کہ ان کو مکمل طور پر تلف کرنا ممکن نہیں۔ لاہور کی اکبری منڈی اور ریلوے سٹیشن پر مال گوداموں میں چوہوں کی تعداد گنتی سے زیادہ ہے۔ ان کی جسامت بلی کے برابر ہوتی ہے اور بلیوں اور لوگوں سے نہیں ڈرتے۔ ان کے لئے پنجرے بھی بیکار ہیں۔ چوہے ضرور کم کرنے چاہئیں لیکن زیادہ توجہ اگر پسوؤں پر دی جائے تو نتائج زیادہ اچھے نکلتے ہیں۔

1980ء میں حکومت پنجاب کے محکمہ صحت نے مجھے اطلاع دی کہ لاہور میں اچھرہ اور مزنگ کے علاقوں میں پسوؤں کی تعداد خطرے کی حد تک آگئی ہے۔

اصولی طور پر پوری توجہ چوہے مارنے پر دینی چاہئے تھی۔ میں نے

چوہے مروانے کا بندوبست تو کیا' لیکن اصل توجہ پسوؤں پر دی گئی۔

متاثرہ علاقوں میں دھواں دینے والی مشینوں کے ذریعے

PYRETHROL کی دھونی دی گئی۔

ایک ہفتہ کے بعد پسو جانچنے والوں کو دعوت دی گئی۔ انھوں نے ان

کی تعداد میں معتدبہ کمی کا اعتراف کیا اور لاہور بفضلہ طاعون کے اندیشے

سے محفوظ ہو گیا۔

سپرے کرنے والی اکثر دوائیں زہریلی ہیں۔ ان کو فاسفورس اور بنزین سے بنایا

جاتا ہے جبکہ ELDRIN - DIELDRIN اتنی زہریلی ہیں کہ ان کو آبادیوں میں سپرے

کرنا خطرے سے خالی نہیں ہوتا MALATHION زہریلی بھی ہے اور اس کی بدبو اتنی

ناگوار ہوتی ہے کہ اس کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔

عام طور پر لوگ DDT - BHC استعمال کرتے ہیں۔ اگر ان کو ملا کر چھڑکا جائے تو

زیادہ کارآمد ہیں' لیکن ان کے دھوئیں میں سانس لینا' یا ان کا باورچی خانے میں سپرے

خطرناک ہو سکتا ہے۔

حال ہی میں دو نئی دوائیں DDVP - ACTILIX آئی ہیں۔ یہ مفید بھی ہیں اور

کم زہریلی بھی۔ ان کو پانی یا مٹی کے تیل میں حل کر کے سپرے کیا جا سکتا ہے۔ مٹی

کے تیل میں ان کا اثر زیادہ دیر تک رہتا ہے۔ لیکن یہ بھی زہریلی ہیں۔

عقر قرحا ایک مشہور یونانی دوا ہے۔ جسے دانتوں کے منجن اور کمزوری کی دواؤں

میں استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ برطانوی سائنس دانوں نے اس سے کیڑے مارنے کی ایک

بڑی اچھی دوا PYRETHROL تیار کی ہے۔ یہ کئی دنوں تک موثر رہتی ہے اور

زہریلی نہیں ہے۔ مچھر' مکھیاں' لال بیگ' کھٹمل' چوٹیاں اور بھڑ تک مار سکتی ہے۔

گھروں میں کسی اندیشہ کے بغیر سپرے کی جا سکتی ہے۔ ایک برطانوی کمپنی نے حال ہی

میں گھروں میں سپرے اور سر سے جوئیں مارنے کا ایک لوشن بازار میں پیش کیا ہے۔ جو عقر قرحا سے تیار کیا گیا ہے۔ یہ محفوظ بھی ہے اور مفید بھی۔

متبرک سپرے

اسلام نے گھروں کو جراثیم اور بیماری پھیلانے والے کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے لئے لاجواب نسخے عطا کئے ہیں۔

حضرت ابان بن صالح بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم بالشیح والمرو الصعتر۔

(بیہقی)

(اپنے گھروں میں حب الرشاد' مرکی اور صعتر سے دھونی دیتے رہا کرو)

حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

بخروا بیوتکم باللبان والشیح۔

(بیہقی)

(اپنے گھروں میں لوبان اور حب الرشاد کی دھونی دیتے رہا کرو)

ان دو احادیث میں حب الرشاد' مرکی' صعتر فارسی اور لوبان کو گھروں میں جلا کر دھونی دینے کی ترکیب عطا فرمائی گئی۔

ان چاروں میں سے ہر ایک جراثیم کش ہے۔ لوبان کا ٹنکچر زخموں پر Tincture Benzoin co. کے نام سے آج بھی لگایا جاتا ہے اور ان سے عفونت کو دور کرتا ہے۔ اس ٹنکچر کو کھولتے پانی میں ڈال کر گلے اور پھیپھڑوں کی بیماریوں میں

بھاپ دی جاتی ہے۔

مرکی زمانہ قدیم سے جراثیم کو مارنے اور پیٹ کے کیڑوں کو مارنے کے لئے TR.MYRRH کے نام سے مستعمل رہی ہے۔ زبور مقدس میں ارشاد ہوا ہے۔

تیرے لباس سے مر اور عود لور تج کی خوشبو آتی ہے۔ (45-8)

صعتر فارسی سے THYMUS نام کا ایک جوہر حاصل کیا گیا تھا۔ جو اب تک پیٹ کے کیڑوں کو مارنے کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے مرکی اور صعتر کے مرکبات گلے کی سوزش کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں زہریلے کیڑوں سے بچاؤ کے لئے محفوظ لور موثر ادویہ مرحمت فرمائی ہیں۔ ان کو کسی بھی گھر میں کسی بھی صورت حال میں دھونی کی صورت استعمال کیا جا سکتا ہے۔ یہ خوشبو دار ہیں۔ چوہوں کے پسو مار دیتی ہیں اور چوہے ان سے بھاگ جاتے ہیں۔ سپرے میں استعمال ہونے والی جدید ادویہ پسو مار سکتی ہیں لیکن ان سے چپکے ہوئے طاعون کے جراثیم کو نہیں مار سکتیں۔ جبکہ ادویہ نبویہ کی چاروں دوائیں ANTISEPTIC اور DISINFECTANT ہیں۔ یہ طاعون کے جراثیم کو بھی ہلاک کر دیتی ہیں۔ لور یہ کسی بھی سپرے سے زیادہ موثر ہیں۔

اس دھونی کے دوران اگر گھر کے افراد گھر میں موجود رہیں تو ان کو اور بھی فوائد حاصل ہونگے۔ اگر کسی کے گلے یا سانس کی نالیوں میں سوزش ہوئی تو ان کا جراثیم کش دھواں ان کے لئے مفید ہوگا۔

کتاب مقدس لور وبا

انسان ابتدائے آفرینش سے بیماریوں کا شکار رہا ہے۔ کبھی کبھی بیماریاں انسان کی اپنی غلطیوں کی بجائے سیاہ کاریوں کی پاداش میں غضب الٰہی یا عذاب خداوندی کا مظاہرہ

ہوتی ہیں۔ تورات مقدس اللہ کا کلام تھی' لیکن اب وہ زمانہ قدیم کی تاریخ بھی ہے۔ جو ہمیں ماضی کے اہم واقعات سے باخبر کرتی ہے۔ ارشاد ہوا

(جب تم اپنے شہروں کے اندر جا کر اکٹھے ہو جاؤ تو میں وبا کو تمہارے درمیان بھیجوں گا اور تم غنیم کے ہاتھ میں سونپ دیئے جاؤ گے)

(احبار۔ 25-26)

وباء ان پر ناگہانی طور پر نازل بھی کی گئی۔

...... اور انکا گوشت انہوں نے دانتوں سے کاٹا ہی تھا اور اسے چبانے بھی نہیں پائے تھے کہ خداوند کا قہر ان لوگوں پر بھڑک اٹھا۔ اور خداوند نے ان کو بڑی سخت وبا سے مارا۔ (گنتی 33:11)

وباء خداوند کے غضب کا مظاہرہ بھی ہے۔

--- یوں انہوں نے اپنے اعمال سے اس کو خشمناک کیا۔ اور وبا ان میں پھوٹ پڑی۔ (زبور 29:106)

خدا کی زمین رہنے کے باوجود اس کو ٹھکرانا ایک شدید گناہ تھا۔ یہودیوں کو دربدر ذلیل کرانے کے واقعہ میں ارشاد مقدس ہے۔

--- اور میں ان میں تلوار اور کال اور وباء بھیجوں گا۔ یہاں تک کہ وہ اس ملک سے جو میں نے ان کو اور ان کے باپ دادا کو دیا' نیست ہو جائیں گے۔ (یرمیاہ 10:24)

نافرمانوں کو سزا دینے کے بارے میں ارشاد ہوا۔

--- اس قوم کو میں تلوار اور کال اور وبا سے ان کو سزا دوں گا۔ یہاں تک کہ میں اس کے ہاتھ سے ان کو نابود کر دوں گا۔ (یرمیاہ 27: 9-8)

ان تمام آیات میں وباء (طاعون) کو عذاب خداوندی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔

ملحدوں، منکروں اور کافروں پر خدا کا عذاب طاعون کے علاوہ قحط اور جنگوں کی صورت میں نازل ہوتا رہا ہے اور یہ بات غالباً آج بھی درست ہے۔

طب نبوی

(جب تم کسی علاقہ میں اس کی خبر سنو تو وہاں پر مت جاؤ، اور وباء کے پھوٹنے کے وقت تم وہاں موجود ہو تو پھر وہاں سے بھاگنے کی کوشش مت کرنا)۔

اس حدیث سے وباء کے پھیلنے اور اس سے بچاؤ کی ترتیب کا پتہ تو چلتا ہے لیکن عذاب کی مستحق قوم کا صحیح سراغ اسامہ بن زیدؓ کی ایک دوسری روایت سے یوں میسر ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الطاعون بقیه الرجز او عذاب ارسل علی طائفته من بنی اسرائیل

(ترمذی - بخاری)

(طاعون اس عذاب کا بقیہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے بعض گروہوں پر نازل فرمایا)

حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ حضرت عائشہؓ حضرت انس بن مالکؓ اور دوسرے اصحابہ کرامؓ سے محدثین نے درجنوں ایسی احادیث بیان کی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدا کے پیغمبروں کو جھٹلانے والوں اور نافرمانی پر فخر کرنے والوں کیلئے اللہ کا عذاب طاعون کی صورت میں نازل ہوتا رہا ہے۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ حضرت عبداللہ بن عباسؓ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا سمعتم بالطاعون بارض فلاتد خلوا علیہ' و اذا وقع وانتم بارض' فلاتخرجوا منہا

(مسند احمد - انسائی۔ بخاری - ابو داؤد)

(جب تم کسی شہر میں طاعون کی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ' اور اگر یہ وباء اس وقت پھوٹے جب تم وہاں موجود ہو تو پھر باہر مت نکلو)

انسانیت کے لئے طاعون صدیوں سے دہشت اور ہلاکت کا باعث رہی ہے۔ تاریخ کے ہر دور میں لوگ اس سے ڈرتے رہے ہیں بلکہ آج بھی اس کی ہلاکت آفرینی ایک ضرب المثل بن چکی ہے۔ بڑی بوڑھیاں کسی کو بد دعا دینے میں ہمیشہ گلٹی نکلنے کا تذکرہ کرتی ہیں۔ کیونکہ گلٹی کے بعد موت ایک یقینی امر ہے۔

توریت مقدس نے اس کی متعدد وباؤں کا تذکرہ کیا ہے' لیکن کسی جگہ بھی اس بیماری کا نام مذکور نہیں جسے خداوند لوگوں کو عذاب دینے کے لئے وباء کی صورت میں پھیلا دیا کرتا تھا۔ اس کی وجہ شاید یہ ہو کہ اصل کتاب سریانی زبان میں تھی۔ جس کا یہودیوں نے عبرانی میں ترجمہ کیا۔ پھر یہ لاطینی میں منتقل ہوئی۔ جس کے انگریزی اور دوسری زبانوں میں تراجم ہوئے۔ انگریزی سے یہ اردو میں ترجمہ ہو کر ہمارے ملک میں آئی۔ عین ممکن ہے کہ ترجمہ کرنے والوں کو سریانی میں مذکور بیماری کا عبرانی نام سمجھ نہ آیا یا اس کو دوسری زبانوں میں تبدیل ہونے کے مرحلہ میں کسی جگہ مترجم بیماری کے نام کا ترجمہ نہ کر سکنے کی وجہ سے اسے صرف وباء کے نام سے پکارتے چلے گئے۔ وبائیات کے ماہرین نے اب اس وبا کو طاعون قرار دیا ہے لیکن ان کی دانست سے بہت پہلے ایک واقعہ یوں ہوا۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

الطاعون آیتہ الرجز' ابتلی اللہ تعالٰی بہ ناسا من عبادہ' فاذا

سمعتم به فلا تدخلوا علیہ' و اذا وقع و انتم بہا فلا تخرجوا منہ

(مسلم)

(طاعون اللہ تعالٰی کی طرف سے نازل ہونے والا ایک عذاب ہے جسے

اس نے اپنے بعض بندوں پر نازل کیا۔

اس ارشاد مبارک میں بچنے کی (جب تم کسی علاقہ میں اسکی خبر سنو تو وہاں مت جاؤ اور اگر تم اس جگہ پہلے سے ہی موجود ہو تو پھر وہاں سے باہر مت نکلو) یہ اہم بات عطا فرمائی کہ تندرست آدمی وباء زدہ علاقہ میں جا کر خود کو خطرے میں نہ ڈالے اور اس کے برعکس جو وہاں رہ رہا ہے وہ وہاں سے باہر نہ نکلے۔ اس طرح بیماری ایک علاقہ تک محدود رہ جائے گی۔ یہ جدید قرنطینہ (Quarantine) کی بہترین شکل ہے۔ ہم نے اس بیماری کی تاریخ میں دیکھا کہ ایک جگہ وبا پڑی اور وہاں پر لوگ بلا روک ٹوک جاتے رہے اور بیماری دوسرے علاقوں میں پھیل گئی۔ ہانگ کانگ سے بمبئی کا فاصلہ 9000 میلوں سے زائد ہے' لیکن ایک معروف بندرگاہ اور کاروباری مرکز ہونے کی وجہ سے لوگ وہاں کھلے بندوں آتے جاتے رہے اور 1895ء کی وباء وہاں سے نواحی علاقہ چین اور جزائر شرق الہند میں پھیلی اور وہاں سے بمبئی تک چلی گئی۔ دو کروڑ سے زیادہ افراد ہلاک ہوئے۔ اس مبارک حدیث پر اگر عمل کیا جاتا تو ہانگ کانگ میں نقصان کرنے کے بعد وہ آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی۔ جب آگرہ میں وبا پڑی تو شہنشاہ جہانگیر نے اصل نکتہ کو سمجھے بغیر اس آفت زدہ شہر میں داخلے کو ممنوع قرار دے دیا۔ اور اس کے درباری بچ گئے۔

باہر سے آنے والوں کو ان کے اپنے مفاد میں یہ مشورہ دیا گیا کہ وہ آفت زدہ شہر میں داخل نہ ہوں جبکہ شہر والوں کو اپنے جراثیم کو دوسروں تک پہنچانے سے روکا گیا۔ اس ممانعت کو زیادہ زور دار الفاظ میں یوں بیان فرمایا گیا۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الفار من الطاعون کالفار من الزحف۔ والصابر فیہ کالصابر فی الزحف۔

(مسند احمد - عبد بن حمید)

(طاعون سے بھاگنا ایسے ہی ہے جیسے کہ کوئی دشمن کے مقابلہ میں میدان جنگ سے بھاگ گیا' اور جو صبر کر کے اسی شہر میں موجود رہا وہ بالکل ایسا رہا جیسے کہ وہ میدان جنگ میں ڈٹا رہا)

اسی بات کو حضرت جابرؓ کی ایک دوسری روایت میں بیان کیا گیا ہے۔

الفار من الطاعون کالفار من الزحف' و من صبر فیہ کان لہ اجر شہید

(مسند احمد)

یہی ارشاد گرامی حضرت عائشہ صدیقہؓ سے یوں مروی ہے۔

الفار من الطاعون کالفار من الزحف۔

(ابن سعد)

(طاعون سے بھاگنا ایسے ہی ہے جیسے کہ کوئی میدان جنگ سے بھاگ گیا)

دنیا کے اکثر ملکوں میں قانون ہے کہ جنگ کے دوران اگر کوئی فوجی دشمن سے مقابلہ کے دوران میدان جنگ سے بھاگ جائے تو اسے سزائے موت دی جاتی ہے۔ امریکی فوج میں اس عمل کو

Showing Cowardice on the face of the enemy

کا نام دیا گیا ہے۔ جس کی سزا موت ہے۔

جب کوئی طاعون زدہ علاقہ سے بھاگ کر کسی دوسرے شہر میں جاتا ہے تو اس امر کا امکان موجود ہے کہ وہ اپنے ساتھ بیماری کے جراثیم بھی لے کر گیا اور اس کی وجہ سے بیماری دوسرے شہر میں پھیل جائے گی۔ طاعون زدہ علاقہ سے نکلنے والا شخص قتل عمد کا مرتکب ہوتا ہے اور وہ اسی قسم کی سزا کا مستوجب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وباء کے پھیلنے کے اسباب بیان فرما کر اپنے حکم کو قانونی حیثیت عطا فرما دی۔ جو شہر میں صبر اور استقامت سے مقیم رہے گا اسے شہادت کا درجہ ملے گا۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس کے مذہب میں شہید کو کتنی فضیلت حاصل ہے۔ وہ اس مرتبہ سے بھاگنے کی کوشش نہ کرے گا اور اگر وہ بھاگ گیا تو اس نے دشمن کے مقابلے میں میدان جنگ میں فرار کے جرم کا ارتکاب کیا۔ جس کے لئے وہ مناسب سزا کا مستوجب ہوگا۔

ہم نے 1994ء میں بھارت میں پھیلنے والی طاعون کی وباء کے دوران دیکھا کہ وباء زدہ علاقہ سے کسی کو صحت مند علاقہ میں نہ جانے دیا گیا۔ دہلی میں رکے ہوئے پاکستانیوں کو واپس لانے والا جہاز دہلی کے ہوائی اڈہ پر 30 منٹ رکا۔ عملہ کا کوئی شخص جہاز سے باہر نہ گیا۔ اس کے باوجود ان پر تمام حفاظتی اعمال استعمال ہوئے۔ وہ خود بھی محفوظ رہے اور ان کے ذریعہ پاکستان میں وباء نہ آسکی۔

وباؤں کی روک تھام اور ان کے پھیلاؤ کو روکنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہمارے ایمان کے لحاظ سے مبارک اور سائنس کے لحاظ سے جدید ترین اور بہترین حفاظت ہے۔

طاعون کا علاج

ادویہ نبویہ میں صعتر فارسی' مرکی' حنا' سنا' کی بڑی طاقت ور جراثیم کش ادویہ ہیں۔ ان میں سے ہر دوائی اور قسط شیریں طاعون کے جراثیم کو ہلاک کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ لیبارٹری میں طاعون کے جراثیم پر ان میں سے کوئی دوائی ڈال کر یہ دکھلایا جا سکتا ہے کہ یہ جراثیم کو مار سکتی ہیں لیکن ان کو علاج کے سلسلہ میں تجویز نہیں فرمایا گیا۔

جسم میں داخل ہونے کے بعد طاعون کا عمل بڑا تیز ہوتا ہے۔ اس کے جراثیم مریض کی حالت کو ایک دو دن میں علاج کی حدود سے باہر لے جاتے ہیں۔ جیسے کہ نمونیہ کی صورت میں پھیپھڑوں میں ہونے والے زخم بیماری ختم ہونے کے باوجود موت کا باعث بن جائیں گے۔ اس لئے طاعون کا علاج ایسی ادویہ سے کیا جائے جو بیماری کی برق رفتاری کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتی ہوں۔

کسی بھی سوزش کے خلاف جسم میں قوت مدافعت کا ہونا نہایت ضروری ہوتی ہے۔ اس غرض کیلئے شہد اور کھجوریں بہترین انتخاب ہیں۔

طاعون کے مناسب علاج کے ساتھ مریض کو کھجوریں کھلائی جائیں۔

اسے شہد اور شہد کے مرکبات میں سے Royal Jelly اور Propolis دیئے جائیں۔ علاج اگر بڑا اچھا نہ بھی ہوا تو بھی مریض کی جان بچ جائے گی۔

ان ادویہ کے ساتھ طاعون کے خلاف جدید ادویہ بے کھٹکے استعمال کی جا سکتی ہیں۔